Edited

لا الہ الا اللہ

الحمد للہ کہ وہ تمام ذخیرۂ حمد آلہی جو گذشتہ سات سال کی سالانہ محفلون مین کہا گیا اور پڑہا گیا۔
من تصنیف عالیجناب خان بہادر اعتبار الملک مولوی سید محمد افتخار حسین صاحب مضطر
خیرآبادی اقتدار جنگ اُستاد خاص ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک جج و مجسٹریٹ درجۂ اول ضلع
نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ بکوشش ترتیب منشی سید محمد اعتبار حسین صاحب نبیرہ خلف الصدق
حضرت مضطر یکجا و فراہم ہوکر نام اس مجموعہ کا

مبارک اے زبان دنیا مین جو کچھ بھی کہا تو نے

نذر خدا

وہ مین نے لکھ لیا۔ اور کر دیا نذرِ خدا تو نے

رکھا گیا اور یہ مجموعہ تحتِ نگرانی و اہتمام جناب نواب سید احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل اُمیدوار
گوالیار گورنمنٹ بحفاظت حق تصنیف انصرام محمد قادر علیخان صوفی میونسپل کمشنر و ممبر لوکل ایجنسی
اہل اسلام فتحپور سیکری آگرہ

مطبع خاص احمد خان صوفی مین بہ طبع مزین مطبوع ہوا

لاالہ الا اللہ

الحمد للہ کہ وہ تمام ذخیرۂ حمد آلہی جو گذشتہ سات سال کی سالانہ محفلون مین کہا گیا اور پڑہا گیا۔
من تصنیف عالیجناب خان بہادر اعتبار الملک مولوی سیّد محمد افتخار حسین صاحب مضطر
خیرآبادی اقتدار جنگ استاد خاص ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک جج و مجسٹریٹ درجۂ اوّل ضلع
نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ بکوشش ترتیب منشی سید محمد اعتبار حسین صاحب بسمنا برتر خلف الصدق
حضرت مضطر یکجا و فراہم ہوکر نام اس مجموعہ کا

مبارک اے زبان دنیا مین جو کچھہ بھی کہا تو نے

نذر خدا

وہ مین نے لکھہ لیا۔ اور کردیا نذر خدا تو نے

رکہا گیا اور یہ مجموعہ تحتِ نگرانی و اہتمام جناب نواب سید احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل ٹہیکیدار
گوالیار گورنمنٹ بحفاظت حق تصنیف انطرام محمد قادر علیخان صوفی میونسپل کمشنر و ممبر لوکل ایجنسی
اہل اسلام فتحپور سیکری آگرہ

مطبع خاص احمد خان صوفی مین طبع ہو کر مطبوع ہوا ۱۹۱۳ء

هوالمستعان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف (ا)

زندگی پاتے ہی اندازِ وفا کو دیکھا	آنکھہ کہلتے ہی خدائی مین خدا کو دیکھا
گلشنِ دہر مین پہولون نے ہوا کو دیکھا	وہ ہمین تہے کہ جو دیکھا تو خدا کو دیکھا
درد پایا تو محبت مین دوا کو دیکھا	زندگی ساتہہ جو لائے تو قضا کو دیکھا
جس نے دنیا مین بتِ ہوشربا کو دیکھا	سچ ہے اوس دیکھنے والے نے خدا کو دیکھا
جسکے دل نے خلشِ تیرِ ادا کو دیکھا	اوس نے دل دیتے ہی دیکھا تو قضا کو دیکھا
بتکدہ مین بہی رہا دہیان اوسی کا ہمکو	بت کو دیکھا تو یہ جانا کہ خدا کو دیکھا
اک مرے دل کو ہوئی ہے خلشِ خار نصیب	ورنہ جو پہول کہلا اوسنے ہوا کو دیکھا
حسن سے جلوۂ وحدت کا پتہ چلتا ہے	ہمنے پردے مین خدائی کے خدا کو دیکھا
بس گئی دل مین محبت تو کہلے رازِ نہان	اوٹھ گئے آنکھ سے پردے تو خدا کو دیکھا

اوس کی حسرت پہ قضا کرتی ہے خود بھی ماتم
جسنے بھرپور جوانی مین قضا کو دیکھا

جب کبھی حشر مین ہو جائیگا دیدار نصیب
تب مین سمجھونگا کہ آنکھون سے خدا کو دیکھا

یاد و اندوہ سے یون نہین مرے ارمان اوٹھے
جس طرح باغ کے پھولون نے ہوا کو دیکھا

جب نظر آئیگا مجھکو وہ لب بام کبھی
تب مین جانونگا کہ موسیٰؑ نے خدا کو دیکھا

ہوش مین آکے لیا لذت دیدار کا لطف
بیخودی میٹ کے مضطرؔ نے خدا کو دیکھا

رات دن لیتی ہے ہر ایک زبان نام ترا
کلمہ پڑھتی ہے دنیا سحر و شام ترا

مین نکیرین سے باتین نکرونگا لیکن
نام لے دونگا۔ اگر یاد رہا نام ترا

شام نے یاد کیا آکے دم صبح تجھے
صبح نے نام لیا جا کے سر شام ترا

اے دل زار سنبھل۔ موت قریب آپہونچی
شام ہونیکو ہے سورج ہے لب بام ترا

ایک ہو نہین ہوئی بھی تو فقط یاد تری
ایک رہنے مین رہا بھی تو فقط نام ترا

سب کی آنکھون مین ہے لمعانئی انوار تری
سب کے کانون مین ہے آوازۂ پیغام ترا

چشم مقصود ہے اور جلوۂ رحمت کی ردا
دست امید ہے اور دامن اکرام ترا

رحم ہر حال مین کرنا یہی عادت ہے تری
کام ہر حال مین آنا ہے یہی کام ترا

مضطرؔ اللہ نے پھر بخش دیا ہے تجھکو
لے لیا تھا تری قسمت نے جو آرام ترا

قافلہ عمر کا بے قافلہ سالار رہا
صرف اک تو ہے جو غربت مین طرفدار رہا

کفر سے بھی ترے رشتے نہین ٹوٹے یارب — برہمن دیر مین وابستۂ زنار رہا
مرغ جان نے تری حسرت مین گذاری ہستی — طائرِ دل ترے پھندے مین گرفتار رہا
شمع محفل مین ترا نور چمکتے دیکھا — گل گلشن سے ترا رنگ نمودار رہا
بحرِ غم ہی مین رہی کشتیِ امید مری — کبھی اس پار رہا مین کبھی اُس پار رہا
مصر و کنعان مین ترا نام ہی باقی ہے آج — نہ تو یوسفؑ ہی رہے اور نہ خریدار رہا
اب کہان عیشِ جوانی کے مزے پیری مین — دن کا کب رات کو مجمع سر بازار رہا
چین سے سو گئے سنسار کو سونیوالے — تو حفاظت کیلئے رات کو بیدار رہا
باغ دنیا مین کسے چین ہوا ہے حاصل — پھول بھی باغ مین وقفِ خلشِ خار رہا
تیری اُمید پہ جیتے ہین مصیبت والے — تو خدا ان کی خدائی کا مددگار رہا

زندگی پر تمہین کیون ناز ہے اتنا مضطرؔ
زندگی اوسکی ہے مرنے پہ جو تیار رہا

تو ہے ثمرۂ زندگی دینے والا — تو ہی لینے والا۔ تو ہی دینے والا
تو ہی ہر مصیبت مین راحت رسان ہے — تو ہی سب غمون مین خوشی دینے والا
سوا تیرے یارب امیدون کی ثمرے — کسی کو نہین ہے کوئی دینے والا
حقیقت مین یارب دلاتا ہے تو ہی — بھلا دیگا کیا۔ آدمی دینے والا
تری مہر سے جینے والا جیا ہے — تجھی پر مٹا اپنا جی دینے والا
مرے نخلِ مقصد کو پھل دے الٰہی — ہے شاخون کو تو ہی کلی دینے والا

تو اپنے خدا سے مدد مانگ مضطر
وہی ہے دم بیکسی دینے والا

صاحب بخشش و الطاف و عنایات خدا
ساری مخلوق کا ہے کعبۂ حاجات خدا

شب کا چاہے تو گھڑی بھر میں وہ تڑکا کر دے
دن کو چاہے تو گھڑی بھر میں کرے رات خدا

بخت بد سے تو بچاتا ہے وہ عزت میری
وقت بگڑے تو بناتا ہے مری بات خدا

ایسی آنکھیں مجھے اے عشق عنایت کر دے
جن سے مجکو نظر آتا رہے ذرات خدا

دے کے لیتا نہیں۔ دیتا ہے تو دیدیتا ہے
خالی کرتا نہیں بندوں کی بھرے ہاتھ خدا

سر بسر پنجۂ اندوہ سے دیتا ہے نجات
ہے طبیب قلق و صدمہ و آفات خدا

مضطر اتنا غم محشر سے پریشان کیوں ہے
آ پڑی بات تو رکھے گا تری بات خدا

کیے تو نے مٹی سے گلزار پیدا
کئے تو نے پتھر سے اشجار پیدا

کئے تو نے پانی سے گرداب ظاہر
کئے تو نے شاخوں سے اثمار پیدا

کئے تو نے صدمے وسیل تسلی
کئے تو نے راحت کے آثار پیدا

کیا تو نے عیسیٰ کو مریم سے ظاہر
کیا تو نے اک امر دشوار پیدا

کیا تو نے مضطر کو ممتاز عالم
کیا تو نے قسمت کو بیدار پیدا

یہ غزل چھٹی شب کی محفل سالانہ مین مخصوص طور پر ابتدائً پڑہی گئی تہی۔

دیدۂ دل سے ترا جلوۂ باطن دیکھا
تیرے ارمان مین رُوئے بتِ کمسن دیکھا
اس قدر محو ہین آنکھین کہ یہ معلوم نہین
اہل حاجت نے پکارا دمِ حاجت تجھکو
رات تو یادِ خدا کرکے بسر کی مین نے
فرق دونون کا فقط سبحہ و زنّار مین ہے

پانچ راتین جو گذارین تو چھٹا دن دیکھا
چشمِ ظاہر سے ترا جلوۂ باطن دیکھا
رات دیکھی ہے ترے دہیان مین یا دن دیکھا
عالمِ یاس مین تجھکو ہی معاون دیکھا
صبح ہوتے ہی چھٹی شب کے لئے دن دیکھا
ورنہ رشتے سے تو ہندو کو بھی مومن دیکھا

کچھہ دنون سیر جہان اور کروائے مضطر
ابھی آئے ہوئے گے دن ہوئے گے دن دیکھا

شکر خالق جس نے دل دنیا سے ٹھنڈا کردیا
رہنمائی کی دم آخر خدا کی یاد نے
بیکسی نے زندگی کو دیدیا اپنا خطاب
ہم نے اک دیوار کہینچی تہی تصور کی مگر
ایک دن پایا تھا ہم نے صرف تیرے وصل کا
اے طبیبو تم تو جاؤ اس سے لیلو نگا دوا
کچھہ دنون رہتی تو دنیا اور بہی کرتی غضب
اپنا ذرہ جان کر میرے بہی حمکا دی نصیب

جان لیکر پہر مجھے جیسے کا تیسا کردیا
دم نکلنے کا ہجوم غم مین رستا کردیا
موت نے مجبوریون کا نام دنیا کردیا
حسرتِ دیدار نے اوسمین بہی رخنا کردیا
گردش افلاک نے اوسکو بہی چھوٹا کردیا
جس نے میرے دل کے اندر درد پیدا کردیا
دو ہی دن مین اس نے میرا حال ایسا کردیا
قطرۂ ناچیز کو تو نے ہی دریا کردیا

مضطر اس بحرِ جہان نے رنگِ عبرت گھولکر
رنج کے ہاتھون ہمارا حال پتلا کر دیا

حسینون کو تو نے ہی پھندون مین ڈالا
بھلونکو بُرے بہائی بندون مین ڈالا
غریبون کو فکرِ معیشت مین پھانسا
امیرون کو دنیا کے دہندون مین ڈالا
آلہی تو ہی اپنی حکمت کو سمجھے
کہ دردِ وفا دردمندون مین ڈالا
بچایا اوسے جسکو آفت مین پھانسا
چھڑایا اوسے جسکو پھندون مین ڈالا
سپاس کرم تیرا کس سے ادا ہو
کہ ایمان تو نے ہی بندون مین ڈالا
ادہر روے روشن کو طلعت عطا کی
اودہر زلفِ مشکین کو پھندون مین ڈالا

بچانی تھی یہ جان جھگڑون سے مضطر
عبث اسکو دنیا کے دہندون مین ڈالا

شانِ پاکِ حضور نے بخشا
مجھکو ربِّ غفور نے بخشا
تیری رحمت کا ایک ذرا حصہ
مجھکو میرے قصور نے بخشا
آنکھین موسیٰ کی یاد کرتی ہین
جو مزا شمعِ طور نے بخشا
گل کو حسنِ بہار کا زیور
ترے رنگِ ظہور نے بخشا
باغِ جنت بھی دیکھلون گا اگر
ربِ روزِ نشور نے بخشا

لطفِ عشقِ خدا مجھے مضطر
اس دلِ ناصبور نے بخشا

زبان چلتی ہی - لیکن شکر تیرا ہو نہین سکتا
مین جیسا چاہتا ہون مجھہ سے ویسا ہو نہین سکتا

چھپائے دامنِ رحمت مین تو میرے گنہ یارب
اگر ایسا نہ چاہے تو - تو ایسا ہو نہین سکتا

تو ہی اپنے گنہگارون کے یارب عیب ڈہانکیگا
وہ پردہ کیا کرین گے جن سے پردا ہو نہین سکتا

تمنّا مین تو ہی بر لا ہجومِ نا امیدی مین
وفورِ یاس کہتا ہے کہ برتا ہو نہین سکتا

کوئی امید تجھہ بن مجھہ سے پوری ہو نہین سکتی
کوئی ارمان تجھہ بن مجھہ سے پورا ہو نہین سکتا

الٰہی کر مدد ایسی کہ مین طیبہ پہونچ جاؤن
قضا ہر وقت کہتی ہے کہ ایسا ہو نہین سکتا

جنم اچھی جگہہ تم نے لیا تقدیر سے مضطر
وہان آئے جہان کوئی بھی اپنا ہو نہین سکتا

مری کارسازی کر اے کبریا
مین بندہ ہون تیرا تو میرا خدا

تری بخششونکی کوئی حد نہین
کریما بہ بخشائے بر حالِ ما

تجھی سے رہائی کی امید ہے
کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس
نہین کوئی معبود تیرے سوا

توئی عاصیان را خطا بخش و بس
نہین کچھہ ترے لطف کی انتہا

مرادِ دلِ دادخواہان بر آر
ترا نام نامی ہے عقدہ کشا

رعایت دریغ از رعیت مدار
کہ تو شاہ ہے اور مضطر گدا

خدائے پاک کا مین حکم ٹالون یہ نہین ہوگا
ارادہ کر کے کچھہ منہ سے نکالون یہ نہین ہوگا

خلاف منزلِ مقصود رستا چل نہین سکتا
کہین پلٹے ہین عاشق امتحان گاہِ محبت سے
قضا اک روز آنی ہے سو ہر حالت مین آئیگی

قدم اس راستے سے مین وٹھالون - یہ نہین ہوگا
ذرا سی بات پر مین دم چرالون - یہ نہین ہوگا
مین اپنی جان دو دن کو بچالون - یہ نہین ہوگا

بتونکو جان دیکر - کیون جہنم مین پڑون مضطر
مین اپنی جان یون آفت مین ڈالون یہ نہین ہوگا

گل نے تجھے ہوا کہا - دل نے تجھے دوا کہا
ذکر جو تیرا آ گیا صحنِ چمن مین ایک دم
بتکدہ وصال مین صورتِ خاص دیکھ لی
مالک و رازقِ جہان خالق جملہ انس و جان
رام بھی تیرا نام ہے - شیام بھی تیرا نام ہے
میری صدا سے در در پہ ہنستے ہین لوگ ہر طرح

رنگ خودی کے ٹوٹتے ہی سب نے تجھے خدا کہا
شاخ نے تجھکو گل کہا - پھل نے تجھے مزا کہا
ہم تو ٹھٹک کے چپ رہے - بت نے تجھے خدا کہا
یون جو کہا تو کیا کہا - یون جو کہا تو کیا کہا
یون بھی تجھے خدا کہا - یون بھی تجھے خدا کہا
مین نے تجھے بھلا کہا - سب نے مجھے برا کہا

مضطرِ زار کی زبان وقتِ اخیر بند تھی
منہ سے تو کچھ نہ کہہ سکا - دل سے تجھے خدا کہا

داغِ حسرت تو ہی مٹاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
توڑکر دلکو جوڑتا ہے تو - کب مصیبت مین چھوڑتا ہے تو
رنج دنیا بھی خاص حکمت سے ہے یہ بھی اک امتحان کی صورت ہے
ذرہ ذرے پہ ہے کرم تیرا - مرتبہ تو نے خاک کو بخشا

نا امیدی مین کام آتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
کام بگڑے ہوے بناتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
اپنے بندونکو آزماتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
تو ہی مٹی سے گل اوگاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

گردشون سے نجات دیتا ہی - بارِ نخلِ حیات تیرا ہے
شیوہ رفضل ہے خطا پوشی - توہی کہوتا ہی سکی ہر بھی
سبکی گہر مین تجلیان تیری - سبکو پہونچین تسلیان تیری
دھیان رکہتا ہی ہر بشر تیرا - خانۂ دل ہی خاص گہر تیرا

غم کی راتونکو دن بناتا ہی - توہی پروردگار ہی میرا
عیب عصیان توہی چہپاتا ہی - توہی پروردگار ہی میرا
رنج و غم سے توہی بچاتا ہی - توہی پروردگار ہی میرا
ہر مصیبت مین یاد آتا ہی - توہی پروردگار ہی میرا

توہی لاریب ہے جہان پرور رحم کر حالِ زارِ مضطر پر
بیقراری توہی مٹاتا ہے - توہی پروردگار ہے میرا

محافظ ہے تو عزت و آبرو کا
تری بات کرتی ہین ساری زبانین
ترے رنگِ قدرت نے نقشے جمائے
تری تیغ الفت سے رکہتا ہے رشتہ
وہان ہین محبت کی مستانہ باتین
ہم اپنی کہین گے ہمین بہی تو دیدے
پتہ تیرا پایا نہ اے چہپنے والے
مدینے کی حسرت ہی اور تشنگی ستی

ترے ہاتہ پر دار ہا آرزو کا
ذرا اسمین موقع نہین گفتگو کا
چمن مین چلن ہو گیا رنگ و بو کا
یہ ڈورا لگا ہے جو تارِ گلو کا
جہان دور دورہ ہے جام و سبو کا
جو موسیٰ کو موقع دیا گفتگو کا
مین برسون چلا راستہ جستجو کا
خدا ہے محافظ مری آرزو کا

کسی نے یہ مضطر بہت سچ کہا ہے
کہ راہِ وفا مین جو سو یا وہ چوکا

ہے مالک وہی موت کا زندگی کا

بہروسہ ہے سب حالتو نمین اوسیکا

کٹی عمر سب باہمی رنجشون مین
دیا دل تو چاہت کے صدمے اوٹھائے
یہ کہکر گئے سب عدم جانیوالے
شب و روز سانسین یہی کہہ رہی ہین
در عیش مین غم کے تالے لگے ہین

یہان رہ کے یہ پہل ملا دوستی کا
محبت مین لوٹا مزا بیکسی کا
یہان کوئی ساتھی نہین ہے کسیکا
نتیجہ قضا ہے یہان زندگی کا
یہان سب کو رونا پڑا ہے ہنسی کا

کٹی زندگی سب کے ماتم مین مضطر
کبھی ہم نے موقعہ نہ پایا خوشی کا

مصیبت مین سب نے کنارا کیا
میسر ہوا جب سرور وصال
ادا شکر کیون کر ترا ہو سکے
ادا حشر مین اوس کا کیا شکر ہو

فقط ساتھ تو نے گوارا کیا
جدائی نے فوراً اشارا کیا
بڑا پاس تو نے ہمارا کیا
ہمین جس نے پیدا دوبارا کیا

نہ مانگی کسی سے بھی مضطر مدد
ہمیشہ خدا کا سہارا کیا

دوسرا ہو نہین سکتا ہے کسی طور خدا
نہ کوئی اور ہی کچھہ اور نہ کچھہ اور کوئی
چشم باطن جو صفا ہو تو یہ پردہ اوٹھہ جائے
ہے وہی ذات خبیر دو عالم لاریب

ہے وہی ایک سوا اوسکے نہین اور خدا
نہ خدا اور کوئی ہے نہ کوئی اور خدا
دل کے اندر نظر آنے لگے فی الفور خدا
نہین بندو نسے کسی حال مین ہے دور خدا

اپنی ہی شامت اعمال ہے مضطرؔ ورنہ
رنج و آفت مین پھنستا نہین بیطور خدا

میری زبان کرے صفتِ ذوالجلال کیا
آثارِ فیض خاص ہین عالم کے سب چمن
مشتاق بن کے دیکھ سکین وہ تجلّیان
کھوئی ہوئی اوسکی ہین ناکامیان تمام
اوس نے گھٹا کے چاند کے رتبے کو چرخ پر
وہ دیکھتا ہے اور کیون درد دل کہون

بندے سے وصفِ پاک ہوا اوسکا محال کیا
نیرنگِ صنع پاک ہین گل کیا نہال کیا
آنکھون کی تاب کیا ہے نظر کی مجال کیا
بیٹھے ہوئے اوسکے ہین غم کیا ملال کیا
تعلیم دی ہے یہ کہ غرورِ جمال کیا
وہ سن رہا ہے غیر سے پھر عرض حال کیا

مضطرؔ خدا کی یاد مین کاٹو پھر زندگی
دنیا خیالِ خام ہے اوس کا خیال کیا

تری ذات ہی ہے صفت تری - ترا وصف کوئی کریگا کیا
جو قلم ملا تو لکھیگا کیا - جو زبان ملی تو کہے گا کیا
جسے تو بنا کے بگاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بنے گا کیون
جسے تو بسا کے اوجاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بسیگا کیا
نہ کسی کو تیرے سوا کبھی - کوئی دیسکا ہے نہ دیسکے
جسے تو ہی دے وہی ہے تو لے کسی اور سے کوئی لیگا کیا
ترے عشق مین جو نہ مر سکے وہ جو یون مرے بھی تو کیا کرے

تری راہ مین جو نہ مٹ سکا - کسی اور پردہ مٹے گا کیا

یہ مجال کس کی ترے سوا - کہ بھرے فقیرون کی جھولیان

جو کبھی غریب رہا نہ ہو - وہ کسی غریب کو دے گا کیا

تری ذات پاک ہے ایخدا نہین پاک ہے کوئی عیب سے

مین کیسکو نام دہرون گا کیا - کوئی مجھکو نام دہریگا کیا

تہین خیر مضطر بینوا جو خدا بچائے تو بچ سکے
ہین قضا کے ہاتھہ چلے ہوئے کوئی جان لیکے بچیگا کیا

ادا ہو خدا کا سپاس کرم کیا
قضا ہو لینے کی نہین چیز ہرگز
ہمین عیش دنیا نہ دے اپنا لالچ
وہان کیا ملے گا یہان کیا ملا ہے

خدا ہے خدائی کے سر پر تو غم کیا
تو اے زندگی مجھکو دیتی ہے دم کیا
قضا سامنے ہے کرین تجھکو ہم کیا
کرین جا کے ہم سوئے ملک عدم کیا

فلک کے ستانیکا دہڑکا نہین ہے
خدا سر پہ بیٹھا ہے مضطر کو غم کیا

خدانے بڑی جان فشانی مین ڈالا
ستم رنگ پیری جوانی مین ڈالا
سکھایا ہے مٹنے کا سبکو طریقہ
خدانے نیا دل تو ٹھنڈک بہی دیدی

جنان سے ہمین دار فانی مین ڈالا
مزا موت کا زندگانی مین ڈالا
گذرنے کا جوھر روانی مین ڈالا
کوئی پھول توڑا تو پانی مین ڈالا

اوسی نے شکر کو دواؤن مین گھولا
قیامت کی آنے کی خبرین سناکر

اوسی نے دواؤن کو پانی مین ڈالا
بڑے خطرۂ امتحانی مین ڈالا

وہی درد پنہان مٹائے گا مضطر
مزا جس نے درد نہانی مین ڈالا

سدا تو نے گل کو بہارون مین رکھا
کہان جا کے رشتہ ملایا ہے تو نے
ہزارون کو تو نے زمین پر چلایا
دئے تو نے بستر مین یارب جلائے
یہ تو ہے مین بہی روح کا بھونکنا ہے
ہدایت نہ ٹلکنے کی موجون سے دی ہے

عروس چمن کو سنگارون مین رکھا
کہ ناچیز ڈورے کو ہارون مین رکھا
ہزارون کو تو نے مزارون مین رکھا
چمکنے کا جوہر شرارون مین رکھا
کہ آواز کو تو نے تارون مین رکھا
فنا کا چلن بہتی دہارون مین رکھا

مرے دل کے جوش محبت نے مضطر
ہمیشہ مجھے بیقرارون مین رکھا

صبر جوہر ہے عشق بازی کا
میرے دل سے خدا کی چاہت نے
جان پر غم نے عشق خالق مین
کام دل سب بنائے دیتا ہے
وقت آخر سنبھال لے یارب

ضبط شیوہ ہے دلگدازی کا
عہد باندہا ہے دلنوازی کا
لطف پایا ہے دلگدازی کا
آسرا اوسکی کارسازی کا
آج موقع ہے جان نوازی کا

لطف عشقِ خدا میسر ہے　　پھل ملا اُلفتِ مجازی کا

کیون نکیرین سے دبے مضطر
نام لیوا شہِ حجازی کا

ہے غریبون کا پالنے والا　　سب کی حسرت نکالنے والا
وقت پڑتے ہی ٹالدیتا ہے　　سب کی آئی کو ٹالنے والا
دل کے کانٹے نکالدیتا ہے　　دل کے کانٹے نکالنے والا
دستگیری اگر نہ ہوا وسکی　　خود نہ سنبھلے سنبھالنے والا
سب کے دل کی لگی بجھاتا ہے　　آبِ رحمت اوچھالنے والا
رنج و آفت سے خود چھڑاتا ہے　　رنج و آفت مین ڈالنے والا
حسرتِ دل جہان مین اوسکے سوا　　کون نکلا - نکالنے والا
مختلف صورتین بناتا ہے　　ایک سانچے مین ڈھالنے والا
بے سہارے سنبھال لیتا ہے　　لغزشون پر سنبھالنے والا
کامِ دل اپنے ہاتھ رکھتا ہے　　کام مین ہاتھ ڈالنے والا

دلِ مضطر سے غم نکالے گا
آرزوئین نکالنے والا

دل کو ہے ذوق ترا جان کو ارمان ترا　　ہے خدا سب کا تو ہی سب پہ ہے احسان ترا
تیری مخلوق لئے بیٹھی ہے ارمان ترا　　خانۂ دل مین ہے بخشا ہوا سامان ترا

باغ جنت بھی نمونہ ہے تری قدرت کا
ایک مخلوق سے آباد ہے بستی تیری
کاش مرنے سے مرادون کا نتیجہ ملجائے
وقت آئیگا تو مین تار نفس توڑون گا
سبکو ہے سبکی تمنا مجھے حسرت تیری

عرصۂ حشر بھی چھوٹا سا ہے میدان ترا
ایک مخلوق سے آباد بیابان ترا
دل مرے ساتھ ہے اور دلمین ہے ارمان ترا
بیگمان حکم اوٹھائے گی مری جان ترا
سبکو ارمان ہے سب کا مجھے ارمان ترا

وہ ہی کر دیگا کبھی بخیہ گری اے مضطر
جس نے پھاڑا ہے محبت مین گریبان ترا

تو ہی دارو ئے جانِ دل ریش کرنا
اگر اے دعا آسمان پر گذر ہو
پرائی مصیبت پہ چھوڑا ہے ہمنے
یہ جس کی امانت تھی لیلی اوسی نے

ہے قبضے مین تیرے کم و بیش کرنا
تو او دل مری حسرتین پیش کرنا
خیالِ غمِ حالتِ خویش کرنا
عبث کیون غمِ جانِ دل ریش کرنا

ثبوتِ وفا ہے یہ داغِ محبت
قیامت مین مضطر اسے پیش کرنا

شکر کرتی ہین ادا سب کی زبانین ترا
اپنی کاوش مین مزا لیتی ہین جانین ترا
اونہین دہوکے سے بھی ٹوٹا نہین پڑتا یارب
آگ لینے کو پہاڑونپہ ابھی جاتا ہون

ہین سب احسان اوٹھائے ہوئے جانین ترا
کلمہ پڑھتی ہین و ذرات زبانین ترا
مال رکھتی ہین امانت جو دوکانین ترا
مجھکو جلوہ جو دکھاوین تری شانین ترا

لذت عشق کے چپ چاپ مزے لیتے ہین
ایسے بندون کو بھی دیتا ہے جو دنیا ہین کبھی

کیا غرض ہے جو یہ بت نام بکہائین تیرا
نام لینا تو کجا - نام نہ جانین تیرا

مضطر اب اہل جہان تنگ بہت کرتے ہین
اوس جگہہ چل کہ جہان نام نہ جانین تیرا

بیان کیون کرین ہم بہروسا عصا کا
جدائی کی مدت تڑپتے ہی بیتی
نہ آتے ہی دیکھی - نہ جاتے ہی دیکھی
یہ سچ ہے کہ دنیا کے جہوٹے جتن ہین
نہین ہین بہروسے کے قابل یہ سانسین
مدینے پہونچ جائین یہ آرزو ہے

سنا ہے کہ ہے ہاتھ لمبا خدا کا
مرے درد نے منہ نہ دیکھا دوا کا
جوانی بہی تہی ایک جہونکا ہوا کا
اگر ہے تو بس نام سچا خدا کا
نہین اعتبار ایسی چلتی ہوا کا
ارادہ تو اپنا ہے - کرنا خدا کا

مرا ہر طرف ذکر ہوتا ہے مضطر
محبت نے کیا کیا اوڑایا ہے خاکا

ہے تو ہی سب کا گہیرنے والا
باغبان جہان فانی ہے
مجہکو کیون فکر ہو معیشت کی
درد و غم کا تو ہی تو ساتھی ہے

منہ کسی سے نہ پہیرنے والا
پہول پتے بکہیرنے والا
جب اوبرے اوبرنے والا
تجہکو ٹیرے گا ٹیرنے والا

تیری جہولی بہرے گا اے مضطر

سچے موتی بکھیرنے والا

تو ہی ہے تو ہی اپنے انداز والا
بڑا بھید والا بڑا راز والا ہے

مکانوں سے آواز آتی ہے تیری
جب آواز دیتا ہے آواز والا

تصدق تری شان پر سب ادائیں
تجھی پر فدا ہے ہر انداز والا

کہیں بات کرتا ہے تو بھید والی
کہیں کام کرتا ہے تو راز والا

تری شان یارب تجھی پر ہے زیبا
تجھے ناز خود کہہ چکا ناز والا ہے

تری شان کو کب پہونچتا ہے کوئی
تو ہے مالک الملک اعزاز والا

دلی آرزو اپنی مضطر کہے کیوں
سمجھتا ہے رازِ نہان راز والا

ترا فضل حامی ہے دونوں جہان کا
کہ مالک ہے تو ہی یہان اور وہان کا

یہ دنیا ہے تیری وہ عالم ہے تیرا
پتہ دے رہی ہے زمین آسمان کا

خدا سب کا تو ہے خدائی ہے تیری
تو مالک ہے بیشک زمین و زمان کا

ہے تیری مشیت سے پشت زمین خم
ترے حکم سے سر جھکا آسمان کا

جگا دینے والا ہے غفلت سے تو ہی
مٹا دینے والا ہے خوابِ گران کا

ترا نام گویا بتائے تکلم
تری گفتگو ہے نتیجہ زبان کا

بھروسا تری آس کا یاس مین ہے
سہارا تو ہی ہے ہر اک ناتوان کا

ترے آبِ رحمت سے دھویا گیا ہے
دلونمین جو دفتر تھا رنجِ گران کا

کرم مضطرِ زار پر وقتِ آخر
کہ یا رب یہی وقت ہے امتحان کا

زبردست ہے بتلا رکھنے والا — نہین کوئی اوس کے سوا رکھنے والا
خدائی کو اچھی بُری حالتون مین — نہین ہے کوئی جز خدا رکھنے والا
مٹانے سے اوس کے یہ ثابت ہوا ہے — نہین وہ کسی کو سدا رکھنے والا
سوا اوس کے دل مین نہ رکھونگا کچھ بہی — نہین مین غم ما سوا رکھنے والا
اگر اوٹھنے والا خدا سے پھرا ہے — تو ڈہونڈے کوئی دوسرا رکھنے والا
قیامت کے دہڑکے مین کیون دن گنواؤن — جزا دے گا شرمِ جزا رکھنے والا

نہ رکھ مضطرِ زار دشمن کا کھٹکا
تری آبرو ہے خدا رکھنے والا

دل مین اول تو غمِ سوزِ نہانی ڈالا — تو نے پہر جلتی ہوئی آگ پہ پانی ڈالا
پرتوِ سبزۂ رخسار کا دھانی ڈالا — تو نے ہی دل کے ہرے کہیت مین پانی ڈالا
داردراحت کے لئے بہر نشانی ڈالا — جان کی تہہ مین غمِ کاوشِ جانی ڈالا
مین جو روتا ہوا پہونچا تو کہا دوزخ نے — تیری آنکھون نے مری آگ پہ پانی ڈالا
قطرے قطرے کو بتایا ہے فنا ہو جانا — تو نے ہی موج مین انداز روانی ڈالا
تو نے وہلا دئے دل سب کے بنا کر دوزخ — تیری ہی آگ نے ہر پیٹ مین پانی ڈالا
تو نے یون ابرِ عطا سے مرا دل سینچا ہے — جیسے مالی نے کسی پیڑ مین پانی ڈالا

تیری رحمت نے سر خاک زمین ڈہانکا ہے
تیری چاہت نے کئے خوب مسالے تیار
ایسا مالک ہے کہ آب رخ خوبان کہو دی

سبزہ تر کا دوپٹہ یہ دہانی ڈالا
قلب مین آگ بہری آنکہہ مین پانی ڈالا
ایسا قادر ہے کہ پانی پہ بہی پانی ڈالا

تیرے دلکی بہی بجہائے گا وہی اے مضطر
جس نے گلشن کے ہر اک پیڑ مین پانی ڈالا

ہے وہ رازون کا جاننے والا
پردے پردے مین دے رہا ہے صدا
سب کے سجدے قبول کرتا ہے
عیب والون کی لاج رکہتا ہے
ناز کیا کیا نئے دکہاتا ہے
طرز ناز جہان سمجہتا ہے

سب گدازون کا جاننے والا
سارے سازون کا جاننے والا
کل نمازون کا جاننے والا
پاک بازون کا جاننے والا
سب نیازون کا جاننے والا
اپنے نازون کا جاننے والا

دلنوازی کرے تری مضطر
دلنوازون کا جاننے والا

حسرتین تو نے نکالی ہین رفیع الاعلا
بیگمان ہے سر مخلوق پہ احسان ترا
سب کی جانین تری ممنون کرم ہین یارب
میری آنکہون کو بہی دیدار دکہا دے اپنا

حالتین سبکی سبنہالی ہین رفیع الاعلا
آفتین تو نے ہی ٹالی ہین رفیع الاعلا
یہ تو تو نے ہی بچالی ہین رفیع الاعلا
کچہہ کا کچہہ دیکہنے والی ہین رفیع الاعلا

نقش صنعت سے کوئی چیز نہین ہی خالی
تیرہ روزی کی دوا کون کرے تیرے سوا

قدرتین تیری نرالی ہین رفیع الاعلا
ساری راتین مری کالی ہین رفیع الاعلا

چیز کیا ہے کے ترے سامنے آئے مضطر
ہاتہہ پہلے ہی سے خالی ہین رفیع الاعلا

توخداوند تعالی ہے رفیع الاعلا
ہر طرف تیری تجلی ہے رفیع الدرجات
راز تو جاننے والا ہے رفیع الدرجات
تیرے ہر کام مین حکمت کے ہین پہلو موجود
تونے ہی شان کرمی کا کیا ہے اظہار
شورشِ فتنۂ عصیان کو مٹائیگا تو ہی

تونے گرتے کو سنبھالا ہے رفیع الاعلا
ہر طرف تیرا اوجالا ہے رفیع الاعلا
حال تو دیکھنے والا ہے رفیع الاعلا
تیرا ہر رنگ نرالا ہے رفیع الاعلا
تونے ہی خلق کو پالا ہے رفیع الاعلا
ساری دنیا تہ و بالا ہے رفیع الاعلا

دل مضطر سے بہی خار غم و اندوہ نکال
شاخ سے پہول نکالا ہے رفیع الاعلا

یہ غزل ذکر یوسف علیہ السلام مین پڑہی گئی تہی - جہان آپ اپنے چہوٹے بہائی
سے ملے تہے

خودی کو خدائی سے تونے ملایا
اوٹہاتا ہے تو تفرقہ درمیان کا
غبار کدورت کی صد ہاتہون کو

دعا کو رسائی سے تونے ملایا
کہ بہائی کو بہائی سے تونے ملایا
نہایت صفائی سے تونے ملایا

سرورِ شبِ وصل کے جز کو یارب
ملالِ جدائی سے تونے ملایا

دلِ مضطرِ زار ٹوٹا تھا یارب
مگر کس صفائی سے تونے ملایا

خدائی پہ یکسان کرم ہے ترا
زمانے پہ فیضِ اتم ہے ترا
ترے غم سے ہوتی ہے سب کو خوشی
خوشی بن کے ہر دل مین غم ہے ترا
زمانہ ہے خوش ترے ہی یاد مین
بنائے مسرت الم ہے ترا
وہان کب گذر ہے غم و رنج کا
جہان تذکرہ دمبدم ہے ترا
الٰہی نہین فکر عصیان مجھے
ہمیشہ سے مجھپر کرم ہے ترا
جہان تو نظر آئے مشتاق کو
وہی خانۂ محترم ہے ترا

تکبّر ہے جینے پہ مضطر فضول
برابر وجود و عدم ہے ترا

ترا کام ہے سب کے بچھڑے ملانا
ترے بس مین ہے وقت کا پھیر لانا
تجھی پر حفاظت ہے جنگل کی موزون
تجھی پر کھلا باغ مین گل کھلانا
یہ سچ ہے ترے ہاتھ میں ہین یارب
تو ہی اس جدائی کے پردے اُٹھانا
تو قادر ہے بیشک ہے قبضے مین تیرے
بجھا کر لگانا - لگا کر بجھانا
تری ذات عیبون سے بالکل بری ہے
نہ سونا نہ مرنا - نہ پینا نہ کھانا
جہان تجھکو ڈھونڈا وہین تجھکو پایا
نہ ہٹنا نہ ٹلنا - نہ آنا نہ جانا

گذار و گناہون سے بچ بچ کے مضطر
خدا کو پڑے گا تمھین منہ دکھانا

پہاڑون کے دامن مین سبزہ اوگایا
تو وہ ہے کہ پھولون سے جنگل بسایا
تو وہ ہے کہ سوکھی زمین تو نے سینچی
سمندر کی موجون سے پانی کو لایا
تو وہ ہے کہ کانٹون کو راحت مین رکھا
گلستان مین پھولون کا بستر بچھایا
روانی دکھانے کو عمر جہان کی
تو وہ ہے کہ نہرون مین پانی بہایا
تری قدرت نغمہ سنجی سے یارب
طریق فغان بلبلون کو سکھایا
تری یاد مین سب ہین مرغان گلشن
سبھی کہہ رہے ہین خدایا خدایا

تمنائے دنیا سے توبہ ہے مضطر
زمانے کی چاہت سے کیا ہاتھ آیا

توہی لاریب ہے خدا میرا
دین و دنیا مین آسرا میرا
رنج مین درد مین مصیبت مین
کب ہوا کوئی دوسرا میرا
تجھپہ ظاہر ہے آرزو میری
تجھکو معلوم مدعا میرا
زندگی بے وفا تو خود نکلی
اور ہوا نام بے وفا میرا
عزم طیبہ مین روک رکھا ہے
میری قسمت نے راستا میرا
کیا بنالے گی لغزش عالم
میرا حامی ہے کبریا میرا
مضطر اک دل کے ٹوٹ جانے سے
ہوگیا عیش سب بے مزا میرا

نامِ ذی اقتدار ہے تیرا
طرز طرز چمن پڑی تجھ سے
جلوۂ بزم دہر ہے تجھ سے
تیری رحمت بھی سب پہ ہی بیحد

ہر طرف اختیار ہے تیرا
رنگ رنگِ بہار ہے تیرا
حسن نقش و نگار ہے تیرا
فضل بھی بے شمار ہے تیرا

اوس کے دل کو تو ہی تسلی دے
مضطر بیقرار ہے تیرا

گھٹاتا ہے تو بھاو جنسِ گران کا
خدائی کی چاہت سے جانا خدا کو
ان آنکھون مین رہتا ہے جلوہ کسیکا
نشانون سے پہولون کے گرنے کو پوچہو
یہ آثار تھین سب پردۂ زندگی تک
خدا کا لیا نام باتون مین اکثر

مٹاتا ہے جوبن مہ آسمان کا
یہ احسان ہے مجھپہ عشقِ بتان کا
کلیجہ مرا گھر ہے دردِ نہان کا
اوجڑنا قیامت ہے باغ جہان کا
کسی نے مری گور پر منہ نہ ڈہانکا
اوٹھایا مزا ہم نے اپنی زبان کا

یہ دہندے ہین چھوڑ کر تم نے مضطر
بتاو ارادہ کیا ہے کہان کا

وہی ہے کہ جس نے پناہون مین رکھا
جفا کرنے والون کی نیت بدلدی
وہ یوسفؑ کا قصہ نمونہ تھا گویا

خدائی کو اپنی نگاہون مین رکھا
ہمیشہ وفا کے بناہون مین رکھا
یوہین اوس نے لاکھون کو چاہون مین رکھا

اگر خضر جاتے تو رستہ نہ ملتا — خدا نے ہمین جیسی راہون مین رکھا

اوسے کیون نہ سمجھون مین دانا و بینا — بصارت کا ڈورا نگاہون مین رکھا

سنا ہے کہ رحمت سنبھالے گی زاہد — قدم اس لئے ہے گناہون مین رکھا

بظاہر تو مضطر بتون پر نظر کی
مگر اوس خدا کو نگاہون مین رکھا

ہواؤن کو باغ جہانی مین رکھا — درختون کو تو نے ہی پانی مین رکھا

مزہ لذتون کا جوانی مین رکھا — نمک دیکے چہرون کو پانی مین رکھا

دوا کا مزہ درد جانی مین رکھا — ہمین لذت جاودانی مین رکھا

زمانے مین ہے پیٹ کا نام دوزخ — مگر تو نے اوسکو بھی پانی مین رکھا

ہمیشہ یونہین اوس نے کانٹے چنے ہین — قدم جس نے باغ جہانی مین رکھا

مرے ساتھ اوس نے مری زندگی کو — روانہ کیا۔ اور روانی مین رکھا

بہت گرم جوشی مین موجین تھین مضطر
اسیواسطے اوس نے پانی مین رکھا

تری رحمتون کا ٹھکانا بھی کیا — خیال گنہ دل مین لانا بھی کیا

فلک تو فرشتون سے اوپر نیٹ — غریبون کا ناحق ستانا بھی کیا

تری یاد بن اور ترے ذکر بن — جو ایسا کٹے وہ زمانا بھی کیا

خدا بتکدے مین بھی موجود ہے — یہان سے کہین اور جانا بھی کیا

زمانے مین تم آکے مضطر چلے
یہ آنا بھی کیا تھا یہ جانا بھی کیا

دوسرا کوئی نہین خالقِ علام مرا
مالک الملک ہے معشوق دل آرام مرا
پہلے انجام پہ آغاز کو آتی تھی ہنسی
اوسکی اُلفت مین پہنسا ہون جو گھڑی بھر کیلئے
اوسکی رحمت کو ادہر جذب وفا سے کھینچے
شام ہونیکو ہے دنیا نہ ستا اب مجھکو

ہے وہی ایک جو کرتا ہے ہر اک کام مرا
یہ وظیفہ ہے برابر سحر و شام مرا
میرے آغاز پہ ہنستا ہے اب انجام مرا
یون تڑپتا نہین دیکھیگا تہِ دام مرا
کام اتنا تو نکالے دلِ ناکام مرا
رحم کر رحم کہ سورج ہے لبِ بام مرا

موت کا پیٹ بھرا ہے نہ بھرے گا مضطر
کچھ نہ ہاتھ آئے گا - چھلکا بھی اگر جام مرا

تجھپہ زیبا ہے داوری کرنا
حشر کے روز ذاتِ باری پر
باغ سب کے یونہین اوجڑتے ہین
بھر گئے ہین کو اڑ لاکھون کے
ابرِ رحمت کو کچھ نہین مشکل
بت ہین بہتر جنہون نے سیکھا ہے
دل غنی چاہیئے فقط مضطر

کام تیرا ہی ہے بری کرنا
چھپ گیا دادگستری کرنا
کیا غمِ بادِ صرصری کرنا
کیا یہان رنج بیدری کرنا
میری کھیتی ہری بھری کرنا
اپنے مالک سے ہمسری کرنا
ہم سے سیکھو تونگری کرنا

محفل سالانہ میلاد کی پانچوین شب مین یہ غزل ابتداءً پڑہی گئی تہی -

پانچوان دن بہی تری یاد مین پورا ہوگا
آج کی شب کا بڑی دہوم سے تڑکا ہوگا

آج کی رات تو خود محوِ تجلیٰ ہوگا
کیونکہ محبوب ترا خلق مین پیدا ہوگا

آج محبوب ترا واردِ دنیا ہوگا
دوپہر بعد عجب نور کا تڑکا ہوگا

آج ہم سب تری کرسی پہ جگہہ پائین گے
عرشِ اعظم بہی غریبون کا مصلّے ہوگا

آج گہبرا کے تجلی کو تری ڈہونڈینگے
دستِ موسیٰ مین چراغِ یدِ بیضا ہوگا

ایسے آئینۂ وحدت کی نمایش ہوگی
ابن مریم بہی جو دیکھین گے تو سکتا ہوگا

ایسے سرچشمۂ رحمت کا بیان ہوگا ورود
جس کے الطاف کا چرچا لبِ دریا ہوگا

تلخ کامی مری مٹ جائیگی انشاء اللہ
آج منہ میری امیدونکا بہی میٹھا ہوگا

فیصلہ کرنے کو بندون کا حضور آتے ہین
آج ہوجائے گا قسمت مین جو ہونا ہوگا

آج کچہ بہی نہ چلیگی تری اے دورِ فلک
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکہا ہوگا

تیری محنت کا صلہ دیگا وہی اے مضطرؔ
اپنے محبوب کی تعریف جو سنتا ہوگا

حکم چلتا ہے زمانے مین الٰہی تیرا
ہے سبہی پر کرمِ نامتناہی تیرا

انجم چرخ کی تسبیح کو لیکر یارب
کلمہ پڑہتی ہے راتون کو سیاہی تیرا

منہ سب اسواسطے کہلتے ہین کہ کہانیکو ملے
منہ تکا کرتی ہے بندون کی جماہی تیرا

سربسر دہر مین ہوتے ہین حلف پر انصاف
نام سب لیتے ہین ہنگام گواہی تیرا

اوسکی تقدیر پہ کاغذ کی سپیدی صدقے
ہر خطا منتظر چشمِ کرم ہے تیری
چاہ مین حضرت یوسف نے پکارا جبکو
اوس کے اعمال پہ بہی خط معافی کہنچ جائے

نام لکہتی ہے قلم سے جو سیاہی تیرا
کلمہ پڑہتی ہے ناکردہ گناہی تیرا
نوح نے نام لیا وقت تباہی تیرا
مضطرِ زار بہی بندہ الٰہی تیرا

وقت آخر ترے مضطر کو تمنا ہے یہی
یاد رہجائے مجہے نام الٰہی تیرا

غریبون کو تو نے سہارا دیا
ترے فضل و اکرام کو کیا کہون
مرے دلکو بہی تو خوشی کر عطا
تری دین کا پوچہنا کچہہ نہین
جلایا ہے مالک کے گہر مین چراغ
نہ ٹکڑے کیا تو نے عیش دوام

سبہی ڈوبتون کو کنارا دیا
پیمبر دیا اور پیارا دیا
اک پتہر کو تو نے شرارا دیا
کہ بندون نے جو کچہہ بچارا دیا
چمکتا رہے گا ہمارا دیا
جو مانگا تو سارے کا سارا دیا

عزیزو نہ دو کچہہ بہی مضطر کو تم
وہ ہرگز نہ دے گا تمہارا دیا

ترے جلوے کا ہے ہر رنگ مین انداز نیا
ان جمائے ہوئے نقشون کی ہے ترکیب نئی
زخمِ پنہان کو عطا کی ہے نمک کی چٹکی

ہے ترا جلوہ گہِ ناز مین ہر ناز نیا
ان بنائی ہوئی شکلون کا ہے انداز نیا
سوز والون کے لئے چہیڑ دیا ساز نیا

اہل دنیا کی تمنا سے نہ نکلا کچھہ کام
توکہین بھید بنیا ہے کہین تعلیم غنی
دردوالون مین ہمیشہ ہین ترے ورد بنے

ڈہونڈہنا چاہیئے ایدل کوئی دمساز بنیا
توکہین راز بنیا ہے کہین ہمراز بنیا
نازوالون مین ہمیشہ ہے ترا ناز بنیا

امتحان گاہِ محبت مین نظر کیون پلٹی
تو بنیا ہے نہ ترا مضطر جان باز بنیا

تونے لکھا ہے سرِ عرشِ برین نام اپنا
ہم تو بیتابیِ الفت کے مزے لوٹین گے
جان توکل چلی جائیگی سوئے ملکِ عدم
مین تو اوس گل پہ فدا ہون جو مدینے مین اوگا
ابھی آغازِ غمِ عشق بتان ہے ایدل
ساتھیو آؤ بھڑنے کا تہیہ کرلین

جانتے ہین تجھے سب خالقِ علام اپنا
عیش والے لئے بیٹھے رہین آرام اپنا
توٹھکانا کہین کرے دلِ ناکام اپنا
بلبلین کس کو دکھاتی ہین گل اندام اپنا
دیکھہ لکھتے ہین ابھی سوچ لے انجام اپنا
رات ہونیکو ہے سورج ہے لبِ بام اپنا

مدعا دفن جہان تہا وہین رہتے مضطر
کیون چلے آئے یہان چھوڑ کے آرام اپنا

داد صبر و وفا خدا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہی میرا

درد کے واسطے دوا دیگا کیونکہ اوس کو خیال ہے میرا

عیش کی صورتین دکھائیگا - راحتون کے مزے چکھائیگا

سرِبسر ثمرۂ دعا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

رات کاٹیگا درد و حرمان کی - بات رکھیگا ذوق ارمانکی
پردۂ بیکسی اوٹھاویگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا
یا مجھے بے کلی سے کل دیگا - یا نصیبا مرا بدل دیگا
یا وہ دل مجھکو دوسرا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا
غش جو آیا تو وہ سنبھالے گا - مین گرونگا تو وہ اوٹھالیگا
دامنِ عیش کی ہوا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا
زخم ڈالیگا اندمالون مین - طرفہ ٹھنڈک بھریگا چھالون مین
وہ جراحت مین بھی مزا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا
دلِ مضطر سے غم نکالیگا - اپنی ڈالی ہوئی کو ٹالیگا
چارۂ جانِ مبتلا دے گا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

خواب مین جلوۂ دیدار جو دیکھا تیرا
کھنچ گیا دیدۂ اُمید مین نقشا تیرا

یا د یوسف مین یہ تھا قولِ زلیخا ہر دم
کہ مری نیند اُڑی دیکھکے جلوہ تیرا

سر مین چکر آتی ہین ہر وقت ہوائین تیری
دل مین دم بھرتی ہے ہر وقت تمنا تیرا

وجہ محرومیِ نظارہ ہین آنکھین میری
حیرتِ دیدۂ مشتاق ہے پردا تیرا

جانے کب آئے نظر دولتِ دیدار مجھے
جانے کب آئے نظر چہرۂ زیبا تیرا

مشغلے نے انہین دونون کو جلا رکھا ہے
دلمین ہے یاد تری آنکھ مین نقشا تیرا

آکے لے جلد خبر یوسفِ کنعانِ جمال
نقد جان بیچ کے کرنے کو ہون سودا تیرا

دل ترے پاس نشانی ہے مری جانب سے
دیکھہ مرے پاس امانت ہے مسیحا تیرا

گر خداوند حقیقی سے تعلق مضطر
چاہنا اہل جہان کو نہین اچھا تیرا

تجھکو رنگِ بہار مین دیکھا
مثل گل شاخسار مین دیکھا

تیری توصیف و نغمۂ بلبل
ہم نے تجھکو ہزار مین دیکھا

کچھہ مزا تیرے ہجر مین پایا
کچھہ مزا انتظار مین دیکھا

خاک ہوتا ہون تیرے کوچے مین
کچھہ تو مین نے غبار مین دیکھا

جو خدائی کو کرتے تھے دعوے
مضطر اون کو مزار مین دیکھا

جسکو لطفِ قربِ ربِّ دو جہانی ملگیا
اوسکو گویا بارِ نخلِ زندگانی مل گیا

پھک رہا تھا سوز سے دل دونون آنکھین رو پڑین
بجھہ گئی دل کی لگی پیاسے کو پانی مل گیا

کثرتِ اندوہ نے راحت کے سامان کردیے
غم ہوا اتنا کہ لطفِ شادمانی مل گیا

وہ مجھے پیاسا ہی رکھے یہ کبھی ممکن نہین
جس کے ابرِ فیض سے دریا کو پانی مل گیا

کون تھا جو حضرتِ باری مین دیتا کچھہ مدد
وہ تو یہ کہیئے وسیلہ درمیانی مل گیا

کاش یونہین دلکو ہوجائے محبت آپکی
جس طرح سے آنکھ کے پردون کو پانی ملگیا

سب گنہگارون نے رو رو کر بجھادی اسکی آگ
اوسکی رحمت ہے کہ یون دوزخ کو پانی ملگیا

قبر مین مجھکو نظر آجائے طیبہ کا سواد
تب مین جانون روضۂ محبوب جانی ملگیا

تم تو پیاسے ہو سو مضطر کربلا مین چل بسو
اونکو جانے دو جنھین دنیا مین پانی ملگیا

نار دوزخ سے تو بچا لینا
میری دل کی لگی بجھا لینا

مین نے سب کام دل بگاڑے ہین
انکو محشر مین تو بنا لینا

وقت آخر مری مدد کرنا
ساتھ ایمان کے اوٹھا لینا

راہ حق مین مین جان دیتا ہون
تو خبر جلد اے قضا لینا

مل گیا درد عاشقی اے دل
خوب جی کھول کر مزا لینا

جس کا انجام رسم فانی ہے
ایسے گلشن کی کیا ہوا لینا

امتحان گاہ ہے جہان مضطر
اسمین جیسی پڑے اوٹھا لینا

تری بحر رحمت کا کیا پوچھنا
تری شان قدرت کا کیا پوچھنا

خدا کہہ رہی ہے خدائی تجھے
تری شان و شوکت کا کیا پوچھنا

کبھی کوئی ترمیم ہوتی نہین
اُس آئین قدرت کا کیا پوچھنا

حسینون کو جلوے عطا کردیے
ترے فیض طلعت کا کیا پوچھنا

ہے کثرت مین بھی ایک جلوہ عیان
تری طرز وحدت کا کیا پوچھنا

اوسی نے دیا ہمکو جو کچھ دیا
خدا کی عنایت کا کیا پوچھنا

فراق نبی مین ہین مضطر ملول
ہماری طبیعت کا کیا پوچھنا

وہ تو ہے کہ تونے عذابون سے مارا
خرابی مین ڈالا عتابون سے مارا

کوئی موج اوٹھی جو دریا مین ٹیڑہی
تو کنکر کے بدلے حبابون سے مارا

اوٹھایا ہزارون کو بیداریون مین
ہزارون کو سوتے مین خوابون سے مارا

جنہون نے کیا حسنِ صورت کا دعوی
اونہین غفلتون کی نقابون سے مارا

کیا جب کسی نے غرورِ جوانی
تو پردے مین رکھکر حجابون سے مارا

ہزارون کو دیدار تونے دکھائے
ہزارون کو خالی جوابون سے مارا

زمانے کے سب مرنیوالون کو مضطر
جو مارا تو اوس نے حسابون سے مارا

چاہتا ہے جسے مٹاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا
توہی بگڑی ہوئی بناتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

توہی گلشن اجاڑ دیتا ہے - توہی نقشے بگاڑ دیتا ہے
رنگ کی تہ مین رنگ لاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

سب خدائی ہے نیند کی ماتی - نیند تجھکو ذرا نہین آتی
سب کو تو جاگتا جگاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تونے رکھے ہین عشق کے درجے - تو سمجھتا ہے حسن کے رتبے
پہلے تاتا ہے پہر تپاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پہلے صدمون مین ڈالدیتا ہے - پہر اونہین سے نکالدیتا ہی

رنج دیتا ہے اور بچاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پھلے دنیا مین بھیجدیتا ہے - اپنی قدرت سے کام لیتا ہی

پھر عدم کی طرف بلاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو نے مضطر کو جان بخشی ہے شکل و صورت کو شان بخشی ہے

رنگ قدرت کے یون دکھاتا ہے کارسازِ قدیم کیا کہنا

ہے زیب سر عرش برین نام اوسیکا

مخلوق کی گردن پہ ہین احسان اوسیکے

باتون مین بنائی ہر بات اوسیکی

انجام ہے وابستۂ آغاز اوسی سے

آرام یہ کہتا ہے کہ سب غم ہین اوسیکے

کیون رٹتی ہے دو روز کو دنیا کے فسانے

دنیا ہے نکالا ہوا انجام اوسی کا

تھامے ہوئے عالم کو ہے اکرام اوسی کا

کامون مین بنایا ہوا ہر کام اوسی کا

آغاز ہے وابستۂ انجام اوسی کا

اور غم کا مقولہ ہے کہ آرام اوسی کا

کام آئیگا اے نوک زبان نام اوسی کا

ہنگامۂ محشر مین وہ کام آئیگا تیرے

تو بھی تو ہے اے مضطر ناکام اوسیکا

اے خدا میری ناخدائی کر - کیونکہ تو کردگار ہے سب کا

راہ بھولا ہون رہنمائی کر - رہبر رہگذار ہے سب کا

رنج و غم سے خراب حالت ہے - بیطرح جم گئی کدورت ہے

میرے دل کی بھی تو صفائی کر - دافع ہر غبار ہے سب کا

بحر عصیان مین ہے بہت پانی - ڈوب کر اسمین جان ہے جانی

میری کشتی کی ناخدائی کر - پاک پروردگار ہے سب کا

دل ہے اور گرد غم کی بھرمارین - مین ہون اور بیدلی کی بوچھارین

آئینہ کی طرح صفائی کر - تجبہ دار و مدار ہے سب کا

مضطر اس دم کا کیا بہروسہ ہے - بات کرتے ہوئے نکلتا ہی
کچھہ تو عقبیٰ کی بہی کمائی کر - جسپہ گویا مدار ہے سب کا

ہے توہی منزل مقصد کا دکھانیوالا — پار ٹوٹی ہوئی کشتی کا لگانے والا
ادنکو اس دہر مین رہنے کا بہروسا کیون ہے — جو چلن سیکھہ کے آئے ہین زمانے والا
تو نے ہر غنچۂ گلشن کو دیا ہے یارب — رنگ اور رنگ بھی آنکھون مین سمانیوالا
تو نے مخلوق کو حکمت سے کیا ہی پیدا — کون تھا بوجہ گناہون کا اوٹھانے والا
وقف اندوہ و غم و رنج رہا کرتا ہے — دل بھی قسمت سے ملا کام نہ آنے والا
آنے والے تری دنیا مین ہین جانیوالے — تو فقط ایک ہے ان سب کو بلانے والا

جانے والون کو سر راہ نہ رو بیٹھہ کے یون
تو بہی مضطر ہے اسی راستے جانیوالا

ترا بحر رحمت اوترتے نہ دیکھا — کنارہ کسی سے بھی کرتے نہ دیکھا
ترے واسطے جسنے دی جان اپنی — اوسے جان دیگر بہی مرتے نہ دیکھا
زبانین تجھے کہہ چکی ہین جو سچا — اونہین وقت آخر مکرتے نہ دیکھا

جنہین تیرے سنگ غضب نے دبایا
او نہین ہمنے ہرگز ابھرتے ندیکھا

تری دولتِ وصل دم دیکے پائی
جو مرنے پہ دیکھا۔ وہ مرتے نہ دیکھا

اِن اپنے بگاڑون سے تو ہی بچائے
کوئی کام تجھہ بن سنورتے نہ دیکھا

کبھی تونے پھولون مین کانٹے نڈائے
کوئی پھول تجھہ سے بکھرتے نہ دیکھا

مین وہ رات ہون جسنے دنیا مین مضطر
کبھی چین سے دن گذرتے نہ دیکھا

ہے غریبون کا دیکھنے والا
اپنے بندونکا دیکھنے والا

درد دل کی دوا بتاتا ہے
دردمندون کا دیکھنے والا

پرورش کر رہا ہے بے وارث
بال بچون کا دیکھنے والا

یون وہ سب جانتون سے واقف ہے
جیسے برسون کا دیکھنے والا

جوڑنا جانتا ہے شیشے کو
دل کے ٹکڑون کا دیکھنے والا

کامِ دل خود بخود بناتا ہے
ہم نکمون کا دیکھنے والا

کون مضطر کی بات پوچھے گا
تو ہے ایسون کا دیکھنے والا

شکر تیرا ادا نہین ہوتا
مجھہ سے وعدہ وفا نہین ہوتا

تیرے افضال پر یہ عصیان ہین
درد دل بے دوا نہین ہوتا

کامِ دل تو مرا بنا یا رب
مجھہ سے اے کبریا نہین ہوتا

درد اُلفت کو ترے کیا جانے
جو کسی پر فدا نہین ہوتا

غافلو پوجتے ہو تم ناحق
بت کسی کا - خدا نہین ہوتا

تو ہی تو سب کو یاد آتا ہے
جب کوئی آسرا نہین ہوتا

حق سپاسِ جنابِ باری کا
مجہہ سے مضطر ادا نہین ہوتا

سالانہ میلاد کی تیسری محفل مین یہ غزل ابتداءً پڑہی گئی تہی

تیسرے دن بہی تری یاد کا چرچا چہیڑا
پہر تری بات نکالی ترا قصا چہیڑا

پہر تری خواہشِ دیدار مین پردا چہیڑا
سامنے تو نکل آیا سے تجہے اتنا چہیڑا

تو نے چہیڑون کے اکیلے ہی مزے لوٹے ہین
ہم نے چاہت مین ہمیشہ تجہے تنہا چہیڑا

آج دن بہر جو زبان چپ تہی وہ پہر چل نکلی
تذکرہ پہر لبِ خاموش نے تیرا چہیڑا

وحشتِ دل بہی ہر اوقات کی پابند بہت
فصلِ گل آتے ہی پہر قصۂ صحرا چہیڑا

ہم اگر روئے تو امیدِ خدا بول اوٹہی
تم نے ناحق کو یہ ذکرِ غمِ فردا چہیڑا

اپنے آپس کی لگاوٹ بہی غضب ہوتی ہے
جب چڑا مین تو تری یاد نے دونا چہیڑا

بحرِ الفت مین مرے دلکو ستایا ای یاس
تو نے ناحق یہ حبابِ لبِ دریا چہیڑا

میری ناکامیِ تدبیر مرے بس کی نہ تہی
میری تقدیر نے مضطر مجہے بیجا چہیڑا

خضر کو تو نے ہی لطفِ زندگانی دیدیا
اپنی موجِ لطف سے پیاسے کو پانی دیدیا

دل کو رونے کے لئے سوزِ نہانی دیدیا
آگ جب بھڑکی تو گل کرنے کو پانی دیدیا

اپنے سنگِ آستان پر سب کے سر جھکوائے
تونے یہ اچھا علاجِ سرگرانی دیدیا

مین مٹا تجھہ پر تو اونچا کردیا میرا غبار
خاک کو تونے عروجِ آسمانی دیدیا

تونے اپنا دسترِ نعمت بچھا کر دہر مین
اپنی سب خلقت کو اذنِ میہمانی دیدیا

فیض کچھہ تیرا نہین اچھے بُرے پر منحصر
گلشنون کے ساتھ جنگل کو بھی پانی دیدیا

اون سے پوچھے کوئی تیری شرمساریکا مزہ ہے
تونے جن کی آنکھہ کو غیرت کا پانی دیدیا

تونے ہی اُلفت چھپا کر پردۂ امید مین
آرزو کے بھیس مین داغِ جوانی دیدیا

بات مضطر کی تری رحمت نے رکھہ لی حشر مین
اوسکو پیاسا دیکھہ کر کوثر کا پانی دیدیا

ترا کام ہے آہ و زاری کا سننا
مرے نوحۂ بیقراری کا سننا

ہے کہنا مرا اپنے یار یکا کہنا
ہے سننا ترا لطفِ باری کا سننا

مری حسرتِ دل سناتی ہے تجھکو
تو ہی حال آفت کے ماریکا سننا

محمدؐ کے عارض کے صدقے مین یارب
گلا اس شبِ بیقراری کا سننا

امیرونکو کیا حالتِ دل سناؤن
وہ سنتے ہین چلتی سواری کا سننا

تجھی پر ہے موزون تجھی پر ہے زیبا
مرے رنجِ امیدواری کا سننا

بیانِ حالِ دل غمگسارونسے کیا ہو
وہ سنتے نہین غمگساری کا سننا

وہ گل ہون کہ سنتا نہین میری کوئی
ہوا پر ہے بادِ بہاری کا سننا

آلٰہی توہی صبر مضطر کو دینا
گلا اوس کی بے اختیاری کا سننا

اللہ کی مرضی سے ہر اک کام چلے گا | نام اوسکا لئے جاؤنگا تب نام چلے گا
اوس صبح کی خواہش ہے جو طیبہ مین نظر آئے | تجھہ سے تو مرا کام نہ اے شام چلے گا
طیبہ مین صبا جاکے فقط پوچھہ لے اتنا | کب چھٹنے کو کانٹے وہ گل اندام چلیگا
اے موت مدینے کی طرف لیکے چلی چل | دم دونگا وہان چل کے تو کچھہ نام چلیگا
یہ کہکے خدانے مجھے دیدی ہے محبت | دل مین اسے رکھہ چھوڑ ترا کام چلے گا
معشوق کی صورت مین لبھانے مجھے آئی | دنیا تری ان باتون سے کیا کام چلے گا
کچھہ ہم ہی نہین جائینگے اللہ کی جانب | آغاز ہی اپنا سوئے انجام چلے گا
دل دیکے محبت مین جتائینگے حق اپنا | اس چیز کے دینے سے بڑا کام چلے گا
دولت تو کوئی شے نہین اولاد خدا دے | اس مال سے انسان کا کیا نام چلے گا

مضطر یہ کبھی سوچ کے ہمنے نہ اوٹھایا
کل کچھہ نہ رہا پاس تو کیا کام چلے گا

تیری مرضی کے مطابق باغ دنیا بنگیا | رنگ قدرت سے ترے ہر پھول اچھا بنگیا
ہمنے دیکھے دو کرشمے ترے حسن پاک کے | کھلتے ہی جلوہ بنا چھپتے ہی پردا بنگیا
دی ہدایت سبکو نقش رہروان راہ سے | رہنمائی سے تری جنگل مین رستا بنگیا
ترے حسن دلفزا کی یاد نے کاٹی ہے رات | جو اندھیرا شام غم کا تھا وہ تڑکا بنگیا

ہے تری مٹی کہ جس مٹی کی پانی مین کٹی
فرط بیتابی سے آخر غش مین آکر گر پڑے

ہے ترا پانی کہ جس پانی سے دریا بنگیا
ترا جلوہ دیدۂ موسیٰ کا پردا بنگیا

حشر کے کھٹکے مین گذری زندگی مضطروی
غنچۂ امید بھی خارِ تمنا بن گیا

توُنے سب سامان زندان مین مہیا کر دیا
اپنے یوسف کے رہا ہونے کا رستا کر دیا

شرم کا پہلو طرحدارون مین پیدا کر دیا
اپنے پردے کی طرح اون کا بھی پردا کر دیا

توُنے جب چاہا ملانا دلمین اُلفت ڈالدی
جب جدا کرنا ہوا آپسمین جھگڑا کر دیا

جب فرشتونسے نہین اوٹھا تری اُلفت کا بوجھ
ایک مشت خاک سے انسان پیدا کر دیا

تندرستی کچھ دوائی پر نہین موقوف ہے
سیکڑونکو بے دوا بھی تو نے اچھا کر دیا

خود نمائی سے تجھے نفرت ہے بیشک اے خدا
آئینہ سے خود نمائی کی تو اندھا کر دیا

ایک کو تو ایک سے منسوب کرتا ہے یہان
حسن یوسف کیلئے نام زلیخا کر دیا

ذرۂ ناچیز کا سورج سے چمکایا نصیب
قطرۂ ناچیز کو دریا مین دریا کر دیا

روضۂ محبوب تک پانی کے اوپر سے گیا
تو نے پانی کاٹ کر جانیکا رستا کر دیا

ثمرۂ امید باغِ دہر مین کس کو ملے
ہم نے اپنے دلکو کیون وقفِ تمنا کر دیا

میرے لکھے کو وہی بدلیگا مضطر اکدن
جس نے ماتھا ٹیکنے کا نام سجدا کر دیا

کس طرح حمدِ خدا اپنی زبان سے کرنا
جب ہمین کر نہین آتی تو کہانسے کرنا

اے زبان جب کوئی کام اپنی بیان سے کرنا
ابتدا نام خدائے دو جہان سے کرنا

حسرتِ عشق خدا یاد بتان سے کرنا
ہو جو آگے کا ارادہ تو یہان سے کرنا

دل کی باتین بھی وہ سنتا ہی کہو یا نہ کہو
کیون اوسے یاد کسی طرزِ فغان سے کرنا

اے دلِ زار محبّت کا یہ گر یاد رہے
جل بھی جانا تو نہ اظہار زبان سے کرنا

بے پیے ہوتی ہے کیون مستی الفت ایدل
یہ جرح جا کے کسی پیرِ مغان سے کرنا

کیسی گذری عدم آباد کے جانے والو
تم جو پہونچو تو خبر اس کی وہان سے کرنا

بات جب ہے کہ محبّت مین مرا دل بولے
گفتگو کیا ترے بار مین زبان سے کرنا

کام دیگا تو یہی دے گا کہ تم اے مضطر
اپنے معبود کی طاعت دل و جان سے کرنا

الٰہی صلہ دے۔ مجھے آرزو کا
ہین بھل کچھ تو پاؤن تری جستجو کا

یہ سب اہلِ عالم ہین در پردہ دشمن
محافظ تو ہی ہے۔ مری آبرو کا

یہ کھتی ہوئی دھر مین رات آئی
کہ دنیا مین آکر جو سویا وہ چوکا

خدائی ہے سب آبِ رحمت کی پیاسی
زمانہ ہے تیری عنایت کا بھوکا

یہ مٹی کے برتن تجھی سے ہین پاتے
تو ہی پیٹ بھرتا ہے جام و سبو کا

جو گلشن مین ہنس کر تکبر کی ٹھانی
تو شبنم نے اوپر سے پھولون پہ تھوکا

عبادت تری آگ کر دے گی ٹھنڈی
بجھا دے گا دوزخ کو پانی وضو کا

مجھے داغِ عصیان سے یارب بچانا
ترے ہاتھ دامن رہے آبرو کا

خدا سے سبھی کچھ لیا ہم نے مضطر
یہاں جتنا موقع ملا گفتگو کا

تری شان پیاری ہے ربّ العلیٰ
ترا فیض جاری ہے ربّ العلیٰ

غم و رنج و آفت مین خلقت تری
تجھی کو پکاری ہے ربّ العلیٰ

سنے کون تجھ بن کسی کی پکار
تری بات بھاری ہے ربّ العلیٰ

تری یاد مین اور ترے عشق مین
ابھی تک گذاری ہے ربّ العلیٰ

مرے قلب مین اور مری آنکھ مین
ترا کیف طاری ہے ربّ العلیٰ

عدم کے سفر مین تو ہی کر مدد
لگی اب سواری ہے ربّ العلیٰ

تو ہی میری مشکل کے کاٹیگا دن
مری رات بھاری ہے ربّ العلیٰ

مرے وقت آخر کو آسان کر
دم و دم شماری ہے ربّ العلیٰ

مجھے اس خدائی سے ہلکا اوٹھا
کہ یہ وقت بھاری ہے ربّ العلیٰ

زمانے کے رنج و غم و درد سے
مری جان عاری ہے ربّ العلیٰ

تو ہی اپنے مضطر کو تسکین دے
بہت بیقراری ہے ربّ العلیٰ

زبردست ہے تو بچا لینے والا
غریبون کی بگڑی بنا لینے والا

ترا غم میسر تو ہو یا الٰہی
ترے غم کو کھائے گا کھا لینے والا

مرے دل سے پوچھے کوئی تیرے غم کو
مزا لے رہا ہے مزا لینے والا

زمین پر گرائے فلک اسکا غم کیا
وہ بیٹھا ہے اوپر اوٹھا لینے والا

خدا درد والون کی حالت تو پوچھے
مین کھڑون کہ مین ہون دوا لینے والا

بلایا کرے یونہین نار جہنم
نہ جائے گا نام خدا لینے والا

ابھی تک تو بازار دنیا مین ہم نے
نہ پایا متاع وفا لینے والا

وہ سیدھا چلا جس نے مانا خدا کو
اگر ٹھوکرین جا بجا لینے والا

خدا کی طرف لو لگا اپنی مضطر
تو ہے اس خدائی سے کیا لینے والا

توہی ہے ٹھکانے سے پہونچانے والا
غریبون کی غربت مین کام آنیوالا

ترا نام لیتا ہے وقتِ مصیبت
تجھے یاد کرتا ہے گھبرانے والا

ترے رنج سے دلکو راحت ملی ہے
خوشی اب مناتا ہے غم کھانے والا

مین اسکے بھروسہ پہ یارب جیون کیا
کہ تو نے دیا دم نکل جانے والا

جو آیا تجھے گا سو ہر کو بھجے گا
غودی اپنی سیٹے تجھے پانیوالا

توہی ہے تڑپ مین تسلی کا باعث
توہی ہے تسلی مین تڑپانے والا

کوئی نامِ مضطر بھی لیتا نہین ہے
نجانے کہان جا بسا جانے والا

غم و درد کا تو نے چارا کیا
بڑا کام یارب ہمارا کیا

نبیڑا کیا تو نبٹتی رہی
گذرتی رہی تو گذارا کیا

سوا تیرے ساتھی نہین ہے کوئی
جو سکھ تو نے بخشا وہ سب نے لیا
تری ناخدائی نے دیدی مدد
سوا تیرے یارب مصیبت کے وقت

مصیبت مین سب نے کنارا کیا
جو دکھ تو نے ڈالا گوارا کیا
جو کشتی نے ہم سے کنارا کیا
خدائی نے کس کا سہارا کیا

مصیبت مین تو یاد آتا رہا
سدا تجھکو مضطر پکارا کیا

واجب التعمیل ہے بندونکو فرمانِ خدا
دل وہی دل ہے کہ جس دلمین ہو ارمانِ خدا
چشمِ بینا ہو تو ہر ذرّے مین اوسکا نور ہے
سوز سے پیدا ہوا کرتا ہے سازِ قربِ حق

ہین وہی بندے جو کردین جان قربانِ خدا
سر وہی سر ہے کہ جس سر پر ہو احسانِ خدا
دیدۂ دل ہو تو ہر جلوے مین ہے شانِ خدا
درد سے حاصل ہوا کرتی ہے درمانِ خدا

جو صفت مضطر کرون بیشک خدا پر زیب ہے
جو ثنا مضطر کرون بیشک ہے شایانِ خدا

کارسازِ جملہ عالم ذاتِ پاکِ کبریا
داروئے ہر دردِ کاوش ذاتِ پاکِ کارساز
ہے علاجِ کاہشِ دل ذاتِ پاکِ کارساز
بیگمان معبودِ عالم ذاتِ پاکِ کارساز
موجبِ رنگِ گلِ تر ذاتِ پاکِ کارساز

ہے معاون سب کی ہر دم ذاتِ پاکِ کبریا
دافعِ ہر رنج و ماتم ذاتِ پاکِ کبریا
ہے دوائے حسرت و غم ذاتِ پاکِ کبریا
بیگمان مسجودِ آدم ذاتِ پاکِ کبریا
باغبانِ باغِ عالم ذاتِ پاکِ کبریا

واقف راز خفی ہے ذاتِ پاکِ کارساز
سبکی محرم سبکی ہمدم ذاتِ پاکِ کبریا

جانِ مضطر کی تسلی ذاتِ پاکِ کارساز
چارۂ صد حسرت و غم ذاتِ پاکِ کبریا

ہے بیشک بڑی شان ربّ العلیٰ
مری جان قربان ربِّ العلیٰ

فلک زیر احکام ربِّ عظیم
زمین تحتِ فرمان ربِّ العلیٰ

زمانہ ہے ممنونِ اکرامِ خاص
سروں پر ہے احسان ربّ العلیٰ

ہر اک لب پہ ہے نام ربِّ قدیر
ہر اک دل مین ارمانِ ربِّ العلیٰ

ہے ہر پھول مین رنگِ حسنِ صفات
ہے ہر شمع مین شان ربّ العلیٰ

خدائی ہے منت پذیرِ کرم
سبھی پر ہے احسان ربّ العلیٰ

ہے سب حمد مضطر اوسی کے لئے
ہے ہر وصف شایانِ ربّ العلیٰ

ربّ ذی اقتدار ہے سبکا
اوسکو کل اختیار ہے سب کا

وہم شک سے بری ہے ذات اوسکی
پاک پروردگار ہے سب کا

داروے دردِ دردمندان ہے
چارۂ حال زار ہے سب کا

رزق دیتا ہے ہر بہانے سے
حامیٔ روزگار ہے سب کا

اوس سے پاتے ہین مانگنے والے
اوسپہ دار و مدار ہے سب کا

جلوۂ عرش و فرش ہے اوس سے
بیگمان کردگار ہے سب کا

وہ ہی بخشے گا حشر مین مضطر
وہ ہی آمرزگار ہے سب کا

عذابون سے اپنے الٰہی بچانا | توانا ہے تو ناتوان کل زمانا
فنا و بقا پر تسلط ہے تیرا | ترے ہاتھ ہے سب بنانا مٹانا
نہ تیری عنایت کو حیلے کی حاجت | نہ درکار تیرے کرم کو بہانا
یہ سامان دنیا ذخیرہ ہے تیرا | یہ اسباب عالم ترا کارخانا
ہے معبود عالم تری ذات پاک | ہے مسجود عالم ترا آستانا
تو دیتا ہے پتھر مین کیڑے کو پانی | تو دیتا ہے پانی مین مچھلی کو دانا

یہ ہے نقش بر آب دنیائے فانی
کسی سے یہان دل نہ مضطر لگانا

عمیم العطا ہے خدا ہی خدا | غرض - جا بجا ہے - خدا ہی خدا
وہی جلوہ گر دیدۂ دل مین ہے | نظر آ رہا ہے - خدا ہی خدا
زمانے مین کیا ہے وہی ایک ذات | خدائی مین کیا ہے - خدا ہی خدا
یہ کہتی ہے تکمیل مقصود دل | کہ حاجت روا ہے - خدا ہی خدا

سوا اوسکے مضطر کوئی کچھ نہین
خدا ہی خدا ہے - خدا ہی خدا ہے

الٰہی مٹا دل سے ارمانِ دنیا | نہ کر مجھکو محتاج سامانِ دنیا

نہ کر مجھکو شرمندۂ اہل عالم
نہ رکھ میری گردن پہ احسان دنیا

گلوئے تعلق کو تو مخلصی دے
دباتا ہے طوق گریبان دنیا

کسی کو برابر نہین تولتی ہے
بڑی خودغرض ہے یہ میزانِ دنیا

خدا ہے تو ہی کر مری ناخدائی
ڈبونیکو ہے موجِ طوفانِ دنیا

اندھیرے سے بدتر نظر آرہی ہے
یہ ساری ضیائے شبستانِ دنیا

الٰہی مجھے اپنے گھر مین جگہہ دے
ہے گرنیکو اک دن یہ ایوانِ دنیا

تری درد کا دلمین گھر چاہتا ہون
نہین مجھکو درکار درمانِ دنیا

الٰہی تو اپنے کرم سے بدلدے
مرا خطِ قسمت ہے عنوانِ دنیا

صعوبت کا گھر ہے یہ زندانِ عالم
مصیبت کا رمنا یہ ایوان دنیا

بقا ترک عالم - بقا ترک ہستی
فنا جسم دنیا - فنا جانِ دنیا

یہان دل کسی چیز سے کیا لگاؤن
نہ جائین گے ہمراہ سامانِ دنیا

نرا رنج و غم ہے تعلق جہان کا
نری بیوفائی ہے شایانِ دنیا

چھڑا تو ہی یارب کہ ہے جانِ مضطر
اسیرِ غم و رنج عصیانِ دنیا

یارب ہے تو ہی داورِ دادار ہمارا
ہے مرجعِ مقصد تری سرکار ہمارا

ہم کھوٹے ہین - اور تو ہی خریدار ہمارا
بن جائیگا سودا سرِ بازار ہمارا

اے صاحبِ دریائے کرم سینچ دی کھیتی
دنیا نے سکھایا ہے چمن زار ہمارا

محشر مین سبکدوش گناہون سے اوٹھانا
پروا تو ہی رکھنا سر دربار ہمارا

جز تیرے سنے کون صدا ساز فغان کی
مضراب ستم توڑ چکی تار ہمارا

اس صدمۂ تشہیر کا بدلا تو ہی دیگا
قسمت نے دھرا نام گنہگار ہمارا

رزّاق ہے دیتا ہے تو ہی رزق جہانکو
مالک ہے اوٹھاتا ہے تو ہی بار ہمارا

اے صاحب صد مطلع انوار کرم کر
صد مونکی گھٹاؤن مین ہے گلزار ہمارا

مضطر کو جہنم مین لئے جاتے ہین اعمال
تو کہدے کہ بندہ ہے گنہگار ہمارا

سپاس خدا بے زبانون کا کیا
جو پوری نہ ہون - اون بیانونکا کیا

محبّت مین ای جان پر غم نہ ڈر
سبھی لیتے ہین - امتحانونکا کیا

وہی سب کا مالک ہے کچھہ شک نہین
زمینونکا کیا - آسمانون کا کیا

دئے ہین یہان اور دیگا وہان
مکینون کو ٹوٹا - مکانون کا کیا

نہ کر مرگ اُلفت کا ایدل گلا
یونہین جاتی رہتی ہین جانونکا کیا

عزیزون سے کیا ہو جدائی کی روک
بکھر جاتے ہین یونہین دانونکا کیا

غم بیکسی جان مضطر نہ ڈھونڈھہ
ٹھکانہ بھلا بے ٹھکانون کا کیا

ردیف ب

جان تیرے مرضِ عشق مین بیمار ہے اب
مجھکو امدادِ الٰھی تری درکار ہے اب

جا چکے پھلے ترے عشق مین سامانِ حواس
جان جانے کو ترے ہجر مین تیار ہے اب

پھلے کوئی مری امید کا گاہک ہی نہ تھا
بیکسی حسرتِ پنہان کی خریدار ہے اب

کل قیامت مین وہ ممتاز اوٹھیگا یارب
جو ترے عشق مین رسوا سرِ بازار ہے اب

درد کا درد ہی چاہت مین مین کرتا ہون علاج
میری حسرت ہی دوائے دلِ بیمار ہے اب

ہم نے دیکھا تری باتو نپہ جو پھلے نہ ملے
اونہین ہوٹو نپہ ترے نام کی تکرار ہے اب

اپنی دنیا سے بلالے عدم آباد مین تو
مجھکو جنگل سے بھی بدتر ترا گلزار ہے اب

طور پر چڑھ کے جو موسیٰ نے ترے دیکھا تھا
وہی جلوہ مری آنکھون مین نمودار ہے اب

اپنا جلوہ دمِ آخر تو دکھا دے اوسکو
کیونکہ مھمان ترا مضطرِ بیمار ہے اب

کیا بتاؤن گریۂ سوزِ نھانی کا سبب
جانتی ہے اندرونی آگ پانی کا سبب

اس لئے صدقے کیا ہے تیری تیغِ ناز پر
اپنے سر کو جانتا تھا سرگرانی کا سبب

اس لئے پتھر دھرا ہے دل پہ تیری چاہ کا
وقتِ آخر یہ نہ ہوگا سخت جانی کا سبب

وجہِ عصیان کب ہوا جوشِ جوانی غافلو
بلکہ خود عصیان ہوئے جوشِ جوانی کا سبب

آج کے دن غم ترا کھایا ہی یارب اس لئے
کل کے دن ہو جائیگا یہ شادمانی کا سبب

تیرے بادل سینچتے ہین ہر نہالِ باغ کو
تیری رحمت ہے بہارِ بوستانی کا سبب

کیا غرض تھی کیون مین آتا گلشنِ ایجاد مین
کھینچ لایا ہے فقط اس دانہ پانی کا سبب

اپنی رحمت سے جلاتا ہے مجھے یارب تو ہی
مہربانی ہے تری اس زندگانی کا سبب

آئے ہین اوسکی عبادت کیلئے مضطر یہان
کیا بتائین اس قیامِ دارِ فانی کا سبب

ردیف (پ)

وہی دیکھتا ہے یہ ساری تڑپ
خدا کے لئے ہے ہماری تڑپ

ابھی تو قفس مین تڑپتا ہون مین
مٹا دے گی بادِ بہاری تڑپ

کرین لوٹنے پر نہ محفل مین ناز
پتنگے جو دیکھین ہماری تڑپ

خدا نے تسلی جو دیدی مجھے
تو مٹ جائے گی دل کی ساری تڑپ

ہے تحفہ ترے عشق کا الحذر!
مجھے دل سے بڑھکر ہے پیاری تڑپ

ترے در پہ تڑپا کے لے جائیگی
مرے دل کی بے اختیاری تڑپ

تسلی خدا دے گا مضطر تجھے
نہ اتنا دمِ بیقراری تڑپ

ردیف (ت)

تو ہی ہے کبریا رب السموات
خدائی کا خدا رب السموات

ترے افضال تجھ سے ہوئی ہے
مرے دل کی دوا رب السموات

دیا تو نے اثر اپنے کرم سے
سنی سب کی دعا رب السموات

کیا کرتے ہین سب ارمان والے
تجھی سے التجا رب السموات

کھلائے ہین چمن مین پھول تو نے
چلائی ہے ہوا رب السموات

بچاتا ہے تو ہی عصیان سے سبکو
تو ہی ہے رہنما رب السموات

ترا مضطر مریض درد وغم ہے
تو ہی دے گا شفا رب السموات

ہے تری شان بڑی شان رفیع الدرجات
تجھپہ لائے ہین سب ایمان رفیع الدرجات

تیرے مملوک ہین سب جن و ملک ارض و فلک
تیری بندی ہین سب انسان رفیع الدرجات

رحمت عام تری وجہہ معافی بنکر
مشکلین کرتی ہے آسان رفیع الدرجات

دونون عالم پہ ہے یکسان نگرانی تیری
ہے تو ہی سب کا نگہبان رفیع الدرجات

سب کے دل ہین ترے ممنون عنایات و کرم
سبکے سر ہے ترا احسان رفیع الدرجات

بزم عالم مین یہ جلوے جو نظر آتے ہین
تیری قدرت کے ہین سامان رفیع الدرجات

غم عصیان مین گرفتار ہے مضطر تیرا
اسکی مشکل بھی کر آسان رفیع الدرجات

ہے بلا شبہ تری ذات مجیب الدعوات
حامی جملہ مہمات مجیب الدعوات

تو نے ہی دامن امید کی عزت رکھی
سب نے کی تجھسے مناجات مجیب الدعوات

حافظ حرمت ارباب زمانہ ہے توہی
دافع جملہ بلیات مجیب الدعوات

تو نے ہر گھر مین امیدون کی جلائے ہین چراغ
جلوہ فرما ہے تری ذات مجیب الدعوات

شام اندوہ جدائی کا بھی تڑکا ہوجائے
صبح کردے یہ مری رات مجیب الدعوات

سر پہ ہے بار گنہ اور قیامت نزدیک
اسی خطرہ مین ہون ون رات مجیب الدعوات

لاج مضطر کی قیامت مین توہی رکھیگا
اوس سے بنتی نہین کچھ بات مجیب الدعوات

سب کے دلمین ہے تری یاد مجیب الدعوات
ٹالتا ہے توہی اُفتاد مجیب الدعوات

تو نے ہی قید مین یوسف کی دعا سن لی تہی
دے مجھے ثمرہ فریاد مجیب الدعوات

تو نے یونس کی سنی تھی شکم ماہی مین
کردوائے دلِ ناشاد مجیب الدعوات

دہیان مین دہیان ترا دہیان ہے ای رب کریم
یاد مین یاد تری یاد مجیب الدعوات

تری دنیا نے سبھی طرح ستایا مجھکو
کیا کرون شکوۂ بیداد مجیب الدعوات

چاہ سے حضرت یوسف کو نکالا تو نے
کر مجھے قید سے آزاد مجیب الدعوات

ترے رونے پہ زمانے کا جگر پھٹتا ہے
صبر دے مضطر ناشاد مجیب الدعوات

ردیف (ٹ)

الٰہی تو میرا نصیبا پلٹ
یہ سارے خیالات دنیا پلٹ

مین خود اپنا مضمون مقصد پڑہون
مصیبت مین یارب پلٹنا نہ تو
وہ حالت بدلدی کہ سب یہ کہین

ورق میری قسمت کا ایسا پلٹ
گئی مجھسے دنیا کی دنیا پلٹ
کہ یہ ہوگئی کیسی کایا پلٹ

محبّت کے نیرنگ مضطر نہ پوچھ
گیا چار ہی دن مین نقشا پلٹ

ردیف (ث)

تری مخلوق نے اپنا تجھے جانا وارث
تجھکو سمجھے ہوئے بیٹھا ہے زمانا وارث

مالکی یہ ہے کہ سب نے تجھے مالک سمجھا
وارثی یہ ہے کہ سب نے تجھے جانا وارث

عمر بھر تیرے ہی افضال پہ تکیہ رکھا
جز ترے مین نے کسی کو بھی نہ جانا وارث

کھ رہا ہے ترا عالم تجھے بنیا مالک
جانتی ہے تری دنیا تجھے دانا وارث

کون پوچھیگا بھلا ہم سے غریبونکو یہان
بے ٹھکانون کو توہی دیگا ٹھکانا وارث

خضر کو تو نے کیا رہبر عالم مشہور
اپنا رستہ تو نہین ہمکو بھی بتانا وارث

تیرے برتے ہی یہ سب کرتے ہین قوت طاقی امید
ناتوان تجھکو سمجھتے ہین توانا وارث

توہی اول مرا وارث ہے توہی آخر مین
نہ نیا ہے کوئی وارث نہ پرانا وارث

تیرا مضطر ترے اکرام کی امید مین ہے
ڈہونڈہتا ہے تری رحمت کا بھانا وارث

ردیف (ج)

ہے ترے ہاتھ قیامت مین گنہگار کی لاج
کیونکہ کہتا ہے توہی اپنے خطاکار کی لاج

جان نکلے تو ترے نام پہ یارب نکلے
وقتِ آخر توہی رکھیو دلِ بیمار کی لاج

مال کا مول ضرورت پہ گھٹا دیتا ہے
مفلسی مین توہی رکھتا ہی خریدار کی لاج

تونے تسبیح کی مسجد مین بڑھائی عزت
دیر مین رکھی ہے ہر رشتۂ زنار کی لاج

ساز سے تیرے ہی چھیڑون نے نکالی نغمے
تیری آواز نے رکھ لی ہی ہر اک تار کی لاج

بزم مین رکھے ہین جلتی ہوئی شمعونکی بھرم
رزم مین رکھی ہے جلتی ہوئی تلوار کی لاج

موت سے توہی بچائیگا اوسے وقتِ اخیر
تیرے ہاتھون ہے ترے مضطرِ بیمار کی لاج

ردیف (چ)

یادِ معبود مین رہ داروے آزار نہ سوچ
عشق مین پڑکے دوا اے دلِ بیمار نہ سوچ

اوسکی رحمت کے بھروسے پہ بسر کر اپنی
کیسی گذریگی قیامت مین دلِ زار نہ سوچ

فکر کر اپنی تباہی کی تو اے بلبلِ زار
کس طرح ہوگئی بربادئی گلزار نہ سوچ

مجھکو مرنے دے کہ ملنا ہے خدا سے مجھکو
بے سبب میری دوا اے مرے غمخوار نہ سوچ

اپنے اللہ کی طاعت مین بسر کر مضطر
فکرِ دنیا کی نہ کر دہر کے افکار نہ سوچ

ردیف (ح)

جہان مین کون خبر گیر ہے خدا کی طرح
اُڑی ہین سب کی خبر گیریان ہوا کیطرح

جو مجھکو درد و لائے خدا کہین ملجائے
تو اوسکو گھول کے پی جاؤن مین دوا کیطرح

عجب طرح سے گذاری چمن مین عمر اپنی
رہے فضا کیطرح اوڑ گئے ہوا کیطرح

پڑے تھے چہرۂ ہستی پہ ہم نقاب صفت
ہوا لگی تو معًا اوڑ گئے ردا کی طرح

یہ بت خدا تو زمانے مین خیر بن بیٹھے
مگر ذرا بہی نہ آئی انھین خدا کی طرح

بچا کے جان مین دنیا مین اپنی آیا تھا
یہ اور بھی مرے پیچھے پڑی بلا کی طرح

نہ بھول ہستیٔ ناپائدار پر مضطر
مٹے گا نقش بقا نقش مدعا کی طرح

ردیف (خ)

مرتے دم تیری طرف ہے تیرے بیمار کا رُخ
جیسے مطلوب کیجانب ہو طلبگار کا رخ

تو ہی عزت سر بازار محبّت رکھنا
کیونکہ بدلا ہوا پاتا ہون خریدار کا رخ

بے رخی چاہ کا انجام ہوا کرتی ہے
عشق بلبل ہی نے پھیرا گلِ گلزار کا رخ

کعبۂ و دیر مین ہوتی ہے پرستش تیری
ہے تری سمت ہر اک کافر و دیندار کا رخ

تو جو چاہے تو ابھی جان بچالے میری
تو جو چاہے تو ابھی موڑ دے تلوار کا رخ

اب شب تار جدائی کا نہین کچھہ دھڑکا
خواب مین دیکھہ لیا احمد مختار کا رخ

مجھکو اپنون سے امیدین تھین بہت کچھہ مضطر
وہ بھی منہ پہیر گئے دیکھہ کے اغیار کا رخ

ردیف (د)

ہے طبیعت مری اس طرح وفا کی پابند
جس طرح ساری خدائی ہے خدا کی پابند

کاہش جان کا نہین کوئی محبت مین علاج
کاوش دل نہین ہوتی ہے دوا کی پابند

باغ عالم مین ٹہرنے کا بھروسہ کیا ہو
بوئے گل ہم نے تو دیکھی ہے ہوا کی پابند

اے خدا بخش دی دنیا ہی مین عصیان میرے
تیری رحمت تو نہین روز جزا کی پابند

ہائے افسوس کہ تقدیر سے پائی ہم نے
ایسی دنیا جو نہین رسم وفا کی پابند

دلمین اس طرح تپ سوز نہان ہے پنہان
جس طرح جلوہ نمائی ہو ردا کی پابند

اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا مضطر
تو نہ ہوتی کبھی تاثیر دعا کی پابند

ردیف (ڈ)

زاہدونکو ہوگا اپنے زہد و طاعت پر گھمنڈ
ہے ہمین تو صرف یارب تیری رحمت پر گھمنڈ

نقش گر تیرا نہ ہوتا سوجھتا کیا اسمین خاک
آئینہ کرتا ہے ناحق اپنی صورت پر گھمنڈ

اوسکے جلووں نے جلا رکھے ہین لاکھون ہی چراغ
شمع داغ دل کو کیون ہے اپنی طلعت پر گھمنڈ

موج کرتی ہے ترے دریاے رحمت پر غرور
باغ کرتے ہین ترے نیرنگ قدرت پر گھمنڈ

پائی ہے جس جس نے کعبے مین جگہ بعد فنا
ایسے لوگون کو بجا ہے اپنی قسمت پر گھمنڈ

داغ دل کی روشنی پھیلی ہوئی ہر گھڑی
ہے ہمین تاریکی شبہاے تربت پر گھمنڈ

سب تو مضطر کر رہے ہین حسن صورت پر غرور
وہ ہمین ہین جسکو ہے شان محبت پر گھمنڈ

ردیف (ذ)

نہ مجھے عیش ہے میٹھا نہ ہے آرام لذیذ
ہان اگر ہے تو غم خالق علام لذیذ

اوس محبت کے مزے لوٹ رہا ہون دلمین
جس محبت نے پلایا ہے مجھے جام لذیذ

عاشقونکا تو بھی پیٹ بھرا کرتا ہے
ہے ہر اک شے سے غم اوسکا دل ناکام لذیذ

کیا کرے میری زبان تیرا سپاس اے رازق
نعمتین تونے کھلائین سحر و شام لذیذ

خوگر عشق کو آتا ہے مزا چھیڑون مین
تیرے زخمون کو بھی سمجھا دل ناکام لذیذ

یون تو دنیا کی سبھی دیکھی ہین کڑوی باتین
ہے زبانون کے لئے صرف ترا نام لذیذ

زندگی طرز توکل مین گذاری ساری
ہم نے غم کھائے ہین اے مضطر ناکام لذیذ

ردیف (ر)

توہی دوجہان کا کفیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
توہی سب کا رب جلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مجھے دیگا داد عمل توہی - شجر مراد کا پھل توہی
مری عمر سب بے قلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

ہے تجھی سے آس لگی ہوئی - ہے یہی امید بڑی ہوئی
بجز اسکے کون سبیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مرے سوز غم کو بجھا دے تو - مرے دل کی آگ مٹا دے تو
ترے بس مین باغ خلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مرا نام مضطر بینوا - ترا نام مالک دوسرا
یہ کرم کی خاص دلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

اپنے کرم سے اے خدا مجھکو جنان نصیب کر
خار یہان اوٹھا چکا - پھول وہان نصیب کر

درد کا لطف پا چکا - لذت انبساط دے
رنج گران تو مل چکا - عیش گران نصیب کر

اتنے برس تو کٹ گئے - آفت و رنج و درد مین
اب تو میان زندگی - چین یہان نصیب کر

چین کی ساری ڈوریان - تیری ہی ہاتھ ہین خدا
مجھکو بھی باغ دہر مین امن و امان نصیب کر

اپنا فسانہ الم حزن ترے کس سے مین کہون
دل کا ملال میٹ دے - راحت جان نصیب کر

تری ہی ذات سے مجھے عیش ملا ہین آجتک
تری ہی یاد مین رہون۔ دل مجو اسطرح کا دے
تری ہی جسمین فکر ہو۔ ایسا خیال دے مجھے

تونے ہی سب یہان دیا۔ توہی وہان نصیب کر
تیرا ہی ذکر مین کرون۔ ایسی زبان نصیب کر
تیرا ہی جسمین ذکر ہو۔ ایسا بیان نصیب کر

مضطرِ خستہ دل ترا۔ ہے تری آس پر پڑا
اوسکو بحق مصطفےٰ راحتِ جان نصیب کر

تصدق ہین تن من خدا کے کرم پر
درستی سنا ہے ترے ہاتھ ہوگی
ترا وصف لکھا تو یہ شان دیکھی
توہی فتح مندی قیامت مین دیگا
مدد کر مدد ورنہ کچھ دن مین یارب
یہ آنسو تو تیرے ہی رو کے رو کین گے

قلم جس نے پھیرے ہین طرز الم پر
بڑا ناز ہے مجھکو کھوٹے کرم پر
سیاہی کا دھبہ نہ آیا قلم پر
چڑہائی ہے خلقت کی ملکِ عدم پر
ہنسے گی رہائی گرفتارِ غم پر
توہی ہاتھ رکھے گا اس چشمِ نم پر

گلا کر نصیبون کا مضطر خدا سے
نہ رکھ اپنی قسمت کا الزام ہمپہ

توہی ہے توہی سب کا ربِ غفور
زمانے پہ تیرے عبادت ہے فرض
اوجالے مین روشن ہے ترا جمال
نہ رکھا کبھی تونے آنکھون کو تر

نہان و عیان تو ہے نزدیک و دور
خدائی کو تیری پرستش ضرور
اندھیرے مین پھیلا ہے تیرا ہی نور
نہ رکھا کبھی تونے دلِ ناصبور

نڈالی کبھی تو نے آفت مین جان
نہ پائے تجھے غور و فکر و خیال

نہ برپا کیا زندگی مین فتور
نہ سمجھے تجھے وہم و عقل و شعور

ترا فیض ہے ثمرہ شاخِ باغ
تجھی پر خدائی کا دعویٰ ہے زیب

ترا نور ہے طرۂ تاجِ طور
تجھی پر ہے زیبا یہ کبر و غرور

نہ ہے ابتدا اور نہ ہے انتہا
ہے مضطر بڑی ذات ربِّ غفور

بڑی شان ہے شانِ پروردگار
خدائی ہے اوس کے کرم پر فدا
نہال اوسکی قدرت سے سرسبز ہین
ہوا ہے ابھی تک نہ ہوگا کبھی
رہے گا یونہین لب پہ نامِ خدا
عنایت ہے جزوِ صفاتِ کرم

زہے لطف و احسانِ پروردگار
زمانہ ہے قربان پروردگار
چمن پر ہے فیضانِ پروردگار
ادا شکر احسانِ پروردگار
یونہین دل مین ارمانِ پروردگار
حمایت ہے شایانِ پروردگار

یہی جانِ مضطر کی ہے آرزو
کہ ہو جائے قربانِ پروردگار

تری حمد جاری ہے سب کی زبان پر
ترا نام جپتے ہین سب مرغِ گلشن
سبھی دل اطاعت پہ تیری ہین مائل

پکارا گیا تو زمین آسمان پر
فقط اک تو ہی تو ہے سبکی زبان پر
سبھی سر جھکے ہین ترے آستان پر

ترا عام اکرام سب کے لئے ہے
تری عام رحمت ہے سارے جہان پر

بھروسا ہے مضطر کو تیرے کرم کا
وہ بے فکر ہے اس متاعِ گران پر

ترا درد دلمین رہے عمر بھر
اوسے باغ جنت نہ کیون ہو نصیب
اگر نام تیرا نہ لے آدمی
عجب کیا بجھا دین جو دوزخ کی آگ

زبان تجھکو مالک کہے عمر بھر
جو تیرے لئے غم سہے عمر بھر
تو بہتر یہ ہے چپ رہے عمر بھر
وہ آنسو جو یونہین بہے عمر بھر

ادا ہو نہ ہرگز تری حمد پاک
اگر یونہین مضطر کہے عمر بھر

تو ہی ہے زمین پر تو ہی آسمان پر
ترا ناز حاوی ہے حسنِ جہان پر
تو ہی لاج رکھیگا محشر مین یارب
اگر تیرا جذبِ محبت یہی ہے
جسے آسمان کہہ رہا ہی زمانہ
رہے ہم سے اچھے کہین مرنے والے
کھٹک ہو رہی ہے ترے غم کی دلمین
کرینگے مرے ترکِ خدمت کے شکوے

ترا نام جاری ہے سب کی زبان پر
ترا بوجھ بھاری ہے کوہ گران پر
نہ ٹھہرے گا کوئی ترے امتحان پر
چلی جائے گی یہ زمین آسمان پر
مین سایہ سمجھتا ہون تیرا جہان پر
جو ہم ہین زمین پر تو وہ آسمان پر
مین قربان ہو جاؤن اس وردِ جان پر
وہ سجدے جو پہنچے ترے آستان پر

ہے یہ بھی ترا ایک ناچیز بندہ
نگاہِ کرم مضطرِ خستہ جان پر

زہے صنعتِ پاک پروردگار
لگائے ہین شاخون کے پہلو سے پھول
انیسِ شبِ غم وہی ذات ہے
مٹایا اوسی نے غمِ جان گُسل
چراغون سے طاقون کو روشن کیا
یہ شاخین جو ہین سر جھکائے ہوئے
روش اوسکی رحمت سے سرسبز ہے
الٰہی سوادِ مدینہ دکھا

خزان کو کیا وقفِ رنگِ بہار
ملائے ہین آپس مین لیل و نہار
جدائی کا پردہ کیا تار تار
گذاری اوسی نے شبِ انتظار
بھرا پھول سے دامنِ روزگار
اوسی کے کرم سے ہین سب زیربار
چمن اوسکی قدرت سے وقفِ بہار
مرادِ دلِ داد خواہان برار

ہے اُمید مضطر تجھی سے لگی
رعایت دریغ از رعیت مدار

تصدق ہے تیری خدائی تجھی پر
خدا تجھکو جانا خدائی نے اپنا
دمِ حسرت و رنج و غم پڑ رہی ہین
قیامت مین تو ہی اوٹھائے گا اسکو
نصیبون کی گرہین کھلین تب یہ جانا

ہے زیبا تری کبریائی تجھی پر
خدائی سب ایمان لائی تجھی پر
نگاہین سب اپنی پرائی تجھی پر
یہ بیٹھی ہے ساری خدائی تجھی پر
کہ ہے ختم عقدہ کشائی تجھی پر

تو ہی دل کے مقصود کرتا ہے پورے
یہ دیر و حرم کا نہین کچھہ بہی جھگڑا
کئے سرخرو تو نے ہی اپنے بندے

ہوئی ختم عہدہ برآئی تجھی پر
یہ ہے ساری لفظی لڑائی تجھی پر
زمانے نے منہہ دی رچائی تجھی پر

نبا ہی بہت خوب فرقت مین مضطر
ہوا ختم دردِ جدائی تجھی پر

مین راضی ہون بیشک اوسکی رضا پر
وہ مالک ہے رکھتا ہی کانٹو مین غنچے
بس اب مجھہ مین تاب جدائی نہین ہے
نہین حاجت دارو ئے رنج پنہان

بھروسا خدائی کا ہے جس خدا پر
چلاتا ہے ذرون کو موجِ ہوا پر
عزیزون سے کہدو کہ چھوڑین خدا پر
مرادرد غالب ہے میری دوا پر

یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے
مرون جا کے مضطر درِ مصطفیٰ پر

ردیف (ڑ) ہندی

جز خدا عالمِ اسباب کے دہندے مین نہ ٹڑ
مول لینا نہین اچھا شبِ تنہائی کا
کاہشِ جان ہین یہ کہڑاک جہان کی ایذا
باندھنا ہے مجھے دامن مین خیالِ عقبیٰ

اے دلِ زار کسی اور کے جھگڑے مین نہ ٹڑ
الفتِ گیسوئے شبگون کے شکنجے مین نہ ٹڑ
ان سے بچنا ہی تو دنیا کی بکھیڑے مین نہ ٹڑ
اے غمِ دہر خدا را میرے پلے مین نہ ٹڑ

ہے یہان یاس تمنا کا نتیجہ اے دل
تو خدا کے لئے امید کے جھگڑے مین نہ پڑ

بیکسی اور کہین جاکے ٹھکانہ کرلے
بن کے ٹوٹا مری امید کے سودے مین نہ پڑ

بخشنے والا ہے اللہ تجھے اے مضطر
جب یہ صورت ہے تو تو حشر کے جھگڑے مین نہ پڑ

ردیف (ز)

زہے قدرت رب عالم نواز
اوسی پر ہے ساری خدائی کو ناز

نظر کو دکھائی ہے راہ رضا
سرون کو جھکایا ہے بہر نماز

خیالون کو بخشا ہے حسن و عبور
نگاہون کو دی قوت امتیاز

محبت سے دو دل کو کرتا ہے ایک
بڑھاتا ہے آپس مین راز و نیاز

بناتا ہے سب کام بگڑے ہوئے
وہی اپنے بندون کا ہے کارساز

زمانے مین کچھ بھی نہین ہے دھرا
کرے کون دو دن کے جینے پہ ناز

وہی دیگا مضطر تمھین داد غم
وہی جانتا ہے زمانے کے راز

تو رب ذی کرام ہے اے پاک بے نیاز
معبود لا کلام ہے اے پاک بے نیاز

اچھے برے سب ایک ہین تیری نگاہ مین
رحمت کا فیض عام ہے اے پاک بے نیاز

کرتا ہے تو ہی تکملۂ آرزوئے دل
بنتا تجھی سے کام ہے اے پاک بے نیاز

ہر گھر مین پرتو اھے ترے نورِ پاک کا
ہر دل ترا مقام ھے اے پاک بے نیاز

یتری ھی یاد یاد ھے اے رب ذوالمنن
تیرا ہی نام نام ھے اے پاکِ بے نیاز

جو کچھہ یہ ہے یہ کچھہ نہ رہیگا سوا ترے
باقی تو ہی دوام ھے اے پاک بے نیاز

مثلِ شبِ فراق زلیخا گزار دے
مضطر کا دن بھی شام ھے اے پاک بے نیاز

ردیف (س)

کٹائے ترے غم مین ساری برس
تڑپتے ہی گزرے ہمارے برس

تری یاد مین رو کے کاٹے ہین دن
ہمیشہ تڑپ کر گذارے برس

قیامت مین بھی یاد کرتا اوٹھون
یہ پیارے مہینے یہ پیارے برس

مین ای ابرِ رحمت لگائے ہون آس
یہان بھی کبھی آکے پیارے برس

چھل سال عمرِ عزیزت گذشت
کٹے مفت ایدل یہ ساری برس

الٰہی اب آگے مدد کر مری
بہت کٹ چکے بے سہارے برس

خدا پر توکل ھے مضطر اگر
تو اچھے کٹین گے تمہاری برس

ردیف (ش)

ھے دنیا مین ناحق وفا کی تلاش
کرو اس کے بدلے خدا کی تلاش

جگر کو ترے زخم کی جستجو
کلیجے کو تیرِ ادا کی تلاش

ھے باغون کو تیرے پھلون کی ہوس
ھے پھولونکو تیری ہوا کی تلاش

مری طرح ڈہونڈھے اوسے دربدر
جو زاہد نے یون کی تو کیا کی تلاش

خیالون مین اچھا خیالِ رسول
تلاشون مین اچھی خدا کی تلاش

نہ پائی کسی مین بھی بوئے وفا
جھان مین یہ شے بارہا کی تلاش

ٹھکانے لگا دیگی مضطر تمھین
خدائی کے اندر خدا کی تلاش

ردیف (ص)

اپنے بندونپہ ہمیشہ ترا اکرام ہے خاص
کام دل سب کے بنانا یہ ترا کام ہے خاص

خاص بندونپہ اٹھی ترا انعام ھے عام
عام بندونپہ اٹھی ترا انعام ھے خاص

ترا ہر رنج مریضون کا ھے درمان یارب
ترا ہر درد دوائے دل ناکام ہے خاص

موت کا غم نہین کرتے ترے مرنیوالے
کیونکہ مرنا تری دنیا کا اک انجام ھے خاص

ملک الموت سے مضطر نہین ڈرتا ترا
لانے والا یہی یارب ترا پیغام ھے خاص

ردیف (ض)

آدمی کو اپنے جیسے آدمی سے کیا غرض
الغرض ہمکو سوا تیرے کسی سے کیا غرض

لیکے دل سرمستی عشق خدا نے یہ کہا
بیخودی کا ڈھونڈھنا اچھا خودی سے کیا غرض

عیش دنیا اونکی نظرون مین سماتے ہی نہین
ترے غم مین رہنے والونکو خوشی سے کیا غرض

مر گئے جو جیتے جی یارب ترے ارمان مین
سچ تو یہ ھے اونکو اپنی زندگی سے کیا غرض

تو جھان بھیجیگا جانے کے لئے تیار ہین
دوزخی سے کام کیا اور جنتی سے کیا غرض

منعمون کے در پہ جائین جنکو ہو دولت کی چاہ
ترے بھیک منگون کو جز تیرے کسی سے کیا غرض

وہ اپنے زہد پر اترا رہے ہین رات دن
حضرت زاہد کو رسمِ عاشقی سے کیا غرض

لوٹتا ہون مین ترے نیرنگ قدرت کی بہار
مجھکو ان پھولون کے رنگِ عارضی سے کیا غرض

شورِ محشر جب کبھی آئیگا دیکھا جائیگا
کیون ڈرے جاتے ہو اے مضطر ابھی سے کیا غرض

ردیف (ط)

تری یاد نے کردیا غم غلط
سمجھتے ہین ہر رنج کو ہم غلط

مرا ساتھ دین رونیوالے مرے
ادا کیون کرین رسم ماتم غلط

ترے غم مین وہ میرے کس کام کی
تسلی جو دیتے ہین ہمدم غلط

تری یاد مین جان نکلے مری
تو سمجھون کہ اب ہوگیا غم غلط

یہ برسات دھوئیگی کیا داغِ دل
خبر مجھکو دیتا ہے موسم غلط

ہے یارب تری ایک ہستی صحیح
سوا اس کے سب نقشِ عالم غلط

زمانے کا مضطر عجب حال ہے
ہین دونون یہان شادی و غم غلط

ردیف (ظ)

ہے تو ہی سب کا اے خدا حافظ
نہین کوئی ترے سوا حافظ

وہ تو ہی ھے کہ سب دمِ رخصت
کہتے ہین - جائے خدا حافظ

وہ ترا ہی کلام ہے - جس کا
ڈھونڈھتے ہین سب آسرا حافظ

وحشتِ غربت مین خضر ترے یارب
نملا کوئی دوسرا حافظ

ہم نے جنگل مین تجھکو دیکھا ہے
تنِ تنہا کا بر ملا حافظ

چشم باطن کے کھولنے والے — تو نے اندھون کو کر دیا حافظ
ہے خدائی تری حفاظت مین — تجھکو کہتے ہین سب بجا حافظ
یہ دوائین تو صرف حیلہ تھین — تو ہی بیمار کا رہا حافظ
اوس خدائی مین ہم بھی ہین مضطر — جس خدائی کا ہے خدا حافظ

ردیف (ع)

ہم چلے سوئے خدا اے دار فانی الوداع — موت آپہونچی۔ بہار زندگانی الوداع
گور منہ کھولے ہوئے ہی دار دنیا الفراق — گھر اوجڑتا ہے حریم شادمانی الوداع
جنکو چکھنی ہے وہ چکھین تیری لذت دہر مین — پھر گیا اپنا تو مونہہ۔ ای دانہ پانی الوداع
مرغ جان یہ کہکے اب جاتا ہی مالک کی طرف — شاخ طوبیٰ گھر بنی باغ جہانی الوداع
باغ جنت کی ہوائین ہمکو لینے آگیئن — اے فضائے تختہ گلزار فانی الوداع
دل رُکا جاتا ہے اے سوز نہانی الفراق — جان اب جاتی ہے ای آرام جانی الوداع
اوسنے خود چاہا نہ مضطر ورنہ فرط شوق سے — خضر کہدیتے حیات جاودانی الوداع

ردیف (غ)

تیرے جلوے سے مٹا شمع شبستان کا فروغ
واقعی کیا چیز تھا شب بھر کی مہمان کا فروغ

دردِ دل کے سامنے کیا اور دردونکی بساط
سوزِ دل کے سامنے کیا شمع سوزان کا فروغ

کیا گھٹے گی داغِ سوزان سے شبِ تارِ فراق
کام کیا دے گا چراغ زیرِ دامان کا فروغ

ظلمتِ کفر و ضلالت سے اوسے کیا کام ہے
دل مین جو رکھے چراغِ دین و ایمان کا فروغ

کل شبِ تارِ لحد مین - جا کے سونا ہے ہمین
کچھ تو کام آئے گا مضطر داغِ پنہان کا فروغ

ردیف (ف)

کرنہ اے دل رغبتین تو دارِ فانی کیطرف
کیونکہ جانا ہے - خداوندِ جہانی کیطرف

جب روانہ ہم ہوئے اس دارِ فانی کیطرف
بے تحاشا موت دوڑی زندگانی کیطرف

مٹ کے ہم پہونچے حریمِ کاروانی کیطرف
بے نشان ہو کر گئے اپنی نشانی کیطرف

اس طرح ہم ساقی کوثر کو پہونچے ڈھونڈھنے
جیسے پیاسے دوڑ کر جاتے ہین پانی کیطرف

وہ یہین موجود ہی جو مانگنا ہو مانگ لے
کیون دعا جاتی ہے سقفِ آسمانی کیطرف

اس طرح دنیا کی جھگڑون سے نکل کر مین چلا
جیسے ڈوبا رخ نہین کرتا ہے پانی کیطرف

جز غم و رنج و الم مضطر نہ پایا خاک بھی
کیا سمجھ کر آئے تھے ہم دارِ فانی کیطرف

ردیف (ق)

تیرے جلوے کا ہے ذرات زمانا مشتاق
ڈہونڈہتے پھرتے ہین تیرا ہی ٹھکانا مشتاق

تو نے اورون کو کبھی طور پہ آنے نہ دیا
کیا فقط حضرتِ موسیٰ ہی کو جانا مشتاق

کاش ایسے مین دکھادی انہین صورت اپنی
آخری وقت ہے ہوتے ہین روانا مشتاق

ہیٹ مین بھی ترے دانے کو ہے پانی درکار
کھیت مین بھی ترے پانی کا ہی دانا مشتاق

اپنا دیدار دکھاوے گا الہی جس دن
تب مین جانون گا کہ تو نے مجھے جانا مشتاق

مرتے مرتے بھی لگا رکھی ہے اتنی سی ٹھسک
بے بُلائے نہین ہوتے ہین روانا مشتاق

صرف مضطر ہی نہین وصل کا طالب یا رب
یہ وہ دولت ہی کہ جس کا ہے زمانہ مشتاق

ردیف (ک)

تجھے مین نے ڈہونڈہا ہی مٹ کر یہانتک
مری خاک اوڑ کر گئی آسمان تک

ترے عشق مین جھیل لین سختیان تک
اوٹھائے ترے غم مین کوہِ گران تک

تری مرضیون پر سدا عمر کاٹی
نہ آیا کبھی تیرا شکوہ زبان تک

یہان تک پیا خونِ دل مین نے یا رب
کہ آنسو گئے بہہ کے داغِ نہان تک

کٹی زندگی ایسے اوجڑے چمن مین
نہ آئی کبھی برق بھی آشیان تک

خدا آج ملتا ہے کیا تم کو مضطر
ابھی کل تو پہونچے ہو کوی بتان تک

ردلیف (گ)

تیرے جلوے نے جلائی جو ترے نور کی آگ
چشم موسی کے لئے نور بنی طور کی آگ

جلتی ہین حسرتِ دیدار مین آنکھین میری
دشمنِ تار نظر ہے دلِ رنجور کی آگ

تو اگر دیدے اجازت تو مسافر بن کر
مین بہی لینے کو چلا آؤن کبھی طور کی آگ

ابتو جلتی ہے بہت تیز ہوا حسرت کی
پاس تک آکے جلادے نہ مجھے دور کی آگ

مدتون سے یہی اُمید لئے بیٹھا ہون
دل کی ہانڈی مین لگاؤن جو ملے طور کی آگ

ابر رحمت ترا برسے تو تسلی پاؤن
آنسوؤن سے نہ بجھے گی دل محرور کی آگ

دہو کا کہانے کی محبت مین ضرورت کیا ہی
تیرے مضطر کو نہین چاہیئے اس طور کی آگ

ردلیف (ل)

توہی ہے وارث دوائی خدائے عزوجل
سبہی کی بات بنائی خدائے عزوجل

توہی بسا ہے لطور مکین مکانون مین
کوئی جگہہ نہین خالی خدائے عزوجل

ہر گز ہر گز کے مٹایا مخالفون کا غرور
ہے تیری شان جلالی خدائے عزوجل

فقط دکھانیکو اپنے کمال کی طاقت
تمام خلق اوٹھالی خدائے عزّ وجل

جہان کو تارِ تصور سے تو نے باندھا ہے
بنا کے بزم خیالی خدائے عزّ وجل

ہجوم رنج و مصیبت مین کی مدد تو نے
ہماری جان بچالی خدائے عزّ وجل

جفائے چرخ نصیبون مین میرے کیون لکھدی
وفا کی ٹٹنے والی خدائے عزّ وجل

جھلک رہے ہین ہر اک چیز مین تری جلوے
تری ادا ہے نرالی خدائے عزّ وجل

تجھی سے مانگ رہا ہے ترا گدا مضطر
تو اوسکو پھیر نہ خالی خدائے عزّ وجل

یہ سب ہے تیری خدائی - خدائے عزّ وجل
کسیکو کب ہے بڑائی خدائے عزّ وجل

بقا کے نقش مین رنگ فنا بھرا تو نے
عجیب شان دکھائی خدائے عزّ وجل

غرور والون کے سارے غرور میٹ دیئے
جلا کے شمع بجھائی - خدائے عزّ وجل

یہان بھی تو نے ہی بندون کا رکھ لیا پردہ
وہان بھی بات بنائی - خدائے عزّ وجل

ترا ہی ابر کرم سب دلون سے کرتا ہے
کدورتون کی صفائی - خدائے عزّ وجل

پکار تیری مچی ہے جہان مین چار طرف
پھری ہے تیری دوہائی - خدائے عزّ وجل

جو تیری راہ مین حاصل ہے تیرے مضطر کو
رہے وہ شان گدائی - خدائے عزّ وجل

تو ہی ہے ربِّ جہانی خدائے عزّ وجل
یہ سب ہے تیری نشانی - خدائے عزّ وجل

رضائے پاک سے تیری بڑی ہے مستحکم
بناءِ کون و مکانی - خدائے عزّ وجل

ادا کرے ترے ارکان حمد کیا طاقت ۔ نھین یہ تاب زبانی خدائے عزّ وجل
حکیم دردِ نھان ذات پاک ھے تیری ۔ علیم سرِّ نھانی خدائے عزّ وجل
مجالِ آب یہ کب تھی کہ خاک پر بھتا ۔ یہ تو نے دی ھے روانی - خدائے عزّ وجل
یہ تیرے ابرِ کرم کے بھرے بھرے ٹکڑے ۔ کرین گے آگ کو پانی - خدائے عزّ وجل

ترا ہی مضطرِ بیمار کو سہارا ہے
مٹا یہ کاہشِ جانی خدائے عزّ وجل

تو ہی تو ربِّ ازل ھے - خدائے عزّ وجل ۔ نہ مثل ہے نہ بدل ھے - خدائے عزّ وجل
تو ہی تو طرزِ ادا ہے خدائے بے پروا ۔ تو ہی تو حسنِ عمل ھے - خدائے عزّ وجل
بنا ہے تو نہ بنے گا مٹا ھے تو نہ مٹے ۔ بری ز رسمِ اجل ھے - خدائے عزّ وجل
تو ہی قیام قیامت مین لاج رکھ لینا ۔ وہ معرکہ بھی توکل ھے - خدائے عزّ وجل
کرم سے کردے مری شامِ غم کا بھی تڑکا ۔ تری تو صبحِ ازل ھے - خدائے عزّ وجل
الگ الگ یہ سحابِ کرم کے چھینٹے کیون ۔ ادھر بھی کشتِ امل ھے - خدائے عزّ وجل

ترا کفیل تو دونون جھان مین اے مضطر
خدائے عزّ وجل ھے - خدائے عزّ وجل

مین ناچیز بندہ ہون تو ذو الجلال ۔ ترا حکم ٹالون کھان یہ مجال
ترے قھر کی مجھ مین طاقت نھین ۔ الٰہی مجھے اس بلا مین نہ ڈال
الٰہی بڑی آفتون سے بچا ۔ الٰہی گری حالتون کو سنبھال

بھت تنگ ہون درد فرقت سے مین
ہین صرفِ فغانِ دلی راحتین
یھان تک کہ ہے زندگانی وبال
ہراک عیش ہے وقفِ رنج وملال

شہنشاہ تو اور مضطر فقیر
فقیرون کی ہوتی ہے صورت سوال

ردیف (م)

اوس کے قبضہ مین ہے سب لیل ونہارِ عالم
اوسکی قدرت کا کرشمہ ہے بھارِ عالم
اوس کے اکرام ہین ذرات خبر گیر جھان
رحمتِ عام ہے مصروف بکارِ عالم
ابھی چاہے تو ہواون سے صفائی کردے
ابھی چاہے تو مٹادے۔ وہ غبارِ عالم
دیکھنے کو ہے وہی حسرت دلہائی جھان
پوچھنے کو ہے وہی حالتِ زارِ عالم
اوسکے الطاف ہین مرہم نہ زخمِ جگری
اوس کے محتاج ہین سب سینہ فگارِ عالم
احتیاج مین وہی ذات ہے دنیا کی کفیل
جس نے رحمت سے بسایا ہے دیارِ عالم

مضطر اِس راہ مین چلنا بھی تو ہشیار ہے
ہے خطرناک بھت راہ گذارِ عالم

نجات اوس نے بخشی تو پائین گے ہم
درِ پاک حضرت پہ ٹیکین گے سر
وہ ڈالے تو ڈالے اوٹھائین گے ہم
نصیبون کو یون آزمائین گے ہم
قیامت تو آنے دے اے زندگی
کہین سے تجھے ڈھونڈھ لائین گے ہم
خدا دل کو دے دردِ عشقِ رسول
اسی غم مین خوشیان منائین گے ہم

اگر پاؤن ٹوٹے تو کچھ غم نہین
بھلا اوس سے کیا چھپ کے کرنا گناہ

مدینے سر آنکھون سے جائین گے ہم
جسے ایکدن مُنہ دکھائین گے ہم

امانت ہین مضطر کلیجے کے داغ
مُوے پر خدا کو دکھائین گے ہم

تو سب کا کردگار ہے ستار ذی الکرم
رکھتا ہے تو ہی پردہ عصیان جہان کا
پاتے ہین سب تجھی سے اُمیدون کے پھول پھل
کرتا ہے تو ہی سبکو مرادون پہ کامیاب
ہر ایک نہال ہے ترے احسان سے نہال
تو نے ہی نوش و نیش کو اک جا بہم کیا

مختارِ کُل دیار ہے ستارِ ذی الکرم
عالم کا پردہ دار ہے ستارِ ذی الکرم
تو مالکِ بہار ہے ستار ذی الکرم
دل تجھ سے کامگار ہے۔ ستار ذی الکرم
ہر شاخ زیر بار ہے۔ ستارِ ذی الکرم
پہلوئے گل مین خار ہے۔ ستار ذی الکرم

اپنے کرم سے اوسکی خطاؤن کو بخشدے
مضطر گناہگار ہے۔ ستار ذی الکرم

جلوہ شمع سرِ طور ہے تو ربِ کریم
ان نگاہون سے نظر کیون نہین آتا مجھکو
دور و نزدیک تو ہی سب کی خبر لیتا ہے
اپنے بیمار سے پردے مین چھپا ہے ناحق
تیرے بدمست تری دُھن مین رہا کرتے ہین

سب کے گھر مین سببِ نور ہے تو ربِ کریم
ایسا کس پردے مین مستور ہے تو ربِ کریم
سب سے نزدیک ہے اور دور ہے تو ربِ کریم
جب علاج دلِ رنجور ہے تو ربِ کریم
نشۂ دیدۂ مخمور ہے تو ربِ کریم

سب خدائی تجھے کہتی ہے خدائی والا
اپنی مخلوق مین مشہور ہے - تو ربِّ کریم

گوشۂ قبر مین تو چین سے رکھنا اوسکو
مالکِ مضطرِ مغفور ہے تو ربِّ کریم

مامنِ صدمہ و آلام ہے تو ربِّ کریم
رات دن ہین ترے الطاف کے چشمے جاری
ہر طرح صاحبِ عزّت ہی تو عزت والے
حافظ الملک تری ذات ہے یا ربِّ قدیر

وجہہ عیشِ دلِ ناکام ہی تو ربِّ کریم
یاد سبکو سحر و شام ہے تو ربِّ کریم
ہر طرح واجب الاکرام ہے تو ربِّ کریم
مالک الملک ترا نام ہے تو ربِّ کریم

اپنے مضطر کو بھی دی مایۂ صد عیش و سرور
باعثِ راحت و آرام ہے تو ربِّ کریم

بے گمان داورِ دادار ہے تو ربِّ کریم
کاٹ دیتا ہے توہی رنج و الم کی گھڑیان
توہی اندوہ و مصیبت مین خبر لیتا ہے
کوئی محشر مین نہین دام لگانے والا
ہین یہ سب تیری ہی قدرت کے نمونے غنچے
غیر ممکن ہے کہ رہرو کوئی رستہ بھولے

چارہ سازِ دلِ بیمار ہے تو ربِّ کریم
ہر مصیبت مین مددگار ہے - تو ربِّ کریم
میری حالت سے خبردار ہے تو ربِّ کریم
جنسِ عصیان کا خریدار ہے تو ربِّ کریم
رنگ گل بن کے نمودار ہے - تو ربِّ کریم
رہبری کیلئے تیار ہے - تو ربِّ کریم

تندرستی کی توقع ہے تجھی سے اوسکو
چارۂ مضطرِ بیمار ہے تو ربِّ کریم

مرے کام آ - یاخدائے کریم ۔۔۔ غم دل مٹا - یاخدائے کریم

نہین پوچھتا ھے یہان کوئی بات ۔۔۔ وہین اب بلا - یاخدائے کریم

تپان سوز ہجر محمدؐ سے ہون ۔۔۔ مدینہ دکھا - یاخدائے کریم

یہان آکے دیکھا تو کوئی نہ تھا ۔۔۔ فقط تجھکو پایا - خدائے کریم

اوٹھایا نہ کچھہ بھی ترے نام پر ۔۔۔ تو پھر کیا کمایا - خدائے کریم

سنیگا تو ہی کیونکہ سنتا ھے تو ۔۔۔ ہمارا گلا - یاخدائے کریم

ترے درد کا میرے دے کبھی ۔۔۔ نہ جائے مزا - یاخدائے کریم

مجھے اپنے ہی غم مین رکھ مبتلا ۔۔۔ مین عیشون سے دہایا - خدائے کریم

کہین کہو گیا جان - مضطر کا چین
تو ہی پھیر لا - یاخدائے کریم

ردیف (ن)

ہمین طاقت قہر باری کہان ۔۔۔ بھلا ہمت زخم کاری کہان

نہ جائے زمانے کا کیا حشر ہو ۔۔۔ مٹے گی یہ ناپائداری کہان

نہ سنبھلے ذرا بھی زمانے کے لوگ ۔۔۔ نجانے انھون نے گذاری کہان

چلا سر پہ مین لے کے عصیان کا بوجھ ۔۔۔ تو رحمت خدا کی پکاری کہان

یہ دنیا جگہہ خاک ہونے کی ہے ۔۔۔ کسی چیز کو استواری کہان

حیات اور قیام دیار عرب ۔۔۔ بھلا ایسی قسمت ہماری کہان

خدا بھی یہان ہے نبی بھی یہان
بہت ہین ابھی میری پرسش کدہر

چلی لے کے امیدواری کہان
بہت ہین ابھی میری باری کہان

سفر کیا مدینہ کا مضطر ہوا ؟
تجھے لے چلی ہے قسمت اری کہان

زندگی نذرِ ملاقاتِ خدا کرتا ہون
گلشنِ دہر مین کیا خاک فرا کرتا ہون
عشق مین نت نئے عالم کی ہین سیرین حاصل
جان دیکر ترے ملنے کی ہے صورت سوچی

مین نے وعدہ جو کیا تھا وہ وفا کرتا ہون
کانٹے چن چن کے کلیجے مین دھرا کرتا ہون
روز مین اک نئی دنیا مین بسا کرتا ہون
صرف اسواسطے ارمان قضا کرتا ہون

اپنے ہنسنے پہ بھی روتا ہون مین پھرون مضطر
اپنے رونے پہ بھی پھرون مین ہنسا کرتا ہون

ترا قہر و جبرِ خزانِ چمن !
غضب ڈھا گئی ہے خزانِ چمن
گلون سے یہان آکے کانٹے چنے
نہ جانے گیا موسمِ گل کہان
کدھر اُڑ گیا وہ شبابِ بہار
وہ گل ٹوٹ کر خاک مین مل گئے
ہم اس باغ سے مثل بو اُڑ گئے

مٹاتا ہے دم بھر مین شانِ چمن
لٹا بیطرح کاروانِ چمن
یہی کہہ رہی ہے زبانِ چمن
کہ سونا پڑا ہے مکانِ چمن
کہان چل بسے نوجوانِ چمن
جو پھولے تھے برسون میانِ چمن
یہین رہ گیا کاروانِ چمن

نہ بلبل - نہ غنچے - نہ کلیاں نہ پھول
فقط رہ گیا ہے بیابانِ چمن

خزاں نے بڑا ظلم مضطر کیا
بُرے وقت کوٹی دوکانِ چمن

ترا راز پردیکا راز ہے جو کبھی کسی پہ کھلا نہین
تری بات پردیکی بات ہے جو کبھی کسی نے نہین سنی
تری رمز پردیکی رمز ہے جو کبھی کوئی نہ سمجھ سکا
ہے تو ہی غریبون کا چارہ گر مرے حال کی ہے تجھے خبر
جو بنائے قصہ بطور ہے وہ ترے وصال سے دور ہے
تو بلا وجود بھی ہے اِدھر - تو بلا ثبوت بھی ہے اودھر

ترا کام ترا ہی کام ہے جو کبھی کسی سے ہوا نہین
ترا حسن پردیکا حسن ہے جو نظر کسی کی پڑا نہین
ترا حال پردیکا حال ہے جو کبھی کسی نے سنا نہین
تری اور کوئی خودی تو ہے مرا اور کوئی خدا نہین
جو پڑی وہ تیری جھلک سی تھی تو کبھی کسی سے ملا نہین
تو بلا دلیل بھی ایک ہے - تجھے دو کسی نے کہا نہین

مری جان مضطر بینوا کسی روز ہوگی یہان فنا
سبب اسکا یہ ہے کہ دہر مین چمنونکی بس کی ہوا نہین

خلشِ اُلفتِ ربِ ازلی ہے دل مین
مہر تو نور کے سانچے مین ڈھلا ہے لیکن
پرورش یافتۂ درد ہے ارمان تیرا
مین کوئی باغ تو رکھتا نہین جسپر پہولون
حسرتین اسمین رہا کرتی ہین ٹوٹی پھوٹی
مدتون خون بہا ہے مرے ارمانون کا

نہین بجھتی ہے وہ بتی جو جلی ہے دلمین
تیری صورت ہے وہ صورت جو ڈھلی ہے دلمین
تیری حسرت ہے وہ حسرت جو پلی ہے دلمین
صرف اک تیری تمنا کی کلی ہے دلمین
اِنھین دو چار غریبون کی گلی ہے دلمین
مدتون یاس کی تلوار چلی ہے دلمین

رحمتِ رب کی عنایت نے اُسے پھونکا ہی
تری اُمیدّ کی دولت پہ توکل هے مرا
چشمِ رحمت جو پڑی اوسکی تو مٹ جائیگا
دیکھین اس راہ سے وہ خود بھی کبھی آتا ہی

نارِ دوزخ مری بخشش سے جلی ہی دلمین
گویا حسرت مری سونیکی ڈلی هے دلمین
یہ جو دنیا کا غم بد عملی ہے دل مین
اوسکے تیرون نے بنائی جو گلی هی دلمین

اور تو کچھ نھین بخشش کی نشانی مضطر
صرف اک داغ حسینؑ ابن علیؑ ہی دلمین

کچھ کہہ نہ سکون مین صفتِ ربِّ جہان مین
خوش ہون قلقِ یاد خداوندِ جہان مین
اک بھید کے مانند خیالون مین وہ موجود
ہر غنچے کا جلوہ هے وہی شاخِ شجر پر
ہے اوسکی بدولت یہ زمین و زمن آباد
ہے پاس مین تکمیل تمنا کا بھروسا

گو لاکھ زبانین ہون مری ایک زبان مین
آرام کے پھلو ہین مرے دردِ نھان مین
اک راز کے مانند نھان وہ دل وجان مین
ہر پھول کا جوبن هے وہی باغ جھان مین
موجود ہے وہ شکل مکین کون ومکان مین
امّید کا پھل هے وہی قلبِ تپان مین

مضطر کوئی دن اب تو کرو یادِ الٰھی
رو رو کے بہت عمر کٹی یادِ بتان مین

فرد هے شان بیمثالی مین
اب کسی اور پر نظر کیسی
چاہے صحرا کو تو کرے دریا

ایک هے حُسن لازوالی مین
تو بسا قلبِ لاؤبالی مین
چاہے دریا بھرے پیالی مین

تونے پتّوں مین کی ہے گلکاری
ہے خبر گیر اپنی دنیا کا
جان دیتا ہے جسمِ بیجان کو

پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
رزق دیتا ہے بے سوالی مین
مال دیتا ہے دست خالی مین

کھوئے دیتا ہے جان کیون مضطرؔ
مُفت دنیا کی بے خیالی مین

شک نہین تیرے اقتدارون مین
تیرے ابرِ سخا کا کیا کہنا
رات اسکی گواہ ہے یارب
ہے غرورِ فضا نمی سے
تیرے جلوے سے انکو کیا نسبت
دل لبھاتے ہین سوز والون کا

ذات برحق ہے اختیارون مین
پھول برسائے ہین بہارون مین
کہ چمکتا ہے تو ہی تارون مین
پھول بھی پھنس گئے ہین خارون مین
چاند سورج تو ہین ستارون مین
رس بھرے بول تیرے تارون مین

جان دیدے تڑپ کے اے مضطرؔ
تذکرے ہونگے بیقرارون مین

اے خدا تو ہے کارسازِ جہان
تو ہی مسجودِ جملہ عالم ہے
نوش نیشِ جہان کا مالک ہے
رشحہ لطفِ عام ہے تیرا

تجھسے پنہان نہین ہین رازِ جہان
ہے ترے واسطے نمازِ جہان
تیرے قبضے مین سوز سازِ جہان
راحتِ قلب پر گدازِ جہان

کردے مضطر کی التجا پوری
کہ اوٹھاتا ہے تو ہی نازِ جہان

سوا تیرے کوئی ہمیشا نہین
جو رہتا ہے آگر وہ رہتا نہین

بھلا کب کسی کو یہ باغِ جہان
کب اسمین تباہی کا کھٹکا نہین

جو بخشے کسیکو مرادون کے پھل
کوئی ایسا نخلِ تمنا نہین

ہجومِ غم و رنج و آلام سے
یہان دم نکلنے کا رستا نہین

بہت سخت ہے موت کا مرحلہ
جو چُک جائے فوراً وہ جھگڑا نہین

جنون مین بکا ہون بہت کچھ مگر
کوئی میری باتون کو سمجھا نہین

مدینے کا رستہ بتادے مجھے
مرا راہبر کوئی اتنا نہین

یہ پیاسے سب آئے یہان کس لئے
یہ دنیا تمنا کا دریا نہین

بجھیگی نہ مضطر یہان تشنگی
محبت کے چشمے مین قطرا نہین

خطاپوش تو ہے خطاکار مین ہون
عطاپاش تو ہے گنہگار مین ہون

الٰہی بقا کی ہوا دے مجھے تو
فنا کے قفس مین گرفتار مین ہون

گنہ مین نے تیرے بھروسے کئے ہین
تری بخششون کا سزاوار مین ہون

نصیبون کے کانٹے پڑا چن رہا ہون
بظاہر مقیمِ چمن زار مین ہون

مرا قلب مضطر یہ کہتا ہے یارب
کہ تو چارہ گر ہے تو بیمار مین ہون

ترے لطف کی انتہا ہی نہین
کوئی تیرا ثانی الٰہی نہین

ترا ورد جنکو نہ حاصل ہوا
او نہین درد دل کا مزا ہی نہین

گناہون سے رحمت کا حصہ ملا
مجھے حسرت بیگناہی نہین

ترا ابر رحمت نہ وہ ہوئے جب
مقدر کی ایسی سیاہی نہین

گذرتے ہی دیکھے مصیبت کے دن
وفادار طرزِ ستا ہی نہین

قیامت مین بخشش کی امید کیا
کوئی کام ایسا کیا ہی نہین

اوسی سے کہون کیون نہ درمانِ دل
کوئی اور مضطر خدا ہی نہین

عمر گذری تری رضاؤن مین
کٹ گئی زندگی وفاؤن مین

اپنے بیمار کے بچانے کو
تونے بخشا اثر دواؤن مین

ہوگئی باغ سے فضا رخصت
رہ گئے پھول سب ہواؤن مین

تونے دل اسطرح سے کھینچے ہین
ڈالدی ہے کشش اداؤن مین

زندگی اس کا نام ہے یارب
صبر کرنا پڑا بلاؤن مین

رزق کی کھیتیان ٹرہانے کو
تونے پانی بھرا گھٹاؤن مین

اوس کا ارمان ہے اگر مضطر
بیٹھہ جا چل کے بینواؤن مین

ترے مرنے والے تڑپتے نہین ہین
ہٹین امتحانون سے ایسے کٹھن ہین

خدا کیا جو آجائے فوراً سمجھ مین جو سمجھے ہین تجھکو وہ سمجھے نہین ہین
سر طور غش کھا کے موسیٰ گرے تھے کبھی تیرے انداز دیکھے نہین ہین
کرون کس زبان سے غریبی کا شکوا سدا ایک سے حال رہتے نہین ہین
ہمیشہ بندھی ہے ہوا کب کسیکی سدا باغ مین پھول کھلتے نہین ہین
ترا خاص جلوہ وہی دیکھتی ہین جن آنکھون پہ غفلت کے پردے نہین ہین
خیالون کی اولجھن مین سب مبتلا ہین تری ذات کے کوئی جھگڑے نہین ہین
الٰہی مجھے بھی بلالے عدم مین کہ دنیا کے برتاوا اچھے نہین ہین
عزیزون سے کیا خاک امید رکھون جو گرجے ہین یارب وہ برسے نہین ہین
وہان لاکے ڈالا ہے قسمت نے مجھکو جہان سے نکلنے کے رستے نہین ہین

وجود و عدم سب برابر ہے مضطر
ہم ایسے ہین دنیا مین جیسے نہین ہین

داور بےمثال ہے تیری مثال ہی نہین خالق ذی کمال ہے تیری مثال ہی نہین
تیری عجب نمود ہے تیرا عجب وجود ہے تیرا عجب جمال ہے تیری مثال ہی نہین
مالک بےنظیر ہے نام ترا قدیر ہے قادر ذوالجلال ہے تیری مثال ہی نہین
حسن مین تو ہی فرد ہے ناز مین تو ہی بےبدل ذات مین لازوال ہے تیری مثال ہی نہین

عالم جملہ راز ہے مضطر دلفگار کا
ماہر جملہ حال ہے تیری مثال ہی نہین

ترے در سے سبکو نجاتین ملی ہین
دلون کو ترے گھر سے راتین ملی ہین

بیان کو ترے در نے وسعت عطا کی
زبان کو ترے گھر سے باتین ملی ہین

کیا تو نے ہی عقد آپس مین جائز
ترے گھر سے ذاتو نمین ذاتین ملی ہین

ترے نام ہی سے ملی سبکو بخشش
ترے فضل ہی سے نجاتین ملی ہین

بھت دن خوشی کے ملے سبکو مضطرؔ
مجھے صرف یہ سات[۵۷] راتین ملی ہین

شوق منزل ہے رہنور دو نمین
آس ہے بیکسی کی گردون مین

تیرے ہی حسن کی امانت ہین
جنکو رکھا ہے تو نے پردو نمین

دل تو ہی صاف کر خداوندا
دب گیا حسر تون کی گردو نمین

پردہ داری ہے پردے والونکی
تو ہی بے پردگی ہے پردو نمین

سب کے سب راز ہو گئے افشا
بات تیری رہی ہے پردو نمین

مرتے دم روکتا ہے دم تو ھی
دل تو ھی تھامتا ہے دردو نمین

تیرا جلوہ تو بس گیا یارب
میری آنکھون کے سات پردو نمین

چارہ سازی کا تیری کیا کہنا
دارو ے درد دل ہی دردو نمین

اپنے آب کرم سے چھینٹے دے
اٹ گیا ہون گنہ کی گردو نمین

تیرے جلوے کو ڈھونڈھکر نظرین
ڈوریان ڈالتی ہین پردو نمین

تو نے دردو نکو دی دوا یارب
تو نے ڈالا دوا کو دردون مین

۵۷ - اشارہ اون سات راتون سے کیا گیا - جو سالانہ محفلو نمین بسر ہوتی ہین -

یہ جو اوٹھے تو بھید کھل جائے
آڑ تیری لگی ھے پردون مین

بے کھٹک کیا مزا محبّت مین
عشق کی لذتین ہین دردون مین

خضر ہین تجھکو ڈھونڈہتے پھرتے
نام لکھوا کے رہنوردون مین

اوسکو دیکھا کبھی نہ اے مضطر
اکٹ گئی غفلتون کے پردون مین

مزا آگیا دل لگا کر لگی مین
ھمین ھائے مرنا پڑا زندگی مین

اوسی سے بنائی پسِ مرگ تربت
جو مٹی سمیٹی تھی تیری گلی مین

قضا سے کرون کیون خوشامد کی باتین
لگاؤن مین پیوند کیون زندگی مین

رگون سے بندھا تار رسمِ وفا کا
گلے کٹ گئے ہین تیری دوستی مین

بچانا مجھے نارِ دوزخ سے یارب
یونہین جل چکا ہون تیری گلی مین

مرے اشک مجھپر ہمیشہ ہنسے ہین
سدا مجھکو آیا ھے رونا ہنسی مین

مدینے پہونچکر قضا آکے میری
یہ کاہیکو دیکھو لگا مین زندگی مین

پسِ مرگ تربت بھی کوئی نہ دیکھے
چھپا دو اسے دامنِ بیکسی مین

مری حسرتون کا اثر حسرتون مین
مری بیکسی کا مزا بیکسی مین

مین جلتا ہون اے دل چلا جا مدینے
خدا را نہ پڑنا تو ایسی لگی مین

یونہین تیرے مضطر کی نکلے گی حسرت
تڑپتے ہی گذریگی تیری لگی مین

تو ہی عیش لکھتا ہے پشیمانیون مین — دکھاتا ہے راحت پریشانیون مین
الٰہی بقا کا مزا تو چکھا دے — مری جان اوکتا گئی فانیون مین
وہ مشکل تو ہی کر دے آسان یارب — جو مشکل ہو مشکل کی آسانیون مین
الٰہی مجھے دامنِ گل عطا کر — مین کانٹا ہون سارے گلستانیون مین
مری حسرتین مجھکو رسوا کرین گی — صلاحین ہین وزرات دیوانیون مین
تمنا ہے اصلی وطن کی الٰہی — بہت عمر کاٹی بیابانیون مین

مرے دل کو صدمون نے چھینا ہی مضطر
بھلے گھر کو بانٹا ہے ویرانیون مین

یہ گلون کی شان خدا کی ہے - یہ چمن کے رنگ خدا کے ہین
یہ نرالی طرز خدا کی ہے - یہ نرالے ڈھنگ خدا کے ہین
یہ نمود اوج خدا کی ہے - یہ تمام فوج خدا کی ہے
یہ مکانِ امن خدا کے ہین - یہ مقام جنگ خدا کے ہین
جو ہوئی یہ بات خدا کی ہے - جو بنی یہ بات خدا کی ہے
جو کئے یہ کام خدا کے ہین - جو جمے یہ رنگ خدا کے ہین
جو سوال حسن کبھی کیا - تو گلون نے ہنس کے یہ دی صدا
کہ یہ ساری دین خدا کی ہے - یہ ہمارے رنگ خدا کے ہین
نہ خیالِ مضطرِ زار کر - تہِ گور اپنے قیام کا

یہ تمام خاک خدا کی ھے - یہ تمام سنگ خدا کے ہین

اوس نے جنگل ہین پہول بنا ئے ہین
اوسکی طرزِ عمل کا کیا کہنا
نخل - اور بوجھہ سبز پتون کا
اوس نے پردہ اوٹھا کے وحدت کا

پتھرونسے شجر لگائے ہین
اوس کے جو رنگ ہین نرالے ہین
اوسکے ڈالی ہوئی سبنہالی ہین
سیکڑون بھید کہول ڈالے ہین

کیسے مضطر مدینے پہونچیگا
اپنے جلنے کے اوسکو لالے ہین

درد کی عالمِ باقی سے دوائین بھیجین
گلشن دہر مین عقبیٰ کی ہوائین بھیجین
اپنی جانب سے عبادت کو فضائین بھیجین
تونے اول تو گلستان مین قضائین بھیجین
تو یونہین لاکھ بھانونسے بچا سکتا ھی
مین تو کانٹا تھا مجھے تونے یہ عزّت کیون دی
خشک اشجار کے تھالون کو دیا ھی پانی
وی مسافر کو مگا صبح وطن کی لذّت
تونے رانڈون کو زمانے مین سدا سر ڈہانکے
ایخدا وہ تو یونہین تجھپہ مرے بیٹھے تھے

جان آفت سے چھڑانیکو قضائین بھیجین
تونے جب ہمکو بلایا تو ندائین بھیجین
پھول سی جان کے لینے کو ہوائین بھیجین
کھل چکے گل تو اوڑانیکو ہوائین بھیجین
جسطرح لاکھ بھانے سے قضائین بھیجین
کہ وہان سے مری لینے کو ہوائین بھیجین
تونے گلشن پہ برسنے کو گھٹائین بھیجین
تونے غربت مین اثر لیکے دعائین بھیجین
چادرین چھین کی رحمت کی ردائین بھیجین
تونے جن بندونکی لینے کو قضائین بھیجین

وردین جب دل مضطر نے پکارا تجھکو
چارہ سازی کے لئے تو نے شفائین بھیجین

زبان قابل حمد ذاتی نہین
اکرون بات کیا بات آتی نہین

مصیبت مین بندون کا ساتھی ہے تو
کوئی تجھ سے بڑھ کر سنگاتی نہین

تری آتش عشق کیا چیز ہے
کہ جلتی ہے لیکن جلاتی نہین

محبت مین خود مٹنے والے مٹے
محبت کسی کو مٹاتی نہین

ترے غم مین روتا ہون مین رات دن
مرے گھر سے برسات جاتی نہین

کہان تک ترے غم مین تڑپا کرون
قضا اپنی صورت دکھاتی نہین

جو تیرے لئے خود بخود مٹ گیا
اوسے تیری چاہت مٹاتی نہین

قیامت پہ ٹھرا ترا دیکھنا
سو وہ بھی نصیبون سے آتی نہین

فضول اس سے مضطر لگاتے ہو دل
یہ دنیا محبت کی ماتی نہین

سمجھتا ہے تو سب خدائی کی باتین
تجھی پر پھبین - کبریائی کی باتین

کئے سب نے دعوے خدائی کے لیکن
نجائین تری کبریائی کی باتین

عزیزون کے برتاو یوسف سے پوچھو
کہ بھائی نے دیکھی ہین بھائی کی باتین

صفائی مین ڈالے کدورت کے پہلو
کدورت کو دیدین صفائی کی باتین

بتایا نشان بے نشانی نے میرا
وفا کر گئین بے وفائی کی باتین

تری بادشاہی تجھی پر ہے زیبا
سنیگا توہی بینوائی کی باتین

فراقِ نبی کی کھٹک دل سے پوچھو
مزا دے رہی ہین جدائی کی باتین

زمانے کا بیگانہ ہن ہائے قسمت
کہان کھو گئین آشنائی کی باتین

وہی چارہ سازِ زمانہ ہے مضطر
خدا ہی سنیگا - خدائی کی باتین

گلا کٹ گیا جس کا راہِ خدا مین
وہ میدان جیتا طریقِ وفا مین

خدا کی طرف جانیوالون سے کہدو
ذرا مجھکو بھی یاد رکھین دعا مین

بتاؤن مین کیا حالِ گلزارِ دنیا
یہان اوڑتے پھرتے ہین تنکے ہوا مین

یہ کس کا کلیجہ پھکا سوزِ غم سے
جلے دل کی بو آرہی ہے ہوا مین

طریقِ محبت کی تاثیر دیکھو
جفا ٹوٹ کر جا ملی ہے وفا مین

علاجِ غمِ ہجر ہوتا ہے کس سے
سدا شرکتِ درد دیکھی دوا مین

جما کر وہرو پانون دنیا مین مضطر
کہین اوڑ نہ جانا فنا کی ہوا مین

خوفِ روزِ جزا مین رہتا ہون
اے خودی مین خدا مین رہتا ہون

بت نہ بولین تو خیر وہ جانین
مین تو یادِ خدا مین رہتا ہون

پھول اترا مین صحنِ گلشن مین
مین تو اپنی ہوا مین رہتا ہون

چارہ سازی خدا کے ہاتھون ہے
کیون مین فکرِ دوا مین رہتا ہون

ابتدا ہی بُری پڑی میری
زندگی ایک دم کا جھونکا ہے

رنج بے انتہا میں رہتا ہون
جانے مین کس ہوا مین رہتا ہون

یاد کرتا ہون اوسکو اے مضطر
مست اپنی صدا مین رہتا ہون

وہی صبر دیتا ھے لاچاریونمین
وہی سب کا محشر مین رکھیگا پردا
نتیجہ دعا کا وہی دینے والا
ھے باغِ جہان مین وہ خود ہی قدرت
خدا ہے خدا یکی اوس نے خبر لی
مریضون سے پوچھو کہ کیسا خدا ھے

دوا ھے مریضون کی بیماریونمین
کہ یکتا ھے وہ سب طرفداریونمین
وہی دینے والا اثر زاریونمین
وہی اپنی صنعت سے گلکاریون مین
ہمیشہ رہا سبکی غمخواریون مین
جنہون نے پکارا ھے بیماریونمین

بس مرگ مضطر مین پچپتا رہا ہون
کہ کیون زندگی کاٹ دی خواریون مین

وہ علیم حالتِ دہر ھے کوئی راز اوس سے چُھپا نھین
وہ ہے یون تو سب سے جدا مگر وہ کبھی کسی سے جدا نھین
وہی چارہ گر دمِ یاس ھے وہ سدا مریضونکے پاس ھے
وہ اثر دوا مین نہ ڈالدے تو مرض کی کوئی دوا نھین
وہ نہین کسی کے بگاڑ مین وہ چھپا نھین کسی آڑ مین

یہ اوسکی ذات ہے بیگمان کہ کبھی کسی سے خفا نہین
مین ذرا سی سانس پہ دوستو کرون زندگی کا غرور کیا
گل و غنچہ کہتے ہین برملا کہ کسی کے بس کی ہوا نہین
مرا اوس پہ دار و مدار ہے وہی میرا چارۂ کار ہے
سبھی اوس کے میرے سوا تو ہین مرا کوئی اوسکے سوا نہین
یہ اوسی کا رنج و سرور ہے یہ اوسی کا کبر و غرور ہے
یہ خودی خدا ہی کی شان ہے جو خودی نہ ہو تو خدا نہین
چمنِ جہان مین بُرا کیا کہ نہال عیش کا بو دیا
یہ سنا ہے مضطر بینوا کہ موافق اُس کی ہوا نہین

اوسکی شانِ رضا پہ مرتا ہون
طرز طرز جفا نہین آتی
چار دن کو غرور دنیا کیا
ابتدا ہی سے موت لکھی ہے
مجھ پہ میری قضا نہین مرتی
مر کے اوٹھا نہ کوئے حضرت سے

مین تو اپنے خدا پہ مرتا ہون
رسم رسمِ وفا پہ مرتا ہون
مین تو اوس کبریا پہ مرتا ہون
اپنی پچھلی بنا پہ مرتا ہون
بلکہ مین خود قضا پہ مرتا ہون
مین تو اپنی ادا پہ مرتا ہون

جان دیتا ہون آپ پر مضطر
خواجۂ دوسرا پہ مرتا ہون

تجھکو ربِّ انام کہتے ہین
ایک ہین کیا تمام کہتے ہین

اہل اسلام ہی نہین قائل
تجھکو ہندو بھی رام کہتے ہین

موت کو موت کوئی کہتا ہو
ہمتو تیرا پیام کہتے ہین

طرزِ غم تجھ سے جو پڑے اوسکو
طرزِ عیشِ دوام کہتے ہین

راہبر عام و خاص کا تو ہے
رہنما خاص و عام کہتے ہین

اوسپہ ایمان لائی ہے دنیا
جس کو تیرا کلام کہتے ہین

کیا کہون حالتِ دلِ مضطر
اسکو غم کا مقام کہتے ہین

چارہ سازِ ملال کہتے ہین
سب تجھے ذوالجلال کہتے ہین

تو ہی سنتا ہے درد دکھ سب کے
تجھ سے سب اپنا حال کہتے ہین

جن کو تو نے زبان بخشی ہے
وہ تجھے بے مثال کہتے ہین

مٹنے والے ہین اور دنیا پر
ہمتو اسکو وبال کہتے ہین

زندگی پر نہ پھول اے غافل
اسکو خواب و خیال کہتے ہین

مٹنے والون سے پوچھ لے کوئی
سب تجھے لازوال کہتے ہین

ایسی دنیا مین کیون رہو مضطر
جسکو سب احتمال کہتے ہین

مالکِ باغِ جنان کون خداوندِ جہان
کارسازِ دو جہان کون خداوندِ جہان

شافیِ دردِ جگر کون خداوندِ کریم
پردے پردے سے عیان کون خداوند کریم
سب کے پلّے پہ یہان کون خداوند کریم
سب کی لیتا ہے خبر کون خداوند کریم
سر مین ہے مثل ہوا کون خداوندِ کریم

دافعِ رنجِ گران کون خداوندِ جہان
پردے پردے مین نہان کون خداوندِ جہان
سب کی بخشش کو وہان کون خداوند جہان
سب کا ہر دم نگران کون خداوند جہان
دل مین ہے صورتِ جان کون خداوند جہان

مضطرِ اُمید کا پھل کون خداوندِ کریم
مضطر ارمان جہان کون خداوند جہان

کون ہے جو ہر گھڑی نام خدا لیتا نہین
آپ ہی سب جان دیدیتے ہین اوسکی راہ مین
نعمتین ساری ہمارے ہی لئے پیدا ہوئین
بارِ عصیان سے خدا کے ہاتھ بالکل پاک ہین
آدمی مروے سے بھی بدتر ہے سوجانیکے بعد
اوٹھنے والے خود اوٹھ جاتے ہین فرطِ شوق سے

کون ہے جس کی خبر وہ کبریا لیتا نہین
ورنہ جو شے دیکھ کا ۔ پھر وہ خدا لیتا نہین
ورنہ یہ سب جانتے ہین کچھہ وہ کھا لیتا نہین
آپ دب جاتے ہین سب کچھہ وہ دبا لیتا نہین
پھر جگاتا کون ہے جب وہ جگا لیتا نہین
ورنہ وہ کچھہ اپنے ہاتھون سے اوٹھا لیتا نہین

کر رہا ہے اپنے مالک کے بھروسے پر بسر
مضطر احسان عزیز و اقربا لیتا نہین

علمِ ذاتی تو ہی ہے رازون مین
سوز والون کی بات رکھ لی ہے

طرزِ دلکش ہے اپنی نازون مین
تونے آواز دے کے سازون مین

کھونیوالون نے تجھکو پایا ھے
تیرے جلوے عیان ہین شانونسے
لطف غمخواری جراحت ھے
رشتہ وار لواے وحدت ہین

جھک کے ڈھونڈھا تجھے نمازونمین
تیری باتین چھپی ہین رازونمین
اپنی چاہت کے دل گدازونمین
تار جلنے لگے ہین سازونمین

بت کی جانب بھت جھکے مضطر
عمر اب کاٹ دو نمازون مین

سازگارِ دوجھان تجھکو بجا کھتے ہین
تیری توصیف کسی طرح سے ممکن ہی نھین
جور گردون کا گلا میری زبانی سن سے
کاش وہ جاکے کوئی دوسری دنیا ڈھونڈ ہین
زندگی پر جو کیا غور کہ کیا چیز ھے یھہ
سوے ہستی جو کبھی آس کی نظرین ڈالین
کوئی صورت تری بخشش کی نھین المضطر

کہنے والے تجھے دنیا کا خدا کہتے ہین
لوگ کھنے کو جو کہتے ہین تو کیا کہتے ہین
اپنی بیتی تو سب اربابِ وفا کھتے ہین
ان بتون کو ترے ہوتے جو خدا کھتے ہین
موت بولی اسے دُنیا کی ہوا کھتے ہین
یاس بولی کہ اسے دار فنا کھتے ہین
ہان مگر یہ کہ تجھے لوگ بُرا کہتے ہین

آسمان کھتا ھے صنع پاک یزدانی ہونمین
کہتی ھے دنیا کہ عکس نقشۂ ثانی ہونمین
یاس کے پھلو جب امیدون نے پیدا کردے
جب مین یہ سمجھا کہ یہ دنیا تو گھر جانی نھین

ہے زمین کا قول نقشِ شان ربانی ہونمین
مجھسے غافل دل لگاتا کیون ہی تو فانی ہونمین
حسرتِ پنھان پکاری کاہش جانی ہونمین
گردشِ تقدیر یون بولی کہ من مانی ہونمین

دل جراکہتا ھے وقفِ گریہ حسرت ہونین
روتے روتے آنسوؤن سے جسم گھلکر بہ گیا

شب مری کہتی ھے پابندِ پریشانی ہونین
اس سے پہلے خاک تھا آج کل پانی ہونین

دم بخود ہون دیکھہ کر جلوہ رسولِ پاک کا
مضطر اک مدت ہوئی تصویرِ حیرانی ہونین

ترا شکر کیون کر ادا کر سکون مین
جفائے زمانے سے تنگ آگیا ہون
یہ مانا کہ طاقت سب مجھے تونے دی ھے
الٰہی مری عادتون کو بدل دے
کسے جز ترے دردِ غم مین پکارون
سبھی اوٹھتے جاتے ہین آنکھون کے آگے

زبان جب نہ پلٹے تو کیا کر سکون مین
ادا خاک رسمِ وفا کر سکون مین
تو ہی جب نہ چاہے تو کیا کر سکون مین
وہ گُن دے کہ اپنا بھلا کر سکون مین
کہان جز ترے التجا کر سکون مین
عزیزون کا کیا آسرا کر سکون مین

نظر آئے جلوہ خدائی کا مضطر
اگر اپنے دل کو صفا کر سکون مین

مجھے تاب دردِ جدائی نہین
کہ ورت سے کار صفائی نہ لے
الٰہی وہ کشتی عطا کر مجھے
خدا اس لئے نام رکھا گیا
جو چاہے کرے مالک الملک ہے

مصیبت کی دل مین سمائی نہین
کدورت مین شانِ صفائی نہین
جسے حاجتِ ناخدائی نہین
اوسے احتیاجِ خدائی نہین
مشیّت سے تیری لڑائی نہین

لگی مین سدا کام آتا ھے تو	کسی نے کسی کی بجھائی نہین

نہ چھوڑے گی مضطر کسی کو قضا
جو ٹل جائے ایسی یہ آئی نہین

مصیبت سے گذرے جدائی کے دن	خدا ہی دکھائے رہائی کے دن
خدا کی عنایت سے اچھے کٹے	خدائی کی راتین خدائی کے دن
کدہر چل بسا وہ یقینِ وصال	کہان سے یہ آئے جدائی کے دن
نصیبون کو شکوا یہ سورج سے ھے	جو لایا ھے یہ بیوفائی کے دن
خدا دن تو پھیرے مزا دیکھنا	بھلائی کرین گے بُرائی کے دن
نجانے خدا کب دکھائے گا عیش	کب آئین گے عقدہ کشائی کے دن

اوسی سے ھے مضطر امیدِ وصال
خدا کاٹ دے گا جدائی کے دن

تجھکو سب کردگار کہتے ہین	پاک پروردگار کھتے ہین
ترے لطف و کرم سے آتی ہے	جسکو فصلِ بھار کھتے ہین
ھے ترے نامِ پاک پر موزون	لوگ جسکو پکار کھتے ہین
تیری ہی ذات پر ھے دنیا کا	جسکو دارومدار کھتے ہین
مین گنہ گار ہون تو غم کیا ہے	تجھکو آمرزگار کھتے ہین
ایسی دنیا سے دل لگانا کیا	جسکو ناپائدار کھتے ہین

ماتم آرزو مین سب مجھکو
مضطرِ سوگوار کہتے ہین

شان والا ھے شان والونمین
تیرا احسان جان والون پر
ہو گئے بے نشان نشان والے
اپنی چاہت کی موت سی کہد ے
کیسے کیسے مزے سے ہوتی ہین
بن گیا ہے تو ہی یقینِ وجود

آن والا ہے آن والونمین
تیرا چرچا زبان والون مین
اک تو ھی ہے نشان والونمین
آ بسے امتحان والون مین
تیری باتین زبان والون مین
ایسے ویسے گمان والونمین

جز خدا خاک بھی نھین مضطر
اس زمانے کے جان والونمین

بے شبہ وہ قدیر ھے کچھہ اسمین شک نھین
جاتے کے ساتھ ساتھ ھے وہ- اسمین کیا کلام
سارے معاملات اوسی کی رضا پہ ہین
لیتا نھین کسی سے وہ کامون مین مشورہ
ڈالے ہین اوس نے زخم پئے امتحانِ عشق
ہین اوسکے ہاتھ جنت و دوزخ کے مرحلے
یارب اوسے بھی دولتِ قربِ وصال دے

خلّاق بے نظیر ھے کچھہ اسمین شک نھین
گرتے کا دستگیر ھے کچھہ اسمین شک نھین
سلطان بے وزیر ھے کچھہ اسمین شک نہین
مختار بے مشیر ھے- کچھہ اسمین شک نہین
ہر دل پہ اک لکیر ھے- کچھہ اسمین شک نہین
وہ ربّ دار و گیر ھے- کچھہ اسمین شک نہین
مضطر ترا فقیر ھے- کچھہ اسمین شک نہین

بڑا کریم ہے اوسکے کرم کی تھاہ نہین
خدا خدا ھے ذرا اسمین اشتباہ نہین
اوسکے بحر کرم نے ہمین اوچھالا ھے
کچھہ اس طرح سے گئے رہروانِ ملکِ عدم
خدا رحیم - رسولِ خدا شفیع امم
شبِ فراق ہو یا گیسوئے پریشان ہو

۲

اگر وہی نہ نباھے تو پھر نباہ نہین
خدا گواہ ھے کچھہ حاجتِ گواہ نہین
وہ کیسی بحر کرم جسکی کوئی تھاہ نہین
کہ جیسے ان کی زمانے سے رسم و راہ نہین
کسی طرح مجھے اندیشۂ گناہ نہین
مرے نصیب سے بڑھکر کوئی سیاہ نہین

خدا کی یاد مین یکسو خیال ہین مضطر
جو مین بتون کو بھی پوجون تو کچھہ گناہ نہین

گذارش کی اوس سے ضرورت نہین
گھڑی وہ ہے جو اوس کے غم مین کٹے
مدد کیجئے یا رسولِ خدا
مدینے سے رضوان بلائے اگر

خدا ھے وہ انجان مورت نہین
کوئی اور اچھی مہورت نہین
رہائی کی اب کوئی صورت نہین
تو کہدون کہ مجھکو ضرورت نہین

گناہون کو دہوتا ہون مضطر مین یون
یہ رونا مرا بے ضرورت نہین

شکر پروردگار کرتا ہون
وہ نکلنا نہین بھروسے کا
دار فانی مین کیا کہون کیون ہون

بندگی اختیار کرتا ہون
جس کا مین اعتبار کرتا ہون
موت کا انتظار کرتا ہون

سیکڑون داغ دلپہ پاتا ہون — جس گھڑی مین شمار کرتا ہون

نامِ پاکِ نبی پہ اے مضطر
جان اپنی نثار کرتا ہون

لطف گلشن ھے تو بہارونین — حسنِ دلکش ھے گلعذارونین
دنکو پھیلا ھے روشنی بنکر — شب کو چمکا فلک کے تارونین
تیری فرقت مین جاگنے والے — سو گئے چین سے مزارونین
واہ تیری لگی کا کیا کھنا — تو چمک دے گیا شرارونین
دردِ دل کا علاج کرتا ھے — تو تسلّی ھے بیقرارونین
تونے خلوت کا کرلیا وعدہ — اسلئے سب چھپے مزارونین
خوب نغمے سنائے وحدت کے — تونے آواز دیکے تارونین
مستِ موجِ ہوائے قدرت ھے — بو جو لپٹی ہوئی ھے ہارونین

باغ جنت کے گل چنو مضطر
غم کیون کاٹتے ہو خارونین

دخل کس کو ھے تیری باتون مین — دن کو ڈالا ھے تونے راتون مین
جان سب کی تو ہی بچاتا ھے — ورنہ ہردم قضا ھے گھاتون مین
یہ تیری دین کی نشانی ھے — جو لکیرین پڑی ہین ہاتون مین
زندگی کا یہان بھروسہ کیا — یہ تو کٹتی ھے چار باتون مین

تجہہ سے خالی نہین کوئی ہستی
سب تری ذات کی دلیلین ہین
تیرا جلوہ حساب کرتا ھے
ایک کو ایک سے ملاتا ھے

نور تیرا ھے سب کی ذاتون مین
بات کو ڈالتا ھے باتون مین
دن کی گنتی ہوئی ھے راتون مین
تری دہومین مچین براتون مین

مضطر اس دہر کا بھروسا کیا
آنہ جانا کسی کی باتون مین

تیرا جلوہ ھے سب کے نقشونمین
تری قدرت کا کیا ٹھکانہ ھے
آرزوئین دلون کو بخشی ہین
سال دم مین گذار دیتا ھے
تیرے آغوش ناز کے صدقے
پتے پتے مین ہے ہوا تیری
تیرا جلوہ ملا ھے نظرون کو
اوسکو آنکھین تلاش کرتی ہین

تو تو ناحق چہپا ھے پردونمین
چاند سورج چھپے ہین ذرونمین
راز ڈالے ہین تونے پردونمین
ایک دن کاٹتا ہے برسونمین
سبکو پالا ہے تونے گودون مین
پھول سب جھولتی ہین جھولونمین
تیری ٹھنڈک پڑی کلیجونمین
تونے جو کچہہ دھرا ھے پردونمین

حسرتین دل مین دفن ہین مضطر
جیسے مردے گڑے ہون قبرونمین

ہم جو اپنا خطِ تقدیر لئے بیٹھے ہین
عشق معبود کی تحریر لئے بیٹھے ہین

دل مین ہم درد کی تاثیر لئے بیٹھے ہین
زخم کی آڑ مین اک تیر لئے بیٹھے ہین

خامۂ قدرتِ معبود ادھر بھی جھک جا
ہم بھی بگڑی ہوئی تقدیر لئے بیٹھے ہین

حکم دے جوشِ جنون بادیہ پیمائی کا
مدتین ہوگئین زنجیر لئے بیٹھے ہین

دیکھین کب تک نہین دیتا ہمین دینے والا
ہاتھ مین کاسۂ تقدیر لئے بیٹھے ہین

نیک اعمالیِ زاہد سے الگ محشر مین
ہم بھی سرمایۂ تقصیر لئے بیٹھے ہین

بتکدون مین بھی ترا نقش جما ہے یارب
سارے ہندو تری تصویر لئے بیٹھے ہین

ملک والون کو مبارک ہون حکومت کے مزے
ہمتو اس عشق کی جاگیر لئے بیٹھے ہین

ہاتھ خالی ہین مگر نذرِ خدا کرنے کو
مضطر اپنا دلِ دلگیر لئے بیٹھے ہین

درم توصیف آنکھون سے خدا کا نام لیتا ہون
ادب دیکھو ۔ نگاہون سے زبانکا کام لیتا ہون

مرے ہمراہ میرا دل بھی وقفِ بیقراری ہے
نہ یہ آرام لیتا ہے ۔ نہ مین آرام لیتا ہون

بدل دی یا خدا طیبہ کی راتون سے یہ دن میرے
مین اپنی صبح دیتا ہون ۔ وہانکی شام لیتا ہون

مرے سودونکو پوچھے کون بازارِ محبت مین
وہ سب کھوٹے نکل جاتے ہین جتنے دام لیتا ہون

وفا کی آرزو دنیا مین کوئی پھل نہین دیتی
وہی دشمن مرا بنتا ہے ۔ جسکا نام لیتا ہون

تلاشِ مایۂ آرامِ عقبیٰ چاہیئے مجھکو
یہان کیون بیضرورت عیشِ ناہنگام لیتا ہون

ٹپکتا ہے پھپھولا دلکا یادِ روئے حضرت مین
کوئی چٹکی سی بھر لیتا ہے جب آرام لیتا ہون

فراقِ ساقیِ کوثر کے غم مین خون روتا ہون
ٹپک پڑتے ہین آنسو ہاتھ مین جب جام لیتا ہون

بڑا مالک ہے جانے کیا کرے اعمالِ عصیان پر
مزے کی چیز ہے ناکامیِ رسمِ محبت بھی

کلیجہ کانپتا ہے جب خدا کا نام لیتا ہون
مین جب لیتا ہون جنکر حسرتِ ناکام لیتا ہون

تصور جب مجھے طیبہ کا آتا ہے تو ای مضطر
تڑپ کر دونون ہاتھونسے کلیجہ تھام لیتا ہون

قتیلِ ادا ہون۔ شہیدِ وفا ہون
نہ رنگِ چمن ہون نہ طرزِ فضا ہون
نہ شانِ روش ہون نہ حُسنِ ادا ہون
نہین اپنی ہستی پہ مجھکو تکبّر
صبا بزمِ دنیا مجھی سے ہے روشن
نہ طرزِ چمن ہون نہ شامِ وطن ہون
خبر ہون کہ جس پر بھروسا نہین ہے
قضا آکے بندِ الم سے چھڑا دے
مرا دل ہے اور خوابِ غفلت کی نیندین
مری بیکسی پر خدا رحم کھائے

وصالِ خدا کے مزے لوٹتا ہون
جو ہون بھی تو کل چار دن کی ہوا ہون
جو اک دن مٹے گا وہ نقشِ فنا ہون
تری کبریائی کو مین دیکھتا ہون
نہ کر گل مجھے مین چراغِ وفا ہون
غریبی مین بربادیون کا مزا ہون
کوئی جسکو سنتا نہین وہ صدا ہون
مین ہر دم ترا راستہ دیکھتا ہون
جو یون جاگتا ہون تو کیا جاگتا ہون
قیامت کے دن سب کا منہ تک رہا ہون

توہی اپنی رحمت سے بخشے گا مجھکو
الٰہی ترا مضطرِ بینوا ہون ۶

ہین مری عصیانسے ہر حالتمین بھاری رحمتین
تری پیاری مہربانی تیری پیاری رحمتین

زاہدونکو ناز اپنی نیک اعمالی پہ ھے
وہ گنہ گار محبت تھے جنھین محشر کے دن
حشر کے دن آگ سے دوزخ کا منہ جھلسا گیا
سب سے ہلکا مین رہونگا مجھسے ہلکے یہ گناہ
آدمی کو شرم سے آنسو بھانا چاہیئے

ہم گنہ گارون ہی کا حصہ ہین ساری رحمتین
نام سے لیکر پکارین تیری پیاری رحمتین
لے گیین جنت مین سبکو تیری پیاری رحمتین
یہ گنہ بھاری ہین مجھسے اسسے بھاری رحمتین
چشمۂ فیض خدا کردین گی جاری رحمتین

تمسے مضطر اور بھی لاکھون کروڑون آئین گے
حشر کے دن کیا تمہین لے لوگے ساری رحمتین

تو ہے حسن قبول نقشون مین
طپش آفتاب کیا کرتی
پیردی تیری ہی تو کرتے ہین
تو سمجھتا ھے اوس کی لذت کو
سچ تو یہ ھے کہ تیرے رکھنے سے
تو نے جوڑے ملائے ہین سب کے
حشر کو ایک دن بپا کر کے
سب کے سینون مین تیری رخنے ہین
عمر کاٹے ترے بھروسے پر
عمر بھر خار کھا کے اوٹھتا ہون

دلفریبی ھے سب نمونون مین
صرف تیری چمک ہے ذرون مین
جنکو رکھا ھے تو نے پردونمین
جو کشش ڈالدی ھے جلوونمین
آبرو رھگئی ھے پردون مین
باندھ دیتا ھے سب کے پلّون مین
جان ڈالیگا تو ہی مردون مین
تیرے کانٹے چبھے کلیجون مین
کوئی اتنا نھین ھے اتنون مین
رکھ ھری ہڈیون کو پھولون مین

زیر تربت فرے سے سوتا ہون
جان کرتی ہے وصل سے کچھہ باتین

تیر ابھرا ھے چارون کونون مین
راز کی گفتگو ھے دونون مین

دل مین یون غم بھان ھے ای مضطر
جیسے کانٹے چبھے ہون تلوون مین

صاحب اقتدار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

مالک جان زار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

کام جہان بنا دئے نقش الم مٹا دئے

بانئی حسن کار ھے - یون نہ کہون تو کیا کہون

ناخن دست عیش سے کھولدی رنج کی گرہ

عقدہ کشائے کار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

اُس کے کرم سے کھل گئین غنچہ و گل کی پتیان

موجب صد بہار ھے - یون نہ کہون تو کیا کہون

تو ہے فرد و یکتا مددگاریون مین
تشفی کا موجب تو ہی وقت صدمہ
مٹاتا ھے تو داغ رسوائیون کے
ترا رحم مشغول دلسوزیون مین
تری رحمت عام نے گھر بنایا

شفا سب کو دیتا ھے بیماریون مین
تسلی کا باعث تو ہی زاریون مین
بچاتا ہے عزت تو ہی خواریون مین
ترا فضل مصروف غمخواریون مین
خدائی کے پیچھے خطاکاریون مین

تری بخشش خاص حامی ہے اونکی
ہر اک شمع ہے شاہدِ نور وحدت
ترا رنگ قدرت ہے پھولون سے ظاہر
ترے آبِ رحمت سے امید یہ ہے

جو عمرین کٹی ہین گنہ گاریونمین
توہی تو چمکتا ہے چنگاریون مین
ترا حسن صنعت ہے گلکاریون مین
کہ دوزخ بھی شاید نہ ہو ناریون مین

توہی اپنے مضطر کو بخشے گا یارب
کٹی عمر اوسکی گنہ گاریون مین

جلوہ فرما ہے سب خدائی مین
رنگ ہے رنگِ ابتدائی مین
کبریا ایک ذات ہے تیری
مخلصی تیرے نام سے بخشی
مُنہ پہ کھلتے ہین آئنے دل کے
ہے معاون اڑی بڑی مین تو
شکر ہے عالمِ غریبی مین
عکس ہے طرز جان نوازی کا
رہنما ہے بھٹکنے والون کا
سب تری ایک ہی خدائی ہے
توہی توفیق توبہ دیتا ہے

فرد ہے شانِ کبریائی مین
شان ہے شان انتہائی مین
ایک ہے اپنی کبریائی مین
جب پکارا گیا دُہائی مین
اپنا جلوہ ہے ہر صفائی مین
سب کا حامی لگی لگائی مین
جلبر ہے حسرتِ جدائی مین
نور ہے رسم رونمائی مین
آگے آگے ہے رہنمائی مین
ہے خدا ایک ہی خدائی مین
ہے مددگار سب کی آئی مین

لطف شاہی نصیب ہے او سکو
پاک پروردگار دل میرا

ملگیا تو جسے گدائی مین
ڈال دے عشق مصطفائی مین

اوس سے ملنا جو ہو تجھے مضطر
ڈوب جا رنگِ بینوائی مین

زینتِ باغ ہے بھارون مین
دردمندون کی آس رکھتا ہے

پھول کو پالتا ہے خارون مین
وجہ راحت ہے بیقرارون مین

کامِ جان ہے ہجوم حسرت مین
لطف بیدار ہے جہان سے تو

کامِ دل ہے امیدوارون مین
لذتِ خواب ہے مزارون مین

سب کی آئی کو ٹالدیتا ہے
شاہدِ نورِ ذات ہین راتین

کام آتا ہے انتشارون مین
تو جھلک دے رہا ہے تارون مین

اپنی قدرت کے نقش کھینچے ہین
پردہ دارِ نوائے وحدت ہے

حسن صورت ہے گلعذارون مین
برملا بولتا ہے تارون مین

مانگ اوس سے تسلیان مضطر
نام لکھوا کے بیقرارون مین

فرد ہے شان بے مثالی مین
اب کسی اور پر نظر کیسی

ایک ہے حسنِ لازوالی مین
تو بسا قلبِ لاأبالی مین

چاہے صحرا کو تو کرے دریا
چاہے دریا بھرے پیالی مین

تونے پتون مین کی ہی گلکاری	پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
ہے خبر گیر اپنی دنیا کا	رزق دیتا ہے بے سوالی مین
جان دیتا ہے جسم بیجان کو	مال دیتا ہے دست خالی مین

کھوئے دیتا ہے جان کیون مضطر
مفت دنیا کی بے خیالی مین

حسن قدرت ہے سب کے نقشے مین	رنگ صنعت ہے ہر نمونے مین
سب کو دیتا ہے ظاہری امداد	سب کا حامی ہے پردے پردے مین
اپنے محبوب کا دکھا روضہ	ڈال ٹھنڈک مرے سینے کلیجے مین
چاند سورج گواہ ہین دونون	تو چمکتا ہے ذرے ذرے مین
اپنے پرتو مین اپنا پرتو ہے	اپنا جلوہ ہے اپنے جلوے مین
یہ قصور نگاہِ عالم ہے	ورنہ تو کب چھپا ہے پردے مین
اوسکو میزانِ حشر کا کیا غم	جسکو رکھے تو اپنے پلے مین
پھر جلادے مرے موئے دلکو	تونے ڈالی ہے روح مردے مین

رنج و غم سے وہی چھڑاتا ہے
مضطر اوسکو پکار ایسے مین

ردیف (و)

دینے والا ثمرِ گلشنِ مقصود ہے تو
پتّا پتّا یہی کہتا ہے کہ موجود ہے تو

سب کے سر جھکتے ہین تری ہی طرف وقتِ نماز
سارے سجدوں کا یہ کہنا ہے کہ مسجود ہی تو

ازلی شان ہے تیری ابدی ذات تری
نہ تو محصور ہے تو اور نہ محدود ہے تو

تیری طاعت ہی سے ثابت ہے اطاعت تیری
خود عبادت کا مقولہ ہے کہ معبود ہی تو

کچھ نہ ہونے ہی سے ہونے کا پتہ چلتا ہے
کچھ نہ رہنے ہی سے ثابت ہے کہ موجود ہے تو

تیرے ہی فضل و کرم پر ہے مرا دار و مدار
مرا مالک مرا خالق مرا معبود ہے تو

تو نے دنیا مین یہ شکلین جو بنا رکھی ہین
دیکھتا ہون انھین لیکن مرا مقصود ہی تو

تجھ سے چھپکر نہین ممکن کوئی دنیا مین گناہ
کیونکہ ہر پردہ مین ہر حال مین موجود ہے تو

ساتھ کب جائینگے دنیا کے بکھیڑے مضطر
جان جھگڑون مین پھنسائے ہوئے بیسود ہی تو

مٹے پر بھی سب کا نگہبان ہی تو
خبر گیرِ گنجِ شہیدان ہے تو

کلیجون کو ڈھونڈھو تو ٹھنڈک تو ہی
دلون کو ٹٹولو تو ارمان ہے تو

اذیت کو دیکھو تو راحت تو ہی
مصیبت کو جانچو تو درمان ہی تو

کہین جلوۂ حسن ظاہر تو ہی
کہین پردۂ رازِ پنہان ہے تو

کہین مظہرِ شانِ قدرت تو ہی
کہین پرتوِ روئے جانان ہے تو

کہین عالمِ یاس مین آس ہے
کہین ناامیدی مین ارمان ہی تو

تو ہی چاک دامن کا ہے پردہ دار
وفاؤن کا ایدل ملے گا ثمر

گلا کمہ رہا ہے - گریبان ہے تو
جفاؤن سے کیون زار و نالان ہے تو

خدا ہی پہ مضطر نظر چاہیے
گناہون سے ناحق پریشان ہے تو

غریبون کے بچون کا وارث ہے تو
بچاتا ہے جنگل مین جانین تو ہی
یہ شمعین ہین تری جلائی ہوئی
برون کا بہی مالک ہے پروردگار
تو ہی پال دیتا ہے بچے یتیم
وطن مین عزیزون کا مالک تو ہی

اسیرون - یتیمون کا وارث ہے تو
سبھی بھولے بھٹکونکا وارث ہے تو
اور انکے پتنگون کا وارث ہے تو
یہ کب ہے کہ اچھونکا وارث ہے تو
مصیبت مین رانڈون کا وارث ہے تو
جدائی مین بچھڑونکا وارث ہے تو

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھ سے اُمید
کہ وارث ہے ایسون کا وارث ہے تو

چارۂ کار دمِ شومیِ تقدیر ہے تو
تو فقط خانۂ دنیا کا اوجالا ہی نہین
تجھکو اے خاکِ مدینہ مین کہانتک ڈھونڈھون
اے خدا تیرے ہی لکھے پہ عمل ہے سبکا

جیسا لکھا ہے اوسی طور خبر گیر ہے تو
کنج تربت کے اندھیرے مین بہی تنویر ہے تو
مجھکو مل جائے تو میرے لیئے اکسیر ہے تو
سب یہ کہتے ہین کہ ہان کاتبِ تقدیر ہے تو

جوشِ وحشت مین مدینے کیطرف چل مضطر

صفت کیون پانون مین ڈالی ہوئی زنجیر ہے تو

بچاتا ہے غنچون کو خارون سے تو — ملاتا ہے گل کو بہارون سے تو
جو ہو تیری مرضی تو فوراً ابھی — صفائی نکالے غبارون سے تو
تری شانِ قدرت کا کیا پوچھنا — اوٹھائے گا مردے مزارون سے تو
جراحت کے شکوی سنا ہی کیا — نہ بگڑا اگر دلفگارون سے تو

پھلیگا نہ مضطر یہ باغِ جہان
خدارا نکل خارزارون سے تو

مددگار تو ھے مددگار تو — دوا ھے پئے جانِ بیمار تو
سہارا ھے وقتِ مصیبت ترا — معاون دمِ حالتِ زار تو
گلِ تر کھلاتا ھے تو خاک سے — اوگاتا ھے مٹی سے اشجار تو
ملاتا ھے برسون کے بچھڑے ہوئے — مٹاتا ھے آپس کی تکرار تو

خدا ھر جگہ ھے اوسے ڈھونڈھنے
چلا ھے کہان مضطرِ زار تو

مصیبت مین ھے کام آنیکو تو — ہماری لگی کے بجھانے کو تو
خبرگیر سارے زمانے کا ھے — چلاتا ھے اس کارخانے کو تو
تری دی ہوئی کھا رھے ہین سبھی — مدد دے رہا ہے زمانے کو تو
تھیدست بندونکو دیتا ھے زر — لٹاتا ہے اپنے خزانے کو تو

نہ آئین گے مضطر جو دن کٹ گئے
نہ کر یاد اب اوس زمانے کو تو

بچاتا ہے سکو گزندون سے تو
بڑا دام تزویر ہے یہ جہان
یہی ہے دعائے لب بندگی
ہے دہندہو نسے سب کو لگائی ہوئے

چھڑاتا ہے آفت کے پھندون سے تو
بچاتا ہے اسکی کمندونسے تو
کہ راضی رہے اپنے بندون سے تو
بری ہے دو عالم کے دہندون سے تو

امید دوا تجہہ سے مضطر کو ہے
کہ غافل نہین دردمندون سے تو

قیامت کے دن کام آئے گا تو
یہان جنکو تونے جدا کر دیا
جو پردے جدائی کے ڈالے یہان
مزا وصل کا دے گا فرقت کے بعد

ہمین باغ جنت دکھائے گا تو
وہان اون سے ہمکو ملائیگا تو
یہ پردے بھی اکدن اوٹھائیگا تو
زمانے کے بچھڑے ملائیگا تو

جو مضطر گئے اون کا غم تو نہ کر
خدا کے یہان چل کے پائیگا تو

ہو لے ہوؤن کو اپنے دکھاتا ہے راہ تو
دنیا مین تونے بخشدئے عیش سیکڑون
تیرے ہی فیض عام پہ تکیہ ہے ہر گھڑی

کرتا ہے بے نباہ بھی سب کا نباہ تو
محشر مین کیا عجب ہے جو بخشے گناہ تو
ہے میری حالتون کا الٰہی گواہ تو

مردم کو تو نے آنکھ کی پتلی مین دی جگہ | صبح مراد کر مری شامِ سیاہ تو

مضطر خدا کے گھر کا بھی کچھ انتظام کر
دنیا سے یون کرے گا کہان تک نباہ تو

نظرِ وفا مین بسا ہے تو - مرے باغ دل کی ہوا ہے تو

یہ تو مین نہ جانون کہ کیا ہو نہین - یہ تو تو ہی جانے کہ کیا ہے تو

نہ قریب وہم و گمان ہے تو - نہ قرین فہم و ذکا ہے تو

کوئی یہ کہے بھی کہ کیا ہی تو - تو یہی کہون کہ خدا ہے تو

یہ ترا ہی حسنِ کمال ہے - یہ تری ہی شانِ جمال ہے

مرے غم کا وجہ زوال ہے - مرے درد دل کی دوا ہی تو

نہ بڑھے گا تو نہ گھٹے گا تو - نہ چلے گا تو نہ ہٹے گا تو

نہ مٹا ہے تو نہ مٹے گا تو - نہ بنے گا تو نہ بنا ہے تو

ترا بندہ مضطر زار بھی ہے ترے کرم کی امید مین
تو ہی بگڑے کام بنائیگا کہ کفیل روزِ جزا ہے تو

ہے نیرنگِ قدرت بہارون مین تو
مکانون مین دیکھا ہے ہمنے تجھے
دمکتا ہے دن بھر تو ہی مہر مین
تجھے جانتے ہین سب اپنا طبیب

کھٹک کا مزا خار زارون مین تو
ملا ہے ہمین رہگذارون مین تو
چمکتا ہے شب بھر ستارون مین تو
دوا بنگیا دل فگارون مین تو

تری غم مضطر تڑپتے کٹی
اوٹھیگا وہان بیقراروں مین تو

ملاتا ہے بہائی سے بھائی کو تو	مٹاتا ھے دردِ جدائی کو تو
کدورت مٹا کر غم ھجر کی	جماتا ھے رنگِ صفائی کو تو
زھے شانِ قدرت کی نیرنگیان	دکہاتا ھے جلوہ خدائی کو تو
کہان تک رہون پائمالِ الم	مٹادے غمِ بینوائی کو تو

یہان بھی تجھے دیگا مضطر وہی
کہان جارہا ہے گدائی کو تو

دین تیری ہے دینے والا تو	جس نے خارِ الم نکالا - تو
تیرے فضل وکرم کا کیا کہنا	ایسی باتون کا کرنے والا تو
حسن کو دے کے شان خودداری	جس نے رنگِ ادا اوچھالا - تو
رزق کا تیرے گھر مین کیا ٹوٹا	سارے عالم کو جس نے پالا - تو

چپ ھے وقتِ سوال کیون مضطر
اوسکی رحمت کا دے حوالا - تو

ہے ہمارا بجانے والا تو	بات بگڑی بنانیوالا - تو
اپنی حالت دکہانیوالا مین	اپنی رحمت دکہانیوالا - تو
اپنے دلمین لگانے والا مین	میرے دلکی بجھانے والا تو

تیری نعمت کا کھانے والا میں — اپنی نعمت کھلانیوالا - تو
چاہِ غم میں نہ بچنے والا میں — چاہِ غم میں بچانے والا-تو
قیدِ غم سے نہ چھٹنے والا میں — قیدِ غم سے چھڑانے والا تو
اپنی صورت چھپانے والا میں — اپنا جلوہ دکھانے والا تو
اپنے آنسو گرانے والا میں — میرے آنسو سکھانے والا تو
آبِ رحمت کا پینے والا میں — آبِ رحمت پلانے والا تو
دارِ فانی سے جانیوالا میں — اپنی جانب بلانے والا تو
جانِ مضطر گنوانے والا میں — جانِ مضطر بچانے والا تو

عزتِ دانۂ تسبیح ہے زنار میں تو
رسم سرگرمیٔ ہر جنس ہے بازار میں تو
تندرستی کا بھروسہ ہے - ہر آزار میں تو
مجمعِ عام کی تصویر ہے تکرار میں تو
جان دیتے ہیں شہیدانِ محبت تجھ پر
پیاس بڑھجائے تو تیری بھی ہے خنجر میں تو ہی
اپنی بستی کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہے
بلبلیں جان نہ دیتیں کبھی ناحق اپنی
تیر میں لطفِ جراحت ہے تو ہی جانوں کا

اپنا رشتہ ہے لگائے ہوئے - اس تار میں تو
نقد پونجی ہے مگر دستِ خریدار میں تو
ڈال دیتا ہے اُمیدیں دلِ بیمار میں تو
کبھی دس بیس میں تو ہی کبھی دو چار میں تو
نظر آتا ہے چمکتی ہوئی تلوار میں تو
پیاس بڑھ جائے تو پانی بھی ہے تلوار میں تو
چھپ کے خلوت کدۂ دامنِ کہسار میں تو
جلوہ فرما جو نہ ہوتا گُلِ گلزار میں تو
لذتِ زخمِ جگر ہے لبِ سوفار میں تو

تری رحمت کے بھروسے پہ وہ کرتا ہے بسر
نقش امید ہے مضطر کے دل زار مین تو

شمع مین نور ترا لمعہ رخسار مین تو
آرزو بن کے رہا ہے دل بیمار مین تو
کیف راحت ہے دوائے دل بیمار مین تو
اہل بینش ہو تو ہر شے مین ہے جلوہ تیرا
تو ہی امداد مصیبت مین دیا کرتا ہے
اہل تسبیح نے تسبیح مین دیکھا تجھکو
شمع بن بن کے تو ہی بزم طرب مین چمکا
دل کو دیتا ہے مزہ بادیہ پیمائی کا
کوئی کھائے تو تو ہی زخم جگر دیتا ہے

لذت دیدۂ مشتاق ہے دیدار مین تو
لطف دردِ دل بیتاب ہے آزار مین تو
آس بخشش کی ہی ہر قلب گنہ گار مین تو
کیف مقصود ہے ہر چشم طلبگار مین تو
یاد آتا ہے سدا منزل دشوار مین تو
اہل زنار یہ سمجھے کہ ہے زنار مین تو
پھول بن بن کے کھلا تختۂ گلزار مین تو
درد پنہان کا مزا ہے خلش خار مین تو
کوئی پیاسا ہو تو پانی بھی ہے تلوار مین تو

نہ طبیبون کی ضرورت نہ دوا کی حاجت
بس گیا جب سے دل مضطر بیمار مین تو

جذبۂ حسرت دیدار سے دیکھا تجھکو
خواب غفلت مین مزے تیری تجلی کے لئے
سر کٹاتے ہی ترے وصل کی دولت پائی
جس محبت سے پکارا ہے زبان والون نے

چشم موسیٰ نے بڑے پیار سے دیکھا تجھکو
رات بھر دیدۂ بیدار سے دیکھا تجھکو
تیرے جانباز و نے تلوار سے دیکھا تجھکو
آنکھہ والون نے اوسی پیار سے دیکھا تجھکو

پردے والون نے سدا آڑ سے جھانکا ہی تجھے
رخنۂ روزنِ دیوار سے دیکھا تجھکو

جس طرح ہمکو بڑے پیار سے دیکھا تو نے
یونہین ہمنے بھی بڑے پیار سے دیکھا تجھکو

بھولے بھٹکون نے تجھے دشت و جبل مین پایا
چلتے پھرتے اسی رفتار سے دیکھا تجھکو

دے لئے عشقِ مجازی سے حقیقت کے مزے
بیٹھے بیٹھے درِ دلدار سے دیکھا تجھکو

عشق نے دیدۂ مطلوب سے چاہا ہے تجھے
حُسن نے چشمِ طلبگار سے دیکھا تجھکو

میری آنکھون نے رقابت کی بنا ڈالی ہے
اسپہ بگڑا ہون کہ کیون پیار سے دیکھا تجھکو

وہ ہی مرقد مین خبر لیگا دمِ خوابِ گران
جس نے مضطر پسِ دیوار سے دیکھا تجھکو

ڈھونڈہ اے دل بچانے والے کو
سب کی بگڑی بنانیوالے کو

اے مسافر تلاش کر پہلے
راہ سیدھی بتانے والے کو

سجدۂ ناکامِ دہر کرتے ہین
وقت پر کام آنے والے کو

چاہیئے کردگار پر تکیہ
بختِ بد آزمانے والے کو

بلبلین کس کو یاد کرتی ہین
پھول مین رنگ لانیوالے کو

سب نہالانِ باغ کی شاخین
یاد ہین پھل لگانے والے کو

رنگ آمیزیِ چمن موزون
نت نئے گل کھلانے والے کو

میرا مجرا بھی اے صبا کہنا
اوس مدینہ بسانے والے کو

غم بہت مضطر اور آنسو کم
کیسے رووُن مین جانیوالے کو

رنگِ نیرنگ دکھاتا ہے ہر انداز مین تو
جلوہ فرما ہے ہر ایک جلوہ گہِ ناز مین تو

رنگِ اظہارِ مقاصد ہے ہر اک بات تری
لطفِ اخفاے مطالب ہے ہر اک راز مین تو

اوڑتے پہرتے ہین یہ سب تیری ہواؤن مین طیور
تابِ جنبش کی صفت ہے پرِ پرواز مین تو

بے گمان تو ازلی ہے ابدی ذات تری
ادہر انجام مین تو ہے ادہر آغاز مین تو

تیرے انداز جہلکتے ہین ہر اک جلوے مین
حسن تو حسن مین تو ناز ہے تو ناز مین تو

تجہہ سے موسیٰ کو ملی ہمت عرضِ احوال
ابن مریم کے لیئے حکم تہا اعجاز مین تو

دہر مین کوئی بہی سنتا نہ کسی کی فریاد
درد کا کیف نہ ہوتا اگر آواز مین تو

جسمِ بے روح سے آواز نکالی تو نے
سوز والون کے لیئے بول اُٹھا ساز مین تو

مانگ اللہ سے تو دادِ مصیبت مضطرؔ
وہ تو سنتا ہے پکارے کسی آواز مین تو

جس کو چاہے خراب کردے تو
جسے چاہے عذاب کردے تو

تجہکو منظور ہو تو ذرے کو
دفعتہً آفتاب کردے تو

میرا کیا پوچہنا خداوندا
پہلے سب کا حساب کردے تو

نام تیرا لکہا رہے ہر دم
میرے دل کو کتاب کردے تو

سب کی ناکامیان مٹاتی ہین
مجہکو بہی کامیاب کردے تو

ے کے رکھون گا مین کلیجے مین
درد کو انتخاب کردے تو

کیا عجب ہے کہ اپنے بندون کی
مغفرت بے حساب کردے تو

جل کے پاؤن مزا محبت کا
میرے دل کو کباب کردے تو

راہِ اُلفت مین اے دلِ مضطر
اپنی مٹی خراب کردے تو

جسے چاہتا ھے بچاتا ھے تو
کرشمے ہزارون دکھاتا ھے تو

یہ ھے رات کو سارے تارونکا تول
یہ خوبی کسی مین بھئین جز ترے

کہین اپنے بندونکا تو ہے خدا
کہین مسجدون کی بنا ڈالدی

نہ چھوڑیگا بیشک ہمین تشنہ لب
ہزارون کو دی تو نے راہِ رضا

غرض ہرطرح کام آتا ھے تو
سدا اسکی بگڑی بناتا ھے تو

کہ ہم مین سدا جگمگاتا ھے تو
کہ آتا ہے تو اور نہ جاتا ھے تو

کہین اپنے بندونکا داتا ھے تو
کہین مندرون کو بناتا ھے تو

کہ دریا کے دریا بھاتا ھے تو
ہزارون کو کھوتا کھنڈاتا ھے تو

مدینے کو چل مضطرِ بے قرار
یھان زندگی کیون گنواتا ھے تو

ہر تشہد مین پرستش کا سزاوار ھے تو
راہبر سب کا سوے مالک عدم ھی تو ہی

غول کے غول چلے آتے ہین سودی والے
سبزہ دشت کی ہر تھہ مین ھے جلوہ تیرا

وار پر چڑھ کے کھون داورِ دادار ھی تو
رہنما سیکا سرِ منزلِ دشوار ھے تو

جنسِ عصیان کا قیامت مین خریدار ہے تو
باغ مین پھول کی رنگت سے نمودار ھی تو

بیگمان چارۂ ہر رنج و الم کرتا ہے
رات دیتی ہے گواہی تری بیداری کی
زخمِ دل تجھکو سمجھتے ہین جراحت کا مزا
حسنِ یوسف کیلئے جلوۂ زیبا ہی تو ہی

واقعی چارہ گرِ خاطرِ بیمار ہے تو
سونے والے یہی کہتے ہین کہ بیدار ہی تو
ورد دکھتا ہے دوائے دلِ بیمار ہے تو
چشمِ موسیٰ کے لئے لذتِ دیدار ہے تو

مضطر اللہ یہ تو چھوڑ دے سب کام اپنے
مفت دنیا کے بکھیڑون مین گرفتار ہی تو

نور بخشِ نظرِ دیدۂ مشتاق ہے تو
زیر بارِ کرمِ خاص ہے دنیا تیری
شان ایسی کہ بچاتا ہے تو ہی مرنیسے
لطفِ زینت پئے ہر موسمِ عالم ہے تو ہی
تیرے الطاف نے دنیا کا کہلا سر ڈھانکا
مستمندون کیلئے پایۂ راحت ہے تو ہی
زہرِ عصیان تری رحمت سے اُتر جاتا ہے
تیری صنعت کا نمونہ ہے یہ گلزارِ جہان

جتنے جوڑی ہین یہ کہتے ہین کہ ہان طاق ہی تو
اپنی رحمت کے حسابات مین بیباق ہی تو
نام ایسا کہ حکیم علی الاطلاق ہے تو
حسنِ موسم پئے ہر گلشنِ آفاق ہے تو
فرقِ عالم کے لئے دامنِ اخلاق ہے تو
دردمندون کیلئے مایۂ اشفاق ہے تو
سب گنہ گار یہ کہتے ہین کہ تریاق ہی تو
ساری مخلوق یہ کہتی ہے کہ خلاق ہے تو

چل کے اب عالمِ عقبیٰ کی ہوا کھا مضطر
کیونکہ اربابِ زمانہ پہ بہت شاق ہے تو

دردمندون مین دوائے دلِ بیمار ہے تو
چارہ سازی کے لئے رنج مین تیار ہے تو

حسن امید کا سودا سر بازار ہے تو
ترے جلوے نے زلیخا کو جھنکائے ہین گنگھن
سارے میدانِ چمن مین ہے حکومت تری
اپنی قدرت کے ہر اک پردے مین پنہان ہے توہی
دستمندی مین مددگار ہے رشتہ تیرا

شے مین صد جلوۂ شے بن کے نمودار ہے تو
حسنِ یوسف کا تماشہ سرِ بازار ہے تو
بانئ ثمرہ و گل مالکِ گلزار ہے تو
اپنے جلوے کی ہر اک تہ مین نمودار ہے تو
دردمندی مین معاون دم آزار ہے تو

زندگی طاعتِ خالق مین بسر کر مضطرؔ
ڈھونڈھ ذرات او سے جس کا طلبگار ہی تو

ہر اک درد پنہان کا چارا ہی تو
تعلق کا اتنا نتیجہ تو ہو
وہان تیرا اکرام موجون مین ہے
تری دستگیری نے روکا مجھے
ترے لطف پر ناز اے بی نیاز
فلک تیرے جلوے سے کھتا ہی روز

غریبون کا گویا گذارا ہے تو
ترے ہم ہوگے اور ہمارا ہی تو
جہان ڈوبتون کا سہارا ہے تو
سہارون مین کافی سہارا ہے تو
نہ کیون ہو کہ مالک ہمارا ہی تو
کہ ہان میری آنکھون کا تارا ہے تو

ہے ایسون کا مضطر خدا چارہ گر
اگر درد و حسرت کا مارا ہے تو

بڑا ہے بڑی شان والا ہے تو
یہ کھتے ہین جلوے نرالے ترے

خدائی کے گھر کا اوجالا ہے تو
کہ بے شبہ سب سے نرالا ہے تو

یھین اپنا جلوہ دکھادے ہمین
قیامت مین جب ملنے والا ھے تو

زبان تو گھڑی بھر کو دیدے اگر
تو بت بھی کھین حق تعالی ھے تو

ملالِ جھان میٹتا ھے تو ہی
خیالِ جھان کرنیوالا ھے تو

مرادون کے پھل لینے والا ہون مین
مرادون کے پھل دینے والا تو

زمانے سے مضطر محبت نہ کر
یھان کب سدا رھنے والا ھے تو

بھارین دکھاتا ھے گلشن کو تو
چھڑاتا ھے کانٹون سے دامن کو تو

دیا ھے مسافر کا غربت مین ساتھ
نگھبان بناتا ھے رہزن کو تو

گداؤن کے سر تو نے اونچے کرے
جھکاتا ھے شاہونکی گردن کو تو

تو ہی نخلِ گلشن کو دیتا ھے پھل
بساتا ھے اوجڑے نشیمن کو تو

تو ہی ھے جو محنت ٹھکانے لگائے
بچاتا ھے آندھی سے خرمن کو تو

عداوت کو چاہے محبت کرے
بنا دے ابھی دوست دشمن کو تو

وفا کی نہ مضطر کسی پھول نے
بس اب کھینچ لے اپنے دامن کو تو

اے خدا دستگیر میرا تو
کر مری شام کا سویرا تو

کون لیکر یھان چراغ آئے
میٹ دے قبر کا اندھیرا تو

تیرا ناچیز ایک بندہ مین
مالکِ بے نیاز۔ میرا تو

ہے خبر گیر اپنے بندون کا
جس نے سارا جہان اُدیرا۔ تو

تن مین یہ روح کب ٹھرتی تھی
جس نے چارون طرف سے گھیرا۔ تو

عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے
حال جب جانتا ہے میرا۔ تو

جانِ مضطر نکل کے طیبہ جا
کیون کرے انتظار میرا تو

دردمندون کا ہے سہارا تو
جتنے پیارے ہین سب سے پیارا تو

درد کے بعد عیش دیتا ہے
رنج کرتا نہین گوارا - تو

ہے توہی چل کے جسکو ڈہونڈھا ہے
ل کے سب نے جسے پکارا تو

کاٹ دی جس نے رات ہے توہی
جس نے یہ دن مرا گذارا۔ تو

یون نہ ہوتا تو جان کیون دیتا
ہے مجھے جان سے بھی پیارا تو

بندگی ہے دلیل قربت کی
ہم تو تیرے ہین اور ہمارا تو

چل دے مضطر جوارِ بطحیٰ مین
مفت پھرتا ہے مارا مارا تو

پرتوِ حسن تجلّائے سرِ طور ہے تو
پردۂ دیدۂ مشتاق مین مستور ہے تو

مستمندی مین بھروسے ہے سبھی کو تیرا
دردمندی مین علاجِ دلِ رنجور ہے تو

دل یہ کہتا ہے کہ باطن مین ہی نزدیک توہی
آنکھ کہتی ہے کہ ظاہر مین بہت دور ہے تو

دیدۂ دل کے لئے رنگِ زمانہ ہے توہی
چشمِ موسیٰ کے لئے شمعِ سرِ طور ہے تو

دیکھتے ہین تجھے سب دیکھنے والے دو عالم مین
اپنے بندونسے کسی حال مین کب دور ہے تو

کوئی خالق تجھے کہتا ہے تو کوئی داتا
اپنی دنیا مین کئی نام سے مشہور ہے تو

اوس سے تو مانگ دوا درد جگر کی مضطر
وہی کام آئیگا جس کے لئے رنجور ہے تو

الٰہی غریبون کا والی ہے تو
گلستانِ عالم کا مالی ہے تو

یہ کہتے ہین سب سبزہ زارِ چمن
معاون دمِ پائمالی ہے تو

الٰہی مری آرزوئین نکال
کہ سب آرزوؤن سے خالی ہے تو

دہائی تو کچھ فکر ایجان کر
جہان ایک دن جانیوالی ہے تو

مین بیکس ہون ای رحمتِ کردگار
مرے کام مین آنیوالی ہے تو

تصور مین رہتا ہے آٹھون پہر
شبِ افروز بزمِ خیالی ہے تو

قیامت مین پوچھیگا ایسے کو کون
کہ مضطر بڑا لاؤ بالی ہے تو

عالم الغیب خدائی کا نگہبان ہے تو
دل کا ارمان ہے تو جان کا ایمان ہے تو

دلکو اسواسطے رکھا ہے کہ ارمان ہے تو
جان اسواسطے لی کہ میری جان ہے تو

گردنین سب کی جھکی ہین ترے احسانون سے
اپنے احسان سے کرتا بڑی احسان ہے تو

تجھکو ای شکلِ الفت مین سمجھتا ہون عزیز
کہ مرے واسطے ہر حال مین آسان ہے تو

ای دلِ یاس طلب عیش کی پرچے کیسے
ایسی باتو نپہ لگائے ہوئے کیون کان ہے تو

اے خدا ھے مری حسرت کو بھی حسرت تیری | میرا ارمان بھی کہتا ھے کہ ارمان ھے تو

مضطر اللہ معاون ھے محمدؐ حامی
مفت اندیشۂ محشر سے پریشان ہے تو

ہے دعا کیسی زبان کی تو ہے اثر کسی کی دعا مین تو

ہے کسی کے ذوق دلی مین تو۔ ہے کیسی طرز ادا مین تو

ترا نور نورِ چراغ ھے تری ذات رونقِ باغ ھے

جو بسا ھے نکہتِ گُل مین تو تو اوڑا ھے موجِ ہوا مین تو

تو ہی دردو غم کا حکیم ھے تو علاجِ قلبِ دو نیم ھے

جو کبھی اثر ھے دعا مین تو تو کبھی اثر ھے دوا مین تو

تری ذات سے یہ وجود ھے۔ تری ذات وجہ نمود ھے

مری انتہا کے خمیر مین مری ابتدا کی بنا مین تو

کوئی گل ملے مجھے باغ مین تو کہون کہ پھول نہ اسقدر

کوئی دن کی تیری بہار ھے۔ کسی دن اوڑیگا ہوا مین تو

تو ہی رسمِ عشق کا ساز ھے تو طرزِ حسن کا ناز ھے

جو خلش ہے قلبِ تپان مین تو تو کشش ھے حسنِ ادا مین تو

یہ یقین ہے مضطر بینوا کہ ملے گی تجھکو بڑی جزا
جو اسی طرح سے لگی رہی تو اوٹھیگا یادِ خدا مین تو

جلال آزما ہے جمالون مین تو
تجلی کی شورش کمالون مین تو

جدائی ھے دو جانے والون کے ساتھ
محبت ھے دو ملنے والون مین تو

جوابون کی لذت لبِ شوق مین
تسلّی کا پہلو ۔ سوالون مین تو

تری دل نشینی کے ہین سب گواہ
جو کانٹے چبھوتا ھے چھاونین تو

مرے سامنے آ خدا کے لئے
کھانتک رہیگا خیالون مین تو

عطا کر مرے نخلِ حسرت کو پھل
کہ پتے اڑگاتا ھے ڈالون مین تو

گرفتارِ حسرت ھے مضطر ترا
مدد کر مدد ایسے حالون مین تو

دل ھے تو دل مین ہے تو جان ھے تو جان مین تو
میرا ایمان تو ہی ھے مرے ایمان مین تو

ہادئ ہوش ھے تو عالمِ مدہوشی مین
رہبرِ عقل ھے بگڑے ہوئے اوسان مین تو

تیری قدرت کا نمونہ ھے یہ گلزارِ جہان
رنگ تو رنگ مین تو شان ھے تو شان مین تو

سب گروہون کا مددگار ھے بستی مین تو ہی
تنِ تنہا کا معاون ھے بیابان مین تو

سب یہ انداز جھلکتے ہین تری قدرت کے

نازتو نازمین تو آن ہے تو آن مین تو

لطف دیدار ہے ارمان بھری آنکھون کا

لذتِ خاص ہے حسرت بھرے ارمان مین تو

بسکہ تکیہ ہے تجھے فضلِ خدا پر مضطر

سرخرو جائیگا اب حشر کے میدان مین تو

کام آتا ہے غم و رنج کے اولجھاؤ مین تو

مکر و تزویر سے خالی ہین سبھی کام ترے

کہین دنیا کا زمانے مین ٹھکانہ نہ رہے

لذتِ درد سے آرام کے پہلو نکلین

زخم کے واسطے تسکین ہے مرہم مین تو ہی

ناخدائی سے تری پار لگا ہے بیڑا

قیمتِ جنس مروت ہے ہر اک بھاؤ مین تو

نہ کسی گھات مین تو ہے نہ کسی داؤ مین تو

ذوالجلالی سے جو آجائے کبھی تاؤ مین تو

اپنی چاہت کا نمک بھر دے گھاؤ مین تو

چوٹ کے واسطے آرام ہے سکتاؤ مین تو

ناخدا نوح کے طوفان مین ٹھاناؤ مین تو

مرہمِ رحمتِ رب زخمِ جگر بھر دیگا

مضطرِ خستہ دوا مین نہ لگا گھاؤ مین تو

سمایا ہے سب کی نگاہون مین تو

عجب چیز ہین تیری رزاقیان

یہ دل بستۂ جلوۂ ناز ہین تو

قیامت کے دن داد گستر بنا

مسافر کو ملتا ہے راہون مین تو

کہ دیتا ہے روٹی گنا ہون مین تو

بڑی چیز ہے جلوہ گاہون مین تو

زمانے کے سب دادخواہون مین تو

ابھی داغ - رحمت مٹادی تری
تجھی سے پڑا تفرقہ رنج مین

اگر بھیجکے روسیاہون مین تو
ھے آپس کا ساتھی نباہون مین تو

سن اے مضطر زار ہیہ زندگی
گذاریگا کب تک گناہون مین تو

دکھاتا ھے جوبن بھارون مین تو
پئے ثمرۂ مدعا - باغ مین
جو کرتے ہین رنگت پہ اپنی غرور
الھسی بیں مرگ آرام سے
سدا تو نے رستہ بتایا ہمین
بڑھانے کو مٹی کا طرز عروج

ھے رنگِ چمن سبزہ زارون مین تو
کھلاتا ھے غنچے بھارون مین تو
تو پھولون کو رکھتا ھے خارون مین تو
سُلاتا ھے مردے مزارون مین تو
ملا ھے ہمین رہگزارون مین تو
اوڑاتا ھے ذرّے غبارون مین تو

ھے مضطر کو راحت ترے نام سے
بڑی چیز ھے بیقرارون مین تو

اگراتا ھے دریائے فانی مین تو
چھپا اہلِ الفت کے سینون مین ھے
محبت مین کھائے ہین غوطے بہت
معین جھان بعد رسم وفات
دمِ واپسین جان دینی پڑی

ڈبوتا ھے کشتی کو پانی مین تو
کھٹک بن کے دردِ نھانی مین تو
ملا ھے ہمین گھرے پانی مین تو
کفیلِ جھان زندگانی مین تو
مزہ دے گیا دردِ جانی مین تو

الٰہی مرادون کے کچھہ پھل بھی دے
کہ لایا ھے باغِ جہانی مین تو

خدا کی طرف مضطرِ زار چل
نہا دھو کے حسرت کے پانی مین تو

ہے نیرنگِ قدرت کمالونمین تو
جوالون سے آئین صدا مین تو ہی
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے
مرادون سے بدلی ھے ترکیبِ یاس
مجھے بھی تو دے ثمرۂ آرزو
مزا دردِ اُلفت کا آنے لگے

تجلی ھے اپنے جمالون مین تو
مزا دیگیا ھے سوالون مین تو
مگر ایک ہے رہنے والونمین تو
خوشی کی خبر ھے ملالون مین تو
لگاتا ہے پھل سب نہالونمین تو
نمک بھر کے چھوڑے جو چھالونمین تو

بقا اس زمانے کو مضطر نہین
پھنسا ھے عبث ان خیالون مین تو

مالک ہے سب جہان کا پروردگار تو
اپنے کرم سے دے مجھے یارب تسلیان
ھے وقتِ نزع تجھسے مری لو لگی ہوئی
بنتا وہی ہے جسکو ٹھکانے سے تو لگائے
بلبل کی تو نے کاٹ دی ساری بہارین
تیرا ہی آسرا ھے قیامت کے دن مجھے

گلشن مین ہے کفیلِ خزان و بہار تو
ہے جانتا علاجِ دلِ بیقرار تو
آتا ہے یاد آج مجھے بار بار تو
مٹتا وہی ہے جس کا اوڑا دے غبار تو
یارب اسی طرح مری اچھی گذار تو
اے رحمتِ خدا مری بگڑی سنوار تو

ہے زندگی تو روضۂ سرور قریب ہے
ہمت ابھی سے اے دلِ مضطر نہ ہار تو

ستار ہے رحیم ہے ربِّ کریم تو
ہر طور لازوال ہے ذاتِ ابد تری
ٹیسے ہین تو نے درو کھان قلبِ زار سے
گلشن مین تو نے پھول کھلائے ہزارہا
چشمِ جہان مین ہے ترا جلوا بسا ہوا
عالم کا ایک بھید بھی تجھ سے چھپا نہین

معبود ہے کریم ہے ربِّ کریم تو
ہر حال مین قدیم ہے ربِّ کریم تو
بیشک مرا حکیم ہے ربِّ کریم تو
ہان مالکِ نسیم ہے ربِّ کریم تو
ہر قلب مین مقیم ہے ربِّ کریم تو
ہان قادر و علیم ہے ربِّ کریم تو

مضطر کی بھی اُمید ہے تجھ سے لگی ہوئی
حاجت روا قدیم ہے ربِّ کریم تو

تو قادر و قدیر ہے جو تو کرے سو ہو
عالم کے عیب ڈھانک دے کوئی مجال کیا
بھولے ہوؤن کو راہ دکھاتا ہے دور سے
طیبہ کی سرزمین پہ ہے مرنے کی آرزو
اے بے نیاز کون بچا دستِ موت سے
ٹلتا نہین کسی سے بھی تیرا لکھا ہوا

دنیا کا دستگیر ہے جو تو کرے سو ہو
ستار بے نظیر ہے جو تو کرے سو ہو
تو خضرِ راہ گیر ہے جو تو کرے سو ہو
جانے کہان خمیر ہے جو تو کرے سو ہو
یہ امر ناگزیر ہے جو تو کرے سو ہو
پتھر کی یہ لکیر ہے جو تو کرے سو ہو

تو بادشاہِ ارض و سما ہے خدائے پاک
مضطر ترا فقیر ہے جو تو کرے سو ہو

کہتا ہے جہان داورِ داوار تجھی کو
سب کہتے ہیں خلاقِ گل و نار تجھی کو

سر جھکتے ہیں مسجد میں تری سمت الٰہی
جاتا ہے پرستش کا سزاوار تجھی کو

اس موت پہ قبضہ نہیں جز تیرے کسی کا
زیبا ہے یہ چلتی ہوئی تلوار تجھی کو

ہر پھول میں ہے نکہتِ اُمید تجھی سے
ہر پردے میں دیکھا ہے نمودار تجھی کو

اس اپنی خدائی کا خبر گیر تو ہی ہے
پایا ہے زمانے سے خبردار تجھی کو

موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہیں ہوں
دیکھا ہے مری آنکھ نے ہر بار تجھی کو

مضطر کو تری ذات سے امید شفا ہے
پایا ہے دوائے دلِ بیمار تجھی کو

---

[1] سوچتا ہوں خدائے برتر کو
جس نے پانی دیا ہے پتھر کو

اپنی دنیا کی رہبری کرنے
اوس نے بھیجا بھلے پیمبر کو

بختِ کج رو کو راہ دی سیدھی
اوس نے بیٹا ہے اس کی چکر کو

اوس نے مفلس کو کر دیا زردار
اوس نے مفلس کیا تونگر کو

اوس نے غنچے کھلائے گلشن میں
اوس نے پانی دیا سمندر کو

ہے پرستش اوسی پہ مسجد کی
پوجتے ہیں اوسی سے مندر کو

جس نے باغِ جنان بنایا ہے
وہ ہی بخشے گا اپنے مضطر کو

تو سب کا کردگار ہے جو تو کرے سو ہو۔
سب تجھ کو اختیار ہے جو تو کرے سو ہو

---

[1] یہ غزل اس موقعہ پر پڑھی گئی تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو میدان بے زراعت میں چھوڑ کر

بیشک توہی بچائیگا دوزخ کی آگ سے
خلّاقِ نور و نار ہے جو تو کرے سو ہو

چاہے خزان عطا کرے چاہے بہار دے
گلشن اِمیدوار ہے جو تو کرے سو ہو

ہوتا نہین ہے کچھہ بھی کسی کے کئے دہرے
چارون طرف پکار ہے جو تو کرے سو ہو

ہر شمع کی تجھی سے تو ہے لو لگی ہوئی
پروانہ بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو

چاہے جنان کو سونپ دے چاہے جحیم کو
دنیا گناہ گار ہے جو تو کرے سو ہو

ہر گو دتجھہ سے مانگ رہی ہے دعا کے پھل
ہر دل کو انتظار ہے جو تو کرے سو ہو

دنیا کسی کا گھر نہین ہر شخص اِس جگہہ
بے یار و بے دیار ہے جو تو کرے سو ہو

مضطرؔ کے حال پر بھی نگاہِ کرم رہے
وہ سخت بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو

حمد پروردگار کیون کر ہو
مدحتِ بیشمار کیونکر ہو

جس نے جز خار گل نہ دیکھا ہو
اوس سے وصفِ بہار کیونکر ہو

بار بیڑا وہی لگاتا ہے
وہ نہ چاہے تو بار کیون کر ہو

وہ تسلی ندے تو دنیا مین
داروئے اضطرار کیونکر ہو

کثرتِ رنج و غم مین حامی ہے
وہ نہ روکے تو وار کیونکر ہو

ساری شاخین ہین زیر بارِ کرم
گُل ندے وہ تو بار کیونکر ہو

زیر مدفن بھی ہے وہی حامی
ورنہ اسمین قرار کیونکر ہو

ہے وہی دُکھہ کا میٹنے والا
ورنہ اوس کی پکار کیونکر ہو

بیقراری وہی مٹاتا ہے
ورنہ مضطر قرار کیونکر ہو

قادر بے مثال ہے مالک بیگمان ہے تو
آنکھہ کے واسطے نظر مالکِ جملہ بحر و بر
سوز مین رنگ ساز ہی ناز کا طرز ناز ہے
چال کی لغزشِ ادا بات کا حسنِ مدّعا
راہِ رضائے ذوق مین جان کر دیتے ہی بلا

حامئ دوجھان ہی تو بانیِ کُن فکان ہی تو
دل کیلئے اُمید ہے لب کیلئے بیان ہی تو
عشق کی گرم جوشیان حُسن کی گرمیان ہی تو
حسرتِ دید کیلئے دیدہ دلستان ہے تو
اتنی سی بات کے لئے کون کسے گران ہے تو

تجھسے خدا کا وصف ہو مضطر زار کسطرح
منہ مین زبان تو ہی مگر کہنے کو بیزبان ہے تو

ہے پُرسان حالِ دلِ زار تو
دمِ بیکسی ہے معاون تو ہی
اوٹھاتا ہے زحمت کے پردی تو ہی
یہ سب دہر تیرا ہے مالک تو ہی
یہ قدرت ہے تیری نمایان تو ہی
ہے بے شبہ مسجودِ عالم تو ہی

علاجِ غمِ جانِ بیمار تو
مصیبت مین سب کا مددگار تو
دکھاتا ہے رحمت کے آثار تو
یہ سب مال تیرا خریدار تو
یہ جلوہ ہے تیرا نمودار تو
پرستش کا بیشک سزاوار تو

بڑا دینے والا ھے پروردگار
مدد مانگ لے مضطرِ زار تو

تندرستی کا بھروسہ دم آزار ہے تو
طرفہ اُمید شفائے دلِ بیمار ہے تو

سب کو دنیا مین کھرے مال کا گاہک دیکھا
اپنے کھوٹو نکا فقط ایک خریدار ہے تو

پتے پتے مین ہے سرسبزیِ قدرت تیری
غنچے غنچے سے نمایان سرِ گلزار ہے تو

بیخودی عشق الٰہی کی ہو حاصل ایدل
مین تو اوسدن تجھے جانونگا کہ ہشیار ہے تو

رحم کرنیکو ادہر دہر مین موجود تو ھی
بخشدینے کو ادہر حشر مین تیار ہے تو

دیدۂ دلکا تماشہ ہے تو ہی پردے مین
چشمِ مشتاق کا جلوہ سرِ بازار ہے تو

جانِ مضطر کو چکھاتا ہے تو ہی لذتِ عیش
قلبِ غمگین سے مٹاتا خلشِ خار ہے تو

ردیف (ہ)

یہ اوسی نے دی ہے گلون کو بو۔ زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کا جلوہ ہے چارسو۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے اوسکی شاخ اوسی کے پھل ہے اوسیکا چارطرف عمل
ہے اوسیکا گلشنِ آرزو زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسیکا تارِ نفس مین ہے یہ اوسیکا لطف ہوس مین ہے
یہ اوسکی لب پہ ہے گفتگو زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کی ہاتھہ کو ہے ہوس یہ اوسکی قید ہے بے قفس
یہ اوسی کی پانؤن کو جستجو زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے وہی نظر کرو جس طرف وہی اُسطرف وہی اوسطرف
وہی سب کی نظرون کے روبرو زہے شان جل جلالہٗ

وہ وکیل جملہ دیار ہے وہ کفیل و بانئی کار ہے
زہے لطف عم نوالہٗ زہے شان جلّ جلالہٗ

مری مضطر ایسی مجال کیا کہ کرون مین اوس کی ثنا ادا
زہے شان جل جلالہٗ - زہے شان جل جلالہٗ

وہ رحیم ہے وہ کریم ہے - زہے شان جل جلالہٗ
وہی ہر صفت مین قدیم ہے زہے شان جل جلالہٗ

نہ مٹے گا وہ نہ ہوا ہے وہ یہ تو وہ ہی جانے کہ کیا ہے وہ
وہی آپ اپنا علیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہی مالک طبق زمین وہی خالق فلک برین
وہی ربّ عرش عظیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہی چارہ گر وہم یاس ہے وہی دردمندونکی آس ہے
وہی غمزدون کا حکیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ بشیر ہے وہ نذیر ہے وہ سمیع ہے وہ بصیر ہے
وہ خبیر ہے وہ علیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا باغ مین رنگ ہے یہ اوسکی دل مین اُمنگ ہے

یہ اوسیکی گل مین شمیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا رنگ اوسی کا رُو یہ اوسیکی خو ہے اوسیکی بو

یہ اوسیکی موجِ نسیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ فروغ دیدۂ زار ہے وہ ضیائے خانۂ تار ہے

وہی سب دلونمین مقیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ کفیل مضطر زار ہے وہ وکیل جملہ دیار ہے

وہ طبیب قلبِ دونیم ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

نہین تاب جلوۂ کبریا - زہے شان جلّ جلالہٗ

نہ نظر بجا ہے نہ دل بجا - زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی ذکر خانۂ تار مین جو فروغِ نور کا آگیا

تو چمک کے جلوہ پکار اوٹھا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی رنگِ قدرتِ پاک پر جو ہوا خیال کہ کیا کہون

کوئی آکے چپکے سے کہہ گیا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بلبلون نے دمِ فغان جو ثنائے نزہت باغ کی

لبِ گل نے صاف یہ دی صدا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بامِ منزل چرخ پر جو نگاہِ دیدۂ دل پڑی

تو فلک نے جھک کے یہ دی ندا زہے شان جل جلالہٗ

کبھی موج نکہتِ باغ پر جو ہوا خیال کہ کچھ کھون
تو چلی یہ کہتی ہوئی ہوا - زہے شان جلّ جلالہٗ
بجز اس کے معنظر بینوا کوئی اوس کے وصف مین کیا کہے
کہ مرا خدا ہے مرا خدا - زہے شان جلّ جلالہٗ
وہ چمن کا حُسن بہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ
وہ گلونکا باقی کار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کے پھول اوسیکے پھل یہ اوسی کا چار طرف عمل
یہ اوسیکا رنگِ بہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسکی شاخ اوسی کا گل یہ اوسی کا جز ہے اوسیکا کل
وہی حُسن نقش و نگار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کے عیش اوسی کے غم یہ اوسی کے تم ہوا وسیکے ہم
سب اوسی پہ دار و مدار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کا مین ہون اوسی کا تو یہ اوسکی خو ہے اوسکی بُو
یہ اوسی کی سب مین پکار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کا دن ہے اوسکی ضو یہ اوسکی شمع اوسی کی لَو
وہی مالکِ شبِ تار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ
وہ معین مضطر زار ہے وہ کفیلِ عقدہ کار ہے

وہی رب لیل ونہار ہے ۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

چمنوں مین پھول کھلا دئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جو لگے نہ تھے وہ لگا دئے ۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

جو ہجومِ حزن وملال مین کبھی اوس سے خواہش عیش کی

تو خوشی سے رنج مٹا دئے ۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

جو اوکھڑ گئے تھے ملال سے جو بگڑ گئے تھے خیال سے

وہی نقش اوس نے جما دئے ۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

جو اوجڑ گئے تھے نصیب سے کہین جن کا نام ونشان نہ تھا

وہی گھر خدا نے بسا دئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جنہین سب سے بڑھ کے غرور تھا صفتِ جمال وکمال کا

تہ خاک اوس نے دبا دئے زہے شان جل جلالہٗ

مرے کامِ دل کا معین ہے وہ ہر ایک حالتِ یاس مین

جو بگڑ گئے تو بنا دئے ۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

مرے دلمین مضطرِ بینوا کوئی نخل ذوقِ وفا نہ تھا

یہ شجر اوسی نے اوگا دئے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

الٰہی دکھا دے دیارِ مدینہ
بنا مجھکو گرد وغبارِ مدینہ

گدا کر کے لے چل کہ حاصل ہو مجھکو
سلامِ شہِ کامگارِ مدینہ

نگاہین مری ٹھوکرین کھا رہی ہین — پئے جستجوئے دیارِ مدینہ

صبا جا کے لاوے تو بیشک ابھی ہین — بدلتا ہون پھولون سے خارِ مدینہ

بنا مسکنِ ذاتِ محبوبِ خالق — زہے عزت و افتخارِ مدینہ

گمانِ جہان دل سے یارب مٹا دے — بڑہا دے سرِ اعتبارِ مدینہ

مری عمر کم اور مسافت زیادہ — کہان تک کرون انتظارِ مدینہ

الٰہی بنا دے مری خاک کو تو — غبارِ سرِ رہگذارِ مدینہ

مرا باغ امید وقفِ خزان ہے — ہے فریادی تجھسے بہارِ مدینہ

امیدون سے کہدو یہین جا کے ٹھہرین — ہے آغوشِ مقصد کنارِ مدینہ

نہین چاہتا کوئی پھل یا الٰہی — مگر ثمرۂ شاخسارِ مدینہ

یہی ثمرۂ زندگانی ہے مضطر
کہ ہون جان و دل سب نثارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

پناہِ زمین و زمان ہے توہی — جہان مین خدائے جہان ہے توہی

ادہر ہے توہی حاکمِ سرزمین — ادہر مالکِ آسمان ہے توہی

ہے ساری بہشتون پہ قبضہ ترا — چمن بندِ باغِ جنان ہے توہی

تجھے کس طرح چھوڑ دین یا رب — ہماری متاعِ گران ہے توہی

نہ دنیا کا کھٹکا نہ عقبیٰ کا ڈر — معاون یہان اور وہان ہے توہی

توہی جیتے جی حامئ زندگی
دمِ واپسین حرزِ جان ہے توہی

سوا تیرے مضطر کو پوچھیگا کون
خبر گیر اہلِ جہان ہے توہی

الٰہی مدد اپنے مضطر کو دے
کہ داروئے قلبِ تپان ہے توہی

داورِ حشر رحم کر۔ دل کی گرہ کو کھولدے
طور پہ تو نے بات کی۔ یہ تو تجھے بھی یاد ہے
اے مرے رب تیرے سوا۔ جنسِ گناہ کون لے
کثرتِ رنج و درد مین کٹ گئی ساری زندگی
ابرِ عطا کے سامنے ہین بھی اگر تو کیا ہین یہ
گند ہے خاطرِ حزین تیرے غمِ فراق سے
گردِ گناہ سب مری بحرِ عطا مین ڈالدے
حسرتِ دید تا کجا چھپنے مین کچھ نہین مزا

ہلکے ہین نامۂ عمل اپنے کرم سے تولدے
میری بھی آج بات رکھ مجھسی بھی آج بولدے
مول پہ توہی مال اوٹھا۔ مال کا توہی مولدے
اب تو مری دعا بھی ہین۔ بابِ شفا کو کھولدے
تو مرے نامۂ عمل آبِ کرم مین گھولدے
رنج و ملال دور کر۔ تو مرے دل کو کھولدے
خاک کو تو صفا بنا۔ ابرِ صفا گھنگھولدے
مین بھی تو تجھکو دیکھ لون۔ بندِ نقاب کھولدے

مضطر ابھی سے فکر کر۔ حشر کا وقت آگیا
خواب سے لوگ اوٹھ پڑے۔ توبھی اب آنکھ کھولدے

ہے زیبا تجھے غیب دانی تری
کیا تو نے ظاہر عدم سے وجود

تجھی پر پھبی حکمرانی تری
فنا مین بقا ہے نشانی تری

فنا ہے فنائے دوامی ہمین
بقا ہے بقا جاودانی تری

زمانے کے دل اور تیرا خیال
زمانے کے منہ اور کہانی تری

ادہر سلطنت ہے زمینی تجھے
اودہر مملکت آسمانی تری

نہ ہوتا کبھی پار بیڑا مرا
نہ ہوتی اگر مہربانی تری

گھمنڈ اسپہ اسد رجہ مضطر نہ کر
کہ اک خواب ہے زندگانی تری

وہی دردِ دل کی دوا دے تو دے
وہی رنج وغم سے شفا دے تو دے

تجھے یون تو اے دل ملی کب جنان
وہی اس چمن کی ہوا دے تو دے

مرے ڈہونڈہنے سے نشان کب ملا
وہی ثمرہ مدعا دے تو دے

گناہون سے مضطر ملی کب نجات
مگر دینے والا خدا دے تو دے

شکم ماہیٔ بیتاب مین گھر دیتا ہے
کوہ کو دامنِ دریا مین مقر دیتا ہے

قدرتِ خاص سے پانی کو جما کر فوراً
موتیون سے وہی منہ سیپ کا بھر دیتا ہے

چشمِ نرگس کو دکھاتا ہے بہارِ گلشن
ایسا قادر ہے کہ اندہے کو نظر دیتا ہے

عشق کی آگ کو کرتا ہے دلون مین پنہان
دامن کوہ مین پتھر کو شجر دیتا ہے

اوسکی رحمت پہ بھروسا ہے مجھے اے مضطر
میرا مالک ہے جو چاہون وہی کر دیتا ہے

چارۂ ظلم و ستم کون وہی کرتا ہے
داروے درد والم کون وہی کرتا ہے

ثمرۂ نخلِ وفا کون وہی دیتا ہے
شاخ امید قلم کون وہی کرتا ہے

یہ اوسی نے تو کیا نقشِ قدم کو ہستی
نقش ہستی کو عدم کون وہی کرتا ہے

باغ کو نارِ سقر کون بناتا ہے وہی
نار کو باغِ ارم کون وہی کرتا ہے

اپنے بندونکو زمانے سے اوٹھاتا ہی وہی
راہی ملکِ عدم کون وہی کرتا ہے

غیر ممکن تھا کہ تیرے سے مرادین ملتین
دل کو پابندِ صنم کون وہی کرتا ہے

مضطر اربابِ جہان خاک نہین کر سکتے
سب یہی کہتے ہین ہم کون - وہی کرتا ہے

ترا شکر کس سے ادا ہو سکا ہے
ترا وصف کرنے سے کیا ہو سکا ہے

سوا تیرے محشر مین بخشش کا وعدہ
کسی اور سے کب وفا ہو سکا ہے

ہر ایک کام تو نے بنایا ہے یارب
کب اورون سے تیرے سوا ہو سکا ہے

جو موسی نے دیکھی وہ پردے کی ضو تھی
ترا حسن کب برملا ہو سکا ہے

کسی کے کئے کب ہوا کچھ جہان مین
ہوا بھی تو تیرا کیا ہو سکا ہے

ہمین ہین جو بندے ترے بن سکے ہین
تو ہی ہے جو سب کا خدا ہو سکا ہے

خدائی نے کب اوسکو مضطر نہ جانا
جدائی سے کب وہ جدا ہو سکا ہے

بڑا رحم والا خدا ہی تو ہے
مرا حق تعالی خدا ہی تو ہے

ہمین جس نے پیدا کیا ہے وہی
ہمین جس نے پالا خدا ہی تو ہے

ہجومِ غم و رنج و آفات مین
مدد کرنیوالا خدا ہی تو ہے

اثر دینے والا دعا مین وہی
دعا سننے والا خدا ہی تو ہے

ہمیشہ کوئی رہنے والا نہین
سدا رہنے والا خدا ہی تو ہے

گداؤن کی لیتا ہے وہ ہی خبر
جو بھر دے پیالا خدا ہی تو ہے

مصیبت مین مضطر اوسیکو پکار
خبر لینے والا خدا ہی تو ہے

نہین دل دکھانا گوارا تجھے
سنی اوسکی جس نے پکارا تجھے

سبھی کو ہے یارب ترا آسرا
نہین ہے کسیکا سہارا تجھے

مزے سے گذرتی ہے یہ زندگی
ہمین دھیان تیرا ہمارا تجھے

دوا کر مری اوس کے صدقے مین تو
وہی جس کا ہے نام پیارا تجھے

سوا تیرے کس سے کہون دردِ دل
سمجھتا ہون مین اپنا چارا تجھے

خیالون کے جھگڑون مین وہ پھنس گیا
بہت جس نے سوچا بچارا تجھے

غمِ شورشِ حشر مضطر نہ کر
محمدؐ کا جب ہے سہارا تجھے

جفا اوس نے رسمِ وفا سے بدل دی
گلستان کی صورت ہوا سے بدل دی

وہی سب کو دیتا ہے مانگی مرادین
تمنا کی حالت دعا سے بدل دی

ہے زیبا اوسے ناز تبدیلِ صورت
قیامت مین بے ڈر اوٹھین گے جنھون نے
فلک تھا اسی شکل پر ناز تجھکو
زبان کیا کرے شکر اوسکا کہ اوس نے

بتاؤن مین کیا کس ادا سے بدل دی
بتون کی محبت خدا سے بدل دی
وہ دیکھہ اوس نے فوراً گھٹا سے بدل دی
خموشی کی حالت صدا سے بدل دی

بڑا مالک الملک ہے جس نے مضطر
مری ابتدا انتہا سے بدل دی

شکر پروردگارِ عالم ہے
اوسکا جلوہ ہے شمع بزمِ جہان
روزِ محشر سبھی کو بخشیگا
کام دل سب وہی بناتا ہے
اوسکے جلوے ہین ہر طرف روشن
وہ ہی ناظر ہے حالِ دنیا کا
کام جو چاہتا ہے کرتا ہے
سب کو دیتا ہے پیٹ بھر روٹی

کیونکہ اوس پر مدارِ عالم ہے
اوسکی رحمت بہارِ عالم ہے
طرفہ آمرزگارِ عالم ہے
بانیٔ حسنِ کارِ عالم ہے
مالکِ نور و نارِ عالم ہے
وہ ہی حاضر نگارِ عالم ہے
مالکِ کاروبارِ عالم ہے
حامیٔ روزگارِ عالم ہے

مضطر اسیرِ غم ور کیا کرنا
چند روزہ بہارِ عالم ہے

قابلِ اختیار ہے تو ہی - بیگمان باغبانِ عالم ہے

دور دور بہار ہے تو ہی - شمع افروز شان عالم ہے

تو اندھیرے کو نور کرتا ہے - اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

صاحب اقتدار ہے تو ہی - راحت افزائے جان عالم ہے

داغ عصیان تو ہی مٹاتا ہے - ناامیدی مین کام آتا ہے

رب آمرزگار ہے تو ہی - حامئ عاصیان عالم ہے

خار حسرت دلون سے چنتا ہے - بیکارے بھی خوب سنتا ہی

میرا پروردگار ہے تو ہی - سود بخش زیان عالم ہے

تو نے ڈالی ہین سب کی بنیادین - تو ہی سنتا ہی سبکی فریادین

واقعی کردگار ہے تو ہی - طرز حسن بیان عالم ہے

تو اوجاڑے جسے اوجڑتا ہے - تو بگاڑے جسے بگڑتا ہے

سب کا دار و مدار ہے تو ہی - تو مکین مکان عالم ہے

واقعی فضل ہے ترا شیوہ - اپنے مضطر کا ہی خبر لیوا

رب لیل و نہار ہے تو ہی - یہ تو اک داستان عالم ہی

عالم الغیب ہے تو اتنا ہے
راز پنہان اوسی نے جانا ہے

قطرہ قطرہ ہے اوسکا دریا مین
کھیت مین اوس کا دانا دانا ہی

داغ عصیان دلونسے دہو ڈالے
اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ذات مین مل گئی ہے ذات اوسکی
اوسکو جانا ہے جس نے جانا ہے

جلتی ہے اوسکے حکم پر دُنیا
زندگی لوگ جسکو کہتے ہین

اوس کا کہنا سبھی نے مانا ہے
موت آنے کا اک بہانا ہے

اس سے ہرگز نہ دل لگا مضطر
نقش بر آب یہ زمانا ہے

تو نے ہی سبکو زبانین دین بیانون کیلئے
آرزوئین خلق کی ہین سب دلون کے واسطے
تو نے ہی قدرت سے اپنی روک رکھا ہے انہین
عیش کو پیدا کیا تو نے دلون کے واسطے

بات مین اک بات پیدا کی زبانون کے لئے
شمع کو تو نے کیا روشن مکانون کے لئے
اور کوئی ٹیک کب ہے آسمانون کے لئے
یہ چراغ اچھے جلائے اِن مکانون کے لئے

مضطر اس دنیا مین رہ کر تم رہو ثابت قدم
کیونکہ آئے ہو یہان تم امتحانون کے لئے

بہارون مین رنگِ چمن ڈالتا ہے
وطن مین دکھاتا ہے صبح غریبی
تری دی ہوئی ہے بیانون کو لذت
وہی رنج مین دل پھنساتا ہے اکدم

گلون مین وہی بانکپن ڈالتا ہے
غریبی مین شامِ وطن ڈالتا ہے
زبانون مین تو ہی سخن ڈالتا ہے
وہی عیش مین جان و تن ڈالتا ہے

ہزارون کو پیدا وہ کرتا ہے مضطر
ہزارون کو زیر کفن ڈالتا ہے

تو ہی بچھڑے ہوئے ملاتا ہے

جانے والے کو پھیر لاتا ہے

موسمِ گل ہے تیرے قبضے مین
غم کو باتون مین میٹ دیتا ہے
ہے ترا صبح و شام پر قبضہ
نام جپتا ہے ہر کوئی تیرا
ہے تری ذات ہر جگہہ موجود

تو ہی گلشن مین گل کھلاتا ہے
تو خوشی کی خبر سناتا ہے
رنگ مین رنگ تو ملاتا ہے
تیری کھاتا ہے تیری گاتا ہے
کہین آتا ہے تو نہ جاتا ہے

تیرا دامن کبھی نہ چھوڑے گا
تیرا مضطر وفا کا ماتا ہے

واقعی بے نیاز ہے تو ہی
لوگ سجدہ تجھی کو کرتے ہین
بھید والون کا بھید تو ہی ہے
ساز والون کو سوز دیتا ہے
ہر ادا مین تو ہی ہے رنگِ ادا
سب نے جانا نیاز دے دیکر
سب خدائی ہے تجھہ سے وابستہ
نیک و بد کی پرکھہ تجھی کو ہے

جانتا سب کے راز ہے تو ہی
جانِ اہلِ نماز ہے تو ہی
راز والون کا راز ہے تو ہی
سوز والون کا ساز ہے تو ہی
نازنین حسنِ ناز ہے تو ہی
اک فقط بے نیاز ہے تو ہی
ایسا دامن دراز ہے تو ہی
صاحبِ امتیاز ہے تو ہی

اپنے مضطر کو تو ہی بخشیگا
کیونکہ بندہ نواز ہے تو ہی

دن کا مالک ہے رات ہے اوس کی
مملکت کائنات ہے اوسکی

قول مین قول قول ہے اوسکا
بات مین بات بات ہے اوسکی

وصف مین وصف۔ وصف ہے اوسکا
ذات مین ذات - ذات ہے اوسکی

ایسی قایم نہین ھے کوئی شے
جیسی دائم ثبات ہے اوسکی

اہل دُنیا اوسی کے بندے ہین
ھے وہ دولہا برات ہے اوسکی

اوس طرف کیا نہین ھے سب کچھ ہے
جس طرف التفات ہے اوسکی

اوسپہ مرتا ہے جو کوئی مضطر
سچ تو یہ ہے نجات ہے اوسکی

مرے دل کی تو آرزو جانتا ہے
یہ تو نے ہی دی اسکو تو جانتا ہے

سن اے چارہ گر داروئے دردِ پنہان
نہ مین جانتا ہون - نہ تو جانتا ہے

کسی نے سیا ہے نہ کوئی سیے گا
تو ہی چاک دل کا رفو جانتا ہے

تو ہی پیٹھ پیچھے کی باتون سے واقف
تو ہی حال دل دو بدو جانتا ہے

کہون تجھ سے کیون حال اپنا مین یارب
نہین جانتا مین جو تو جانتا ہے

ترے ناخن تیغ الفت کی چھڑین
مزا انکا تارِ گلو جانتا ہے

تری آرزو وہ نکالیگا مضطر
کہ وہ ہی تری آرزو جانتا ہے

بسین گلشنون مین ہوائین تری
گلون نے اوڑائین ادائین تری

سنین سننے والے اگر کان ہون — چلی آرہی ہین صدائین تری

سدا دامن دشت ہین جھاڑتی — بگولون کے اندر ہوائین تری

چھپاتا نہ منہ ظلم سے یہ فلک — نہ آتین اگر یہ گھٹائین تری

کئے جا او سے یاد مضطر سدا — وہی بخشدے گا خطائین تری

تو ہی دیگا امن وامان مجھے - کہ مرا بچاؤ تجھی سے ہے

مرے دل کی لاگ تجھی سے ہی - یہ مرا لگاؤ تجھی سے ہے

مجھے اپنا مرہم لطف دے - کہ طبیبِ درد نہان ہی تو

مرے دل کا درد تجھی سے ہی - مرے دل کا گھاؤ تجھی سے ہے

تو حکیم ہے تو قدیر ہے - تو علیم ہے تو بشیر ہے

یہی کہہ رہا ہے بگاڑ بھی کہ یہ سب بناؤ تجھی سے ہے

ترے ابر فیض سے ایخدا جو ہر ایک گل ہے کھلا ہوا

چمن جہان ہے یہ کہہ رہا - کہ مرا سبھاؤ تجھی سے ہے

مین ترا ہی مضطرِ زار ہون مجھے چارۂ غم و درد دے

مرا کامِ دل بھی بنا تو ہی کہ مرا بناؤ تجھی سے ہے

آبرو رکھ تو نے ایخدا میری — ھے تجھی سے تو التجا میری

خاک ناحق اوڑائی دیتی ہے — گلشنِ دہر مین ہوا میری

بات اس خود غرض زمانے مین — کون پوچھے ترے سوا میری

اپنے باب اثر سے بخشش کر
بھیجد ینا جوار بطحا مین
رنج ہی ہے ترا مری راحت

سخت مایوس ہے دعا میری
جائے جب جانِ مبتلا میری
درد ہی ہے ترا دوا میری

کیسے مضطر مدینے جاؤن گا
زندگانی ہے بیوفا میری

مہربانی ہے کبریا تیری
پار بیڑا گناہ سے ہو گا
پھر گیا باغ مین ترا بانی
باغ دنیا مین جب کھلے غنچے
کیا خبر ہے کہ جانے والون کو
مین تو پلے مین کچھ نہین رکھتا

درد کو مِل گئی دوا تیری
کیونکہ رحمت ہے ناخدا تیری
چل گئی باغ مین ہوا تیری
آگئی کان مین صدا تیری
کس طرف لے اوڑی ہوا تیری
ہان توقع ہے ایخدا تیری

چل مدینے کی سمت اے مضطر
زندگانی ہے بے مزا تیری

قہر تیرا خراب کرتا ہے
درد اُلفت اوسیکو ملتا ہے
ترا افضال خاص ہے ورنہ
وہ کوئی بات کر نہین سکتا

مبتلائے عذاب کرتا ہے
جسکو تو انتخاب کرتا ھے
کون کارِ ثواب کرتا ہے
جسکو تو لاجواب کرتا ہے

دیکھہ لیتے ہین دیکھنے والے
سبکو تو بیحساب دیتا ہے

اسقدر کیون حجاب کرتا ہے
تو ہی سب کا حساب کرتا ہے

چل مدینے کو تو یہان مضطر
مفت مٹی خراب کرتا ہے

زمانے کا روزی رسان ھے تو ہی
ہے دونون جہان مین ترا آسرا
بجھاتا ہے تو ہی جہنم کی آگ
ترے ہاتھہ ہے چارۂ جان و دل

غرض حامی کل جہان ھے تو ہی
یہان ھے تو ہی اور وہان ھے تو ہی
کہ نزہت فضائے جنان ہے تو ہی
طبیب غم جاودان ھے تو ہی

ہزارون ہین مضطر خدا کے لئے
محبت مین کیا اک یتان ہے تو ہی

بیتاب کا سرمایۂ آرام تو ہی ہے
لاریب مرا قادر علام تو ہی ہے
انجام مین دیکھا ہے تو آغاز تو ہی تھا
اس عشق کے اندر خلش خاص تو ہی تھا
اوجڑے تو بسانے کو مرا گھر ہے تری ذات
اکرام ترے مالک افضال ہی تو ہی

اندوہ مین عیش دل ناکام تو ہی ہے
ہر لحظہ معاون سحر و شام تو ہی ہے
آغاز مین ڈھونڈ ہا ہی تو انجام تو ہی ہے
اس حسن کی اندر کشش عام تو ہی ہے
بگڑے تو بنانے کو مرا کام تو ہی ہے
افضال ترے صاحب اکرام تو ہی ہے

کیا لطف ہو محشر مین اگر رحمت باری
یون پوچھے کہ کیا مضطر ناکام تو ہی ہے

اے مرے کردگار تو آئی بلا کو ٹال دے
خارِ الم جو چبھ گئے - دلمین انہین نکال دے

اے مرے کردگار تو بہر حبیب مصطفیٰ
رنج کے دن گذار کر - عیش کے ڈول ڈال دے

جاکے حرم مین رہ پڑون - عمر تمام ہو وہین
ترکِ ملال دہر کر - صرف یہی خیال دے

اے مرے کردگار تو - حامیِ جملہ خلق ہے
مجھکو بھی اپنے لطف سے - چارۂ صد ملال دے

تا بہ کجا یئے رہون - دل مین حرم کی آرزو
اب تو اخیر وقت ہے - اسکو بھی تو نکال دے

صورتِ کارِ بیکسی - مین تو یہان بگڑ گیا
مجھپہ بھی اپنا رحم کر - حال مرا سنبھال دے

جسکی مدد سے تو مجھے - دیتا ہے رزق ایخدا
اوسکو بحق مصطفیٰ عزت صد جلال دے

وقت اخیر خاتمہ سب کا توہی بخیر کر
عفو گناہ کیلئے - ثمرۂ انفعال دے

مضطرِ زار کو دکھا دیس حبیب پاک کا
ہے یہی دلمین آرزو اسکو توہی نکال دے

سزاوارِ حمد و ثنا ہے وہی
خدائی کا اپنی خدا ہے وہی

سبھی دردمندون کا ہی چارہ گر
دُکھے دل کی بیشک دوا ہے وہی

وہی سننے والا ہی سبکی پکار
علاجِ دلِ مبتلا ہے وہی

جدائی مین دیتا ہے لطفِ وصال
مصیبت مین راحت فزا ہی وہی

اوسی پر بھروسہ ہے مضطر مجھے
مددگار اہلِ خطا ہے وہی

بڑی چیز ہے مہربانی تری
وجودِ جہان ہے نشانی تری

نگاہون مین ہر دم ہے جلوہ ترا
زبانون پہ ہر دم کہانی تری

فنا ہے فنا ساری مخلوق کو
بقا ہے بقا جاودانی تری

یہ دنیا مجھے لوٹ لیتی ضرور
نہ ہوتی اگر نگہبانی تری

تجھی سے بچا میرا رختِ حیات
معاون بنی پاسبانی تری

ہزارون گئے اور ہزارون مٹے
نہ پائی کسی نے نشانی تری

زمانے پہ مضطر بھروسہ نہ کر
ڈبو دیگا کشتی یہ بانی تری

ترکِ دنیا کی ضرورت تو ہی ارمان مین ہے
خواہش ملکِ عدم بن کے مری جان مین ہے

دیدۂ دل کا تماشہ تو ہی ہر شان مین ہے
ہے یہی بات کہ دنیا ترے ارمان مین ہے

کیون قضا مفت مری جان کی ارمان مین ہے
جان مین یون نہین دینے کا کہ تو جان مین ہے

سب گلے تیرے ہی رشتے مین پھنسے ہین یارب
تری الفت کا یہی اک تار گریبان مین ہے

تو نے دیدار قیامت پہ اودھار کہا ہے
اس لئے اور بھی دنیا ترے ارمان مین ہے

اس زمانے مین کسی کی نہین سنتا کوئی
بات اتنی ہے کہ آواز تری کان مین ہے

جان و دل اوسکو سمجھتا ہون مین اپنا مضطر
دل مرے دل مین ہے اور جان مری جان مین ہے

کوششِ بندۂ مجبور سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

کب زبان رکھتی ہے مخلوق پئے شکرِ کرم
کس سے حقِ طاعتِ خالق کا ادا ہوتا ہے

سب کی باتین ہین وہ باتین جو نہ پوری ہون کبھی
اوسکی بخشی ہوئی راحت کو بقا ہوتی ہے
دورِ ایّام بہی ہے تابعِ فرمانِ خدا
رنج دیتا ہے تو خود اوسمین مدد کرتا ہے

اوسکا وعدہ ہے وہ وعدہ جو وفا ہوتا ہے
اوس کی ڈالی ہوئی آفت مین فرا ہوتا ہے
بے سبب گردشِ قسمت کا گلا ہوتا ہے
درد دیتا ہے تو خود اوسکی دوا ہوتا ہے

کام کیا آئیگا یہ عشق بتان اے مضطرؔ
آخر اس عمر دو روزہ مین یہ کیا ہوتا ہے

یہ ساری خدائی بنائی ہے تو نے
ترے آب رحمت نے ٹھنڈا کیا ہے
اودھر ملکِ عقبیٰ بسائے گا تو ہی
گلون سے چنے تو نے گلشن مین کانٹے
کہین کھیل بگڑا سنوارا ہے تو نے
جو آنکھون کو بخشا ہے نورِ بصارت

عجب شانِ قدرت دکھائی ہے تو نے
لگی سب کے دل کی بجھائی ہے تو نے
ادہر ساری دنیا بسائی ہے تو نے
دلون کی مصیبت مٹائی ہے تو نے
کہین بات بگڑی بنائی ہے تو نے
تو خاطر کو بخشی صفائی ہے تو نے

خیالِ بتان بے نتیجہ ہے مضطرؔ
عبث عمر اپنی گنوائی ہے تو نے

تری طرز بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
ترے تار دامنِ فصل سے یہ سبھی جہان ہی بندھا ہوا
نہ حساب ہے نہ کتاب ہے شجر و ثمین تیری نمود کا

تری خلقتِ گل و خار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
تری رسمِ دار و مدار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
چمنو ثمین تیری بہار کا۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے فضل پر ترے رحم پر کوئی کچھہ کبھی تو کیا لکھے
ترے لطف کا ترے پیار کا - نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری ذات پاک سے التجا نہ کرے وہ کیسی مدد طلب
کہ ملال مضطر زار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تکبر زمانے کا توڑا ہے تو نے
گلا نخوتوں کا مروڑا ہے تو نے

طریق جدائی کی رسمیں ہٹا کر
محبت کے رشتوں کو جوڑا ہے تو نے

بنی ہے جو قسمت بنائی ہے تو نے
نصیبا وہ پھوٹا جو پھوڑا ہے تو نے

قضا سے یہاں کس کو چارہ تھا یا رب
وہی بچ رہا جس کو چھوڑا ہے تو نے

دل مضطر زار کو اب نہ دینا
تعلق جو دنیا کا توڑا ہے تو نے

میری جان حزین اوسکی تو ہے
یہ فلک یہ زمین اوسی کی تو ہے

جس کو دنیا پکارتے ہین سب
یہ کسی کی نہین اوسکی تو ہے

مدعا بالیقین اوسی کا تو تھا
آرزو بالیقین اوسکی تو ہے

کل جہان اوسکو یاد کرتا ہے
حسرت دل نشین اوسکی تو ہے

کیون نہ سجدہ کو سر جھکے مضطر
ٹکنے والی جبین اوسکی تو ہے

تو کرم کے واسطے شکر کرم تیرے لئے
تو ہمارے واسطے ہے اور ہم تیرے لئے

جانب دیر و حرم دنیا اکٹھی ہو گئی
سب خدائی ہے ترے در پر ہجم تیری لئے

تو ہمارے واسطے قایم ہے ای پروردگار
یون بہی ہین تجہپر تصدق یون بہی ہین تجہپر فدا

ہے یہی جینا کہ مرجاتے ہین ہم تیری لئے
دم ترا بھرتے ہین - اور بھرتے ہین دم تیری لئے

تجہکو مضطر دارِ فانی مین سدا رہنا نہین
چل بھی دے - تیار ہے ملکِ عدم تیری لئے

مخلوق کا سرمایۂ آرام توہی ہے
دکہہ ہو تو علاجِ دل ناکام توہی ہے
انجام یہ کھتا ہے کہ آغاز توہی تھا
اک عام کشش مین اثرِ خاص توہی تھا

عالم کا معاون سحر و شام توہی ہے
غم ہو تو طبیب غم و آلام توہی ہے
آغاز یہ کھتا ہے کہ انجام توہی ہے
اک خاص ادا مین کششِ عام توہی ہے

ڈہونڈھے وہ تسلی کیلئے کیون کوئی صورت
تسکین دلِ مضطرِ ناکام توہی ہے

جیتے جی انتقام لیتا ہے
وقتِ لغزش توہی معاون ہے
وہ کسی اور کو پکارے کیون
اپنے ناکام سے توہی یارب

تو عوض لاکلام لیتا ہے
اپنے گرتون کو تھام لیتا ہے
جو ترا دل سے نام لیتا ہے
ناامیدی مین کام لیتا ہے

یاد کرتا ہے جب تجھے مضطر
دل کو ہاتھون سے تھام لیتا ہے

تو مرا کردگار ہے - تو مرا کردگار ہے

توہی کفیل کار ہے - تو مرا کردگار ہے

غنچۂ آرزو کھلے۔ شاخ سے پھول جا ملے
میری اُمید و آرزو دل سے نکال دیگا تو
میری شفا تو ہی تو ہے۔ غم کی دوا تو ہی تو ہے
تو ہی مرے نفس میں ہے۔ روح تیرے ہی بس میں ہے
دیں حبیب پاک کا مجھکو دکھا دے اے خدا
تیری اُمید کبریا ھے مرے دل کا آسرا
باغ جنان میں دی مجھے اپنے کرم سے تو جگہہ

تیری یہ سب بہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
سب تجھے اختیار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
عیش کا دین ہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
جان کا لین ہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
سر پہ ہیبت سوار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
تجھ پہ مرا مدار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
دہر تو خارِ زار ہے۔ تو مرا کردگار ہے

مضطر بیقرار ہون ہجر نبی سے زار ہون
تجھ سے یہی پکار ھے۔ تو مرا کردگار ھے

آلہی غمون کی جزا دے مجھے
مرے دل کی یارب لگی تو بجھا
ترے فضل و رحمت سے بڑھکر گناہ
بُری طرح گھیرا ہے اندوہ نے
گھٹا حسرتِ دل کی کاوش تو ہی
مری بیخودی نے مجھے کھو دیا

مین بندہ ہون اور تو خدا دی مجھے
مین جلتا ہون ٹھنڈی ہوا دے مجھے
اگر مین کرون تو سزا دے مجھے
آلہی تو ہی راستا دے مجھے
مٹاتے ہین میرے ارادے تجھے
آلہی تو میرا پتا دے مجھے

مین دنیا کے دہندے مین ہون بیقرار
محبت مین **مضطر** بنا دے مجھے

جو مالکِ بہار ہے ایسا توہی تو ہے
مشہور ہے جہان مین تری عزتِ جلال
پھیلے ہوئے ہین دستِ طلب سب تری طرف
پھل دے بحقِ ثمرۂ آلِ نبی مجھے
روشن کریگا سب کے اندھیرے گھرونکو تو
کرتا نہین ہے فاش کسی کے بھی عیب تو

جو مٹتا غبار ہے - ایسا توہی تو ہے
جو صاحبِ وقار ہے - ایسا توہی تو ہے
جسکی یھان پکار ہے - ایسا توہی تو ہے
قبضے مین جس کے بار ہے - ایسا توہی تو ہے
خلاقِ نوزونار ہے - ایسا توہی تو ہے
جو سب کا پردہ دار ہے - ایسا توہی تو ہے

مضطر خدا سے مانگ لے راحت گری پڑی
جسپر غمون کی مار ہے - ایسا توہی تو ہے

ترے وار کس سے بچائے گئے
بڑی چیز ہے تیرا حکم طلب
دمِ سربلندی جو بڑھے چلے
ترے آبِ رحمت کا کیا پوچھنا
نظر اک توہی سکو آنے لگا
ترا باغِ دنیا عجب چیز ہے

برابر ہوئے سارے آئے گئے
وہ کس سے رُکے جو بلائے گئے
وہ اوپر سے نیچے گرائے گئے
گناہون کے دفتر بھائے گئے
جو غفلت کے پردے اوڑھائے گئے
ہمیشہ یونہین گل کھلائے گئے

یونہین عمر صدمون مین مضطر کٹی
ہمیشہ یونہین داغ کھائے گئے

راز اوس سے چھپا نہین کوئی
وہ خدا ہے خدا نہین کوئی

جس طرح دیکھتا ہے وہ سبکو / اس طرح دیکھتا نہین کوئی
جب سے وہ دلنشین عالم ہے / دلنشین دوسرا نہین کوئی
دو گھڑی کو اگر زبان ملجائے / بت بھی کہدین خدا نہین کوئی
مالک الملک ہے ہمیشہ کا / ابتدا انتہا نہین کوئی
اس طرح سے ملا ہے وہ سب سے / اوس سے گویا جدا نہین کوئی
خاطر دو جہان مین بستا ہے / نقش بے مدعا نہین کوئی
یہ اوسی کی مدد سے چلتی ہے / اوس سے خالی ہوا نہین کوئی

جس نے کھایا نہ زخم عشق خدا
اوسکو مضطر مزا نہین کوئی

کوئی محفوظ رہ سکتا نہین قہر الٰہی سے / الم سے درد سے اندوہ سے غم سے تباہی سے
نشان صحرا مین اوسکا ہر جڑی بوٹی سے چلتا ہے / پتہ دریا مین اوسکا مل رہا ہے مرغ و ماہی سے
اوسی نے سب کو چشم امتیاز نیک و بد بخشی / لگائے جس نے سب کی آنکہہ مین نقطے سیاہی سے
برا اچھا سبھی کچھ ہے خدا کے دست قدرت مین / اگر چاہے تو نکلین عیش کے پہلو تباہی سے
اگر چاہے مٹا دے دفتر اعمال کا جھگڑا / اگر چاہے گناہونکو بدلدے بیگناہی سے
جوانی کٹ چکی ہے عمر تھوڑی رہگئی غافل / قضا سر پر ہے یون غافل نہ رہ یاد الٰہی سے

وہ مضطر ہون وطن والونے میرا جب پتا پوچھا
تو بولی شام غربت پوچھ لو جا کر تباہی سے

اوس کے بحرِ کرم مین سب کچھہ ہے
شانِ لطفِ اتم مین سب کچھہ ہے

دم مین کچھہ بہی نہ ہو جو وہ چاہے
وہ جو چاہے تو دم مین سب کچھہ ہے

چارہ سازی کے لطف آتے ہین
عیش تو عیش غم مین سب کچھہ ہے

کچھہ نہ ہوتا تو نام کیون ہوتا
بس سمجھہ لو عدم مین سب کچھہ ہے

یون مرے دلمین ہین وفا کے مزے
جس طرح جامِ جم مین سب کچھہ ہے

آگ پانی کے لطف آتے ہین
اس مری چشمِ نم مین سب کچھہ ہے

جس کے ہم ہین اوسی مین ہے سب کچھہ
کیون نہ سمجھین کہ ہم مین سب کچھہ ہے

کون جاتا اگر نہ ہوتا کچھہ
اوس کے ملکِ عدم مین سب کچھہ ہے

ہے اسی سے جہان کی لذت
مضطر اس ایک دم مین سب کچھہ ہے

تو ہی ہے تو ہی - اور کوئی نہین ہے
خدائی کسی پر بہی پھبتی نہین ہے

یہ ہستی نمونہ ہے ملکِ عدم کا
حقیقت مین کچھہ اس کی ہستی نہین ہے

تو ہی ذرے ذرے کا مالک ہے یارب
یہان ایک بھی چیز اپنی نہین ہے

تری یاد اچھی ترا دہیان اچھا
کوئی چیز دنیا کی اچھی نہین ہے

تری دولتِ وصل دم دے کے مجھکو
ملے تو مین سمجھون کہ مہنگی نہین ہے

کوئی پھول دنیا مین ایسا نہ دیکھا
کہ جس مین بہار دو رنگی نہین ہے

دمِ شام سورج یہ کہتا ہے چھپ کر
سدا ایک سی دہوپ رہتی نہین ہے

یہ کھکر جہان سے گئے جانیوالے ہمیشہ یہ رہنے کی بستی نہین ہے

بھروسہ کرو اوسکی رحمت کا مضطر
یہ مانا کہ تقدیر ایسی نہین ہے

یہ ہے قولِ گلشنِ آرزو کہ سدا بہار تجھی سے ہے
گل و غنچہ کہتے ہین یک زبان کہ یہ برگ و بار تجھی سے ہے

توہی کارسازِ مراد ہے تجھے رسمِ رحم کی یاد ہے
یہ سب اختیار تجھی کو ہے - یہ سب اقتدار تجھی سی ہے

ترے کیف بادۂ عشق سے کوئی چشم شوق بچی نہین
جو کہین سرور تجھی سے ہے - تو کہین خمار تجھی سے ہے

ترے نورِ جلوۂ ذات کو نظر جہان مین جگہہ ملی
یہ تمام دید اوسی سے ہے - یہ سب آشکار تجھی سی ہے

ترا حکم روحِ روان مری تری بات طرزِ بیان مری
مرا قلب زار تجھی سے ہے - مری جان زار تجھی سے ہے

جو یہان ملین بھی تسلیان تو وہ میرے کام کی ہونگی کیا
مجھے کیا غرض ہے قرار سے - کہ مرا قرار تجھی سے ہے

کوئی اور مضطر زار کو نہین حشر و نشر کا آسرا
توہی اوس کا باعثِ فخر ہے اوسے افتخار تجھی سی ہے

تونے ترکیب وفا زیر جفا ڈالی ہے
درد کی تہ مین دواؤن کی بنا ڈالی ہے

قدرتِ خاص سے انسان کی بناڈالی ہے
روح کے نام سے مٹی مین ہوا ڈالی ہے

تونے ناکامی سے امید کے پھل بخشے ہین
نامرادی سے مرادون کی بناڈالی ہے

شوقِ نظارۂ موسیٰ کے بڑہانے کے لئے
نور کی شمع تجلی پہ ردا ڈالی ہے

حسن مین تونے ہی ڈالا کششِ عام کا رنگ
دل لبھانے کو حسینون مین ادا ڈالی ہے

نا امیدی مین مریضون کو بچا لیتا ہے
تونے دم توڑ کے پھر مُنہ مین دوا ڈالی ہے

گلشنِ دہر مین اوس پھول کے ارمان مین ہون
تونے جس پھول کی مٹی مین وفا ڈالی ہے

ہے تری یہ بھی تو دنیا جو ابہی ہے آباد
تھی تری وہ بہی تو دنیا جو مٹا ڈالی ہے

وہ ہی عقبیٰ مین بہی کام آئے گا تیرے مضطر
جس خدا نے تری دنیا مین بناڈالی ہے

مزا تو کلامِ زبانی مین ہے
اثر ذکرِ ارمان جانی مین ہے

دلیلِ بقا ہے تری ذات کی
یہ جو کچھ بہی گلزارِ فانی مین ہے

بہا جا رہا ہے تجھے ڈہونڈہتے
وہ تنکا جو دریا کے پانی مین ہے

ہے آسان دم دیکے پانا تجھے
ترا بھاؤ سستا گرانی مین ہے

تو ہی میری مٹی ٹھکانے لگا
زمین گردشِ آسمانی مین ہے

بھڑکتا ہے رونے سے سوزِ جگر
تری آگ دریا کے پانی مین ہے

فنا ہو کے مضطر بقا دیکھ لے
نشانِ وفا بے نشانی مین ہے

ٹلتی نہین ہرگز کبھی ڈالی ہوئی تیری
گرتی نہین جو شے ہو سنبھالی ہوئی تیری

لگتی نہین وہ آگ جسے تو نہ لگائے
چبھتی ہی نہین پھانس نکالی ہوئی تیری

تقصیر کی حالت مین بھی تو رزق ہی دیتا
در اصل یہ مخلوق ہے پالی ہوئی تیری

رکھی ہوئی تیری نہین کوئی بھی ہٹاتا
کوئی بھی اوٹھاتا نہین ڈالی ہوئی تیری

سو اُٹھ نہ گئے سو آ گئے دیکھا یہی ہوتے
دنیا کبھی بندون سے نہ خالی ہوئی تیری

پھر جانے کو پھر جاتی ہے آئی ہوئی تجھ سے
ٹل جانے کو ٹل جاتی ہے ٹالی ہوئی تیری

جب جانئین کہ مضطر تری اولاد بنا ہے
یہ خیر کی بنیاد[۵۱] ہے ڈالی ہوئی تیری

تری آرزو سے نصیبا لڑا ہے
مرا کام بگڑا ہوا بن پڑا ہے

ترے ابر رحمت سے پگھلے ہی پتھر
پہاڑون کے پیٹون مین پانی پڑا ہے

یہان کاٹ لین تیری فرقت کی راتین
قیامت کا دن ایسا کتنا بڑا ہے

اڑی تو نے رکھی نہ رکھے کسی کی
نہ جانے مرا کام دل کیون اڑا ہے

خوشی باغ عالم مین بسنے کی کیا ہو
دلونین ترے غم کا جھنڈا گڑا ہے

نہ موسیٰ ہون مین اور نہ گھر طور میرا
وہ پردہ اوٹھا دے جو پردہ پڑا ہے

وہ کیا تجھکو دیکھین وہ کیا تجھکو جانین
جن آنکھون پہ غفلت کا پردہ پڑا ہے

بڑائی ہے تیری بڑائی تجھی کو
بڑا اور کوئی نہین تو بڑا ہے

۵۱ - اشارہ ہے طرف اون محفلون کے جو سالانہ ہوا کرتی ہین۔

خبر اپنے مضطر کی لے بعد مُردن
کہ وہ کنجِ تربت مین تنہا پڑا ہے

سب مین مشہور ہے وفا تیری
تو نے یوسف کی آبرو رکھ لی
یاد کرتے ہین جا بجا تجھکو
جا ہے جیسے کھلائے تو غنچے
مال ہے قلبِ مبتلا تیرا
جا ہے جس روز بھیجکر لے لے
خاک مین اچھی صورتون والے
بے کسی آسرے کے زندہ ہون

ذات برحق ہے ایخدا تیری
ہے بڑی شان کبریا تیری
یاد ہوتی ہے جا بجا تیری
باغ تیرا ہے اور ہوا تیری
چیز ہے جانِ مبتلا تیری
جان تیری ہے اور قضا تیری
حسن تیرا ہے اور ادا تیری
مہربانی ہے ایخدا تیری

اوسکو مضطر یونہین پکارے جا
سن ہی لیگا ترا خدا تیری

جلوہ نمائے طور ہے جل جلالہ وہی
خاص مین اوسکی حکمتین کون سمجھ سکے اونہین
جل جلالہ وہی رنگ پہ رنگ نمود ہے
جل جلالہ وہی ہونے کو سب کے پاس ہے

مالکِ نار و نور ہے جل جلالہ وہی
وہم و گمان سے دور ہے جل جلالہ وہی
حسن پئے ظہور ہے جل جلالہ وہی
کہنے کو سب سے دور ہے جل جلالہ وہی

دیگا وہی دوائے دلِ مضطرِ بینوا تجھے

چارۂ ناصبور ہے جل جلالہ وہی

نہ اوٹھین گے تیرے مٹائے ہوئے
نہ پنپینگے یہ چوٹ کھائے ہوئے
الٰہی بچا گردشِ چرخ سے
کہان جائین اس کے ستائے ہوئے
یہ ہستی ہے تیری بنائی ہوئی
یہ نقشے ہین تیرے جمائے ہوئے
مٹانے کی طاقت کسی کو نہین
یہ خاکے ہین تیرے اوڑائے ہوئے

زمانے کا سودا ہے مضطر بُرا
عبث ہو یہان سر کھپائے ہوئے

تدبیر سے تقدیر پلٹتے نہین دیکھی
اللہ کی ڈالی ہوئی کٹتے نہین دیکھی
کافی ہے فروغِ رخ محبوبِ خدا نے
اندوہ کی وہ رات جو کٹتے نہین دیکھی
کیا چین سے مرقد مین سلایا ہے خدا نے
یہ نیند بجز حشر او چٹتے نہین دیکھی
دنیا مین یہ کہتی ہے شبِ تارِ غریبان
قسمت کی سیاہی کبھی گھٹتے نہین دیکھی
جس طرح مجھے شامتِ اعمال نے گھیرا
ایسی تو بلا کوئی سے پٹتے نہین دیکھی
حسرت کا سرانجام خدا نیک لگائے
بڑھتے تو بہت دیکھہ لی گھٹتے نہین دیکھی
حضرت کی محبت بھی بڑی جنس گران ہے
اصراف کی حالت مین نبٹتے نہین دیکھی
اللہ کے گھر کیا ہے سمجھہ مین نہین آتا
روحون سے کوئی روح پلٹتے نہین دیکھی

جس عیش سے اللہ نے مضطر کی گذاری
ایسی تو کسی اور کی کٹتے نہین دیکھی

عالم الغیب ذات تیری ہے
ساری باتون مین بات تیری ہے

دن ہمارا توہی گذارے گا
توہی کاٹے گا - رات تیری ہے

تو ہے قایم بقا ہے تیرے لئے
تو ہے دایم - ثبات تیری ہے

توہی دیتا ہے توہی لیتا ہے
میری کیا ہے حیات تیری ہے

تیرے بندے تری رعایا ہین
یہ سبھی کائنات تیری ہے

کیون ڈرون امتحانِ محشر سے
مجھپہ جب التفات تیری ہے

مضطر اب جانبِ مدینہ چل
اور کچھہ دن حیات تیری ہے

توہی آئی کو ٹال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے
دل کے کانٹے نکال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

سب دلون کو امنگ دیتا ہی - غنچے غنچے کو رنگ دیتا ہی
بوستان کو نہال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

تیری مشکور عزتین سبکی - تیری ممنون حالتین سبکی
وقتِ لغزش سنبھال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

دل کو لطفِ قرار ہے تجھسے - دم کا دار و مدار ہے تجھسے
سر کو حسنِ خیال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

چارہ گر ہے مریضِ حرمان کا - بخیہ گر چاکِ ہر گریبان کا

دارو کے ہر ملال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

جیب بھرتا ہے نامرادونکی - دلمین رونق ہے تیری یادونکی

دستِ مفلس کو مال دیتا ہی - تو بڑا قادر و توانا ہے

جلوہ تھم تھم کے تو دکھاتا ہی - رتبہ رہ رہ کے تو بڑھاتا ہے

آسمان کو ہلال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

باغ مین ہر کلی کلی تیری - ہر طرف ہے ہوا چلی تیری

رنگ پھولون مین ڈال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہی

اپنے مضطر کا رنج کھوتا ہے - داغ عصیان کو تو ہی دھوتا ہی

ثمرۂ عرضِ حال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

لطفِ جورِ خنجر بیداد ہے میرے لئے
دل ہے غم کے واسطے فریاد ہے میرے لیے

کون جانے تیرے ارمانونکی مایوسی کا حال
تیری حسرت اے دلِ ناشاد ہے میری لیے

ایک حد سی باندھ رکھی ہے مری تقدیر نے
ورنہ دنیا ہر طرح آزاد ہے میرے لئے

حشر کے دن پردہ داری کا نہین سامان کچھہ
صرف میرا دامنِ فریاد ہے میرے لئے

یونہین دنیا دار کو دنیا ہے رہنی کی جگھہ
جس طرح ملکِ عدم آباد ہے میرے لئے

گلشنِ دنیا مین رہ کر دل کو آزادی نہین
باغ بھی اب خانۂ صیاد ہے میرے لئے

مٹ کے بن سکتا نہین مین مضطرِ خانہ خراب
میری مٹی کس لئے برباد ہے میرے لئے

رہ کے دنیا مین سبھی کی بیوفائی دیکھ لی
جز خدا کوئی نہین ساری خدائی دیکھ لی

صبحِ حشر آئی تو کیا اور اب نہین آئی تو کیا
ہمنے اپنے جیتے جی شامِ جدائی دیکھ لی

کہتے تھے یوسف کہ بیشک ہے یہ دنیا بیوفا
مین نے اپنے بھائیون کی بیوفائی دیکھ لی

باغِ دنیا مین چلا کرتی ہے مطلب کی ہوا
آشنا بن بن کے رسمِ آشنائی دیکھ لی

کوئی بھی اپنا نہ نکلا امتحانِ رنج مین
آزما کر وقت پر ساری خدائی دیکھ لی

رنج سے راحت کو سب سامان دیتا ہی خدا
وصل اوس کا ہو گیا جسنے جدائی دیکھ لی

اپنی آئی کا تمہین مضطر بھروسا چاہیے
تمنے اپنی آنکھ سے اورون کی آئی دیکھ لی

مٹاتا ہے توہی غمِ سرگرانی
پہاڑون کی ٹکڑون کو کرتا ہی پانی

ترے بھید تیرے سوا کون جانے
تو ہے واقفِ رمزِ سرِ نہانی

توہی مٹتا ہے غمِ عارضی کو
توہی ٹالتا ہے غمِ جاودانی

ترے فضل نے کام بگڑے بنائے
مددگار ٹھری تری مہربانی

سبھی کو ملی تجھ سے دادِ شفقت
کسی کی بھی محنت نہ کی ڈھول دہانی

تری گرمیِ لطف چاہی تو بیشک
سلامت رہے قلبِ آتش مین پانی

نکل جائے دم یاد مین اوسکی مضطر
تو جانون ملا ثمرۂ زندگانی

تو تجھی سے لگی ہماری ہے
تیری ہی شان ہمکو پیاری ہے

تیرے ٹالے سے جان ہے ہلکی
اے طبیب جہان مداوا کر
سب چلے جا رہے ہین سوے عدم
ہے تری آرزو مین سب چینی
حسرت رفتگان ملک عدم

تیری ڈالی سبھی کو بھاری ہے
زخم حسرت جگر پہ کاری ہے
چار پائی بہی اک سواری ہے
دل کے اندر جو بیقراری ہے
جان کے واسطے کٹاری ہے

چین مضطر تمہین وہی دے گا
جس کی خاطر یہ بیقراری ہے

ترے قہر کی روک نہین ہی کوئی تو مٹائے تو کوئی کہین نہ رہی
یہ نشان بساط فلک نہ رہی یہ بساط نشان زمین نہ رہے
تو جو چاہے تو رنگ چمن کا اوڑے تو جو چاہی تو پھولون پہ اوس پڑے
جو تو چاہے تو نام کا نقش مٹے۔ جو تو چاہے تو نام نگین نہ رہے
تو اوجاڑے تو کسی کے بسائے بسی۔ تو بگاڑی تو کسی کے بنائی بنے
تو گرائے تو کوئی مکان نہ رہے۔ تو مٹائے تو کوئی مکین نہ رہے
ترے قہر سے ہو نہ کہین بہی مفر تو جو چاہے تو خاک ہون جن و بشر
کوئی دشت مین دشت نورد نہ ہو۔ کوئی شہر مین خانہ نشین نہ رہے
ہے گذارش مضطر خاک بسر۔ ترے ہاتھ ہے چارۂ درد جگر
تجہے چاہیے اوسپہ کرم کی نظر۔ کہ وہ زار و ملول و حزین نہ رہے

الٰہی بچانا عذابِ سقر سے
خطا ہو ہی جاتی ہے آخر بشر سے

یہ دنیا سراسر مقامِ فنا ہے
یہ کہدو کہ کوئی نہ آئے اُودہر سے

گنا ہون سے تو مجھکو ہلکا کریگا
اوتاریگا یہ بوجھ تو میرے سر سے

اِن آنکھون مین آنسو بھرے ہین الٰہی
تری یاد مین نیند آئے کدہر سے

تری لذتِ درد کو دل ہی جانے
خلش کا کوئی حال پوچھے جگر سے

اِن آنکھون سے رشکِ رقابت ہے مجھکو
تجھے کیسی دیکھون پرائی نظر سے

عدم کی خبر آجتک کچھہ نہ پائی
نہ اولٹا کوئی آجتک اِس سفر سے

ابھی تک بدستور ہین داغِ عصیان
ہزارون ہی دریا بہے چشمِ تر سے

یہ بُت خود بتادینگے کعبے کا رستا
خدا کے یہان جاؤ مضطر ادہر سے

مرے دردِ جان کی دوا ہے تو ہی
قرارِ دلِ مبتلا ہے تو ہی

مین دریائے غم سے ڈرون کس لئے
مری ناؤ کا ناخدا ہے تو ہی

تری یاد ہے مجھکو گھیرے ہوئے
مری ابتدا انتہا ہے تو ہی

تو ہی جانتا ہے مرا رازِ دل
مرا حالِ دل دیکھتا ہے تو ہی

مین کیون تلخی مرگ کا غم کرون
مری زندگی کا مزا ہے تو ہی

نکالیگا تو ہی مری آرزو
کہ عالم کا حاجت روا ہے تو ہی

بھلا تجھکو مضطر کوئی کیا کہے

کہ دنیا مین سب سے بڑا ہے توہی

بناتا ہے توہی مٹاتا ہے توہی | اودہر سے ادہر کھینچ لاتا ہے توہی
اوجاڑے تو بستی کو فوراً اوجاڑے | بسائے تو جنگل بساتا ہے توہی
ترا نام سب پتیون پر لکھا ہے | درختون مین پھل پھول لاتا ہے توہی
اوٹھانے کو صدمے تحمل دیا ہے | مصیبت مین تاتا تپاتا ہے توہی
پرستش کے ہاتھون پہ ٹیکے لگائے | نمازون مین سب سر جھکاتا ہے توہی
نظر بن کے آتا ہے آنکھون کے اندر | ہوا بن کے سر مین سماتا ہے توہی
یہ کہہ کہہ کے سارے شجر جھومتے ہین | کہ اپنی ہوا کو چلاتا ہے توہی
بجھاتا ہے توہی کسی کی لگی کو | کسی کی لگی مین لگاتا ہے توہی
نہین قابلِ در گذر گُن ہمارے | کرم سے مگر ٹال جاتا ہے توہی
ترا نام سچا کہ مالک توہی ہے | تری دین سچی کہ داتا ہے توہی

سبھی ہین گرفتارِ اندوہ مضطر
یہان کیا فقط رنج کہتا ہے توہی

یہ اوسی کا دل مین قرار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے
سب اوسی پہ دار و مدار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے
یہ اوسیکے خار اوسیکے گل یہ اوسیکے جز ہین اوسی کے کل
یہ اوسی کا رنگ بہار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا رنگِ کمال ہے یہ اوسی کا حسنِ جمال ہے

یہ اوسیکا طرزِ نگار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا گھر ہے اوسیکا دھن یہ اوسیکا تن ہی اوسیکا من

یہ اوسکی جانِ نزار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا لطفِ سرور ہے یہ اوسیکا آنکھہ مین نور ہے

یہ اوسی کا کیفِ خمار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا نام ہے وردِ جان ہیہ اوسی کا ذکر سرِ زبان

یہ اوسکی سب مین پکار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

وہ معین مضطرِ خستہ دل علی الاتصال ہے متصل
وہ کفیلِ خواہش کار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

ہر گہڑی یادِ خداوندِ جہانی چاہیئے
اشکباری کی ضرورت ہے دمِ سوزِ درون
یادِ خالق مین جو گذری - ہے وہ اچہی زندگی
خاتمہ وہ ہے جو ہو جائے خدا کی یاد مین
میزبان بنکر یہان رہنا سراسر ہے فضول
حق تو یہ ہے یادِ حق مین دم نکلنا ہی ضرور
چاہئے وقتِ عمل میزانِ محشر کا لحاظ

کچھہ تو اپنے اصل مالک کی نشانی چاہیے
آگ جلتی ہو تو گل کرنے کو پانی چاہیے
ذکرِ رب کے سلسلہ مین موت آنی چاہیئے
ایسے مرنے پر یقینِ زندگانی چاہیئے
میہمان ہو کر قیامِ دارِ فانی چاہیئے
حق تو یہ ہے یادِ حق مین جان جانی چاہیئے
بات ہلکی ہو تو پلے کی گرانی چاہیئے

مضطرِ خستہ بھی تیرا تشنۂ دیدار ہے
تیرے ابرِ فیض سے پیاسے کو پانی چاہیے

خدائی کے جلوے دکھاتا ہے توہی — حجابون کے پردے اوٹھاتا ہے توھی
مرے غنچۂ دل کو بھی تو کھلا دے — کہ پھولون سے گلشن بساتا ہے توھی
پلٹتا ہے ہستی کو طرزِ عدم سے — یہان بھیجکر پھر بلاتا ہے توہی
مٹانے کو اکدن بنایا تھا تو نے — بنانے کو اکدن مٹاتا ہے توہی
دمِ یاس دیتا ہے سب کو سہارے — برے وقت مین کام آتا ہے توہی
امیرون کی ٹکڑی کا مولیٰ توہی ہے — فقیرون کی ٹولی کا داتا ہے توہی
پڑی مین پڑی کو توہی ٹالتا ہے — لگی مین لگی کو بجھاتا ہے توہی
اوجالے مین لاتا ہے توہی پتنگے — اندھیرے مین شمعین جلاتا ہے توہی
تسلط ہے تیرا ہی شام و سحر پر — سلاکر سویرے جگاتا ہے توہی
فلک پر یہ گنجان تارے نہین ہین — مگر دور سے جگمگاتا ہے توہی

ہزارون کو تو نے ہی دی ہے تسلی
ہزارون کو مضطر بناتا ہے توہی

ترے عشق مین جان جاتی رہے گی — ہمیشہ محبت کی ماتی رہے گی
ہمین صبح ہونے سے پہلے اوٹھینگے — یہ شمع سحر جھلملاتی رہے گی
تری یاس و امید ہمکو ہمیشہ — بناتی رہے گی مٹاتی رہے گی

یہان عشق مین اکدن چل بسین گے
خوشی سے ہمین رنج برسون ملے گا
یونہین حسرتِ وصل مین دن کیٹن گے

یہ بلبل یونہین چہچہاتی رہے گی
ہنسی ہمکو برسون رُلاتی رہے گی
جدائی ہمیشہ ستاتی رہے گی

محبت کا مضطر نتیجہ یہہ ہوگا
کہ اکدن مری جان جاتی رہے گی

ہے ہر اک حال مین بندیکا مددگار توہی
چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تونے
حُزن و آلام مین لیتا ہے خبر بندونکی
فضل تیرا ہے کہ رکھیگا گنہ کا پردا
کاٹتا بندِ مصیبت کے ہے توہی پھندے
تجھسے ہوتے ہین علاج قلق و درد سبھی

داروے درد توہی چارۂ بیمار توھی
ہے عموماً یونہین حامی دمِ آزار توھی
رنج و آفات مین تسکین دلِ زار توھی
رحم تیرا ہے کہ بخشیگا گنہگار توھی
چھوڑتا دامِ بلا سے ہے گرفتار توھی
سبکو دیتا ہے دوائے دلِ بیمار توھی

تونے دنیا مین بہی ہر طرح سے عزت رکھی
ہوگا محشر مین بہی مضطر کا طرفدار توھی

دل کی مالک ہے عاشقی تیری
آنکھین روتی ہین سب ترا رونا
ہے خدا توہی اس خدائی کا
آنے جانے کی رسم جاری ہے

جان کے ساتھ ہے لگی تیری
پہول ہنستے ہین سب ہنسی تیری
اس خدائی مین ہے خودی تیری
راتدن چلتی ہے لگی تیری

اے مقدر خدا کو سجدے کر
اے قضا ہم مدینے ہو آئین
دل فزے لوٹتا ہے جاہت کے
تو تو بازار مین بکا لیکن

سب نکل جائے گی کجی تیری
کچھ ضرورت نہین ابھی تیری
ہائے کیا چیز ہے لگی تیری
مجھہ سے قیمت نہین لگی تیری

تو ہے سرمستِ عاشقی مضطر
ہوشیاری ہے بے خودی تیری

ہے کثرت سے محفوظ وحدت تیری
سبھی طرح بدلا زمانے کا رنگ
مری بات بن جائے محشر کے دن
ہین کانٹون مین غنچے یہ ہے تیری شان
زمانے کی خصلت بدلتی ہے کیون
قیامت مین زاہد کو پوچھیگا کون
تجھی پر تمنا کا ہے خاتمہ
اگر جان جائے تو پروا نہین

جدا ساری شکلون سے صورت تیری
نہ سمجھا مگر کوئی حالت تری
بنائے اگر شانِ رحمت تری
ہین پھولون مین کانٹے یہ قدرت تری
پلٹتی نہین کوئی عادت تری
گنہگار ڈھونڈے گی رحمت تری
مین راضی ہون جو ہو مشیت تری
مگر دل مین رہ جائے حسرت تری

نہین دین و دنیا سے مضطر کو کام
فقط چاہتا ہے محبت تری

بڑی شانِ بندہ نوازی ہے تیری
الٰہی عجب کارسازی ہے تیری

غرے کی قضا ہے تری رونمائی
کچھ اس طور سے تجھ پہ مین مر رہا ہون
جھکی جب سے تیری طرف سب کی گردن
کلیجے پہ کھائی جو روزِ ازل مین
یہان ناز والے بھی بھرتے ہین پانی

قضا کا مزا عشقبازی ہے تیری
کہ عاشق مری چارہ سازی ہے تیری
بڑے ناز پر بے نیازی ہے تیری
ابھی تک وہی چوٹ تازی ہے تیری
غضب کی ادا بے نیازی ہے تیری

خدا اسکو میٹے نہ تا مرگ مضطر
مزیدار شئے دل گدازی ہے تیری

توہی حامی ہوا ملالون مین
تیرا انشا ترے جوابون مین
جلوۂ چہرۂ حسینان ہے
پھول کرتے ہین راتدن تیرا
ذوقِ رغبت ہے عشق والون کا
درد الفت ترا ہے ہر دل مین
کہتی ہین جھوم جھوم کر شاخین
کہہ رہے ہین یہ سب نظر والے

آسرا بن گیا خیالون مین
میرا مقصد میرے سوالون مین
طرزِ تفریق حسن چالون مین
ذکرِ امداد پائمالون مین
بن کے طرزِ کشش جمالون مین
ایک کانٹا ہے سب کے چھالون مین
تیرا سایہ ہے سب نہالون مین
اپنی قدرت سے تو کمالون مین

بیکسی چھوڑ دامنِ مضطر
مبتلا ہے وہ اپنے حالون مین

نہ قلم کو طاقتِ ذکر ہے نہ زبان کو تابِ کلام ہے
جو کیا خدا ہی کا وصف تھا جو لیا خدا ہی کا نام ہے
یہ اوسی کا میکدۂ جہان یہ اوسی کا ساغر زندگی
یہ اوسی کا مے مین سرور ہے یہ اوسی کا دور مین جام ہے
وہی اوس طرف وہی اس طرف کوئی یہ کہے نہین کس طرف
یہ اوسی کی طلعتِ صبح ہے یہ اوسی کا منظرِ شام ہے
ازلی وہی ابدی وہی - ابدی وہی ازلی وہی
یہ صفت اوسکی قدیم ہے یہ بقا اوسیکی دوام ہے
وہی دور مین وہی گشت مین وہی باغ مین وہی دشت مین
وہی پرتوِ سرِ طور ہے وہی جلوہ لبِ بام ہے
یہ اوسی کا جلوہ ہے دیر مین - وہی خاص کعبے کی سیر مین
وہی اپنے بندون کا ہے خدا - وہی اپنے بندونکا رام ہے
کوئی کیا کہے کوئی کیا سنے - کوئی کیا سنے کوئی کیا کہے
یہ بڑے ادب کا بیان ہے - یہ بڑے ادب کا مقام ہے
وہ علاجِ ہر ششش و پنج ہے - وہی چارۂ غم و رنج ہے
جسے لوگ کہتے ہین درد دل یہ اوسیکے عشق کا نام ہے
کہو اوس سے مضطرِ مبتلا کہ دکھا دے اپنا جمال تو

مرے دن کا چین خراب ہے - مری شب کی نیند حرام ہے

ترا نام نامی شفا دے رہا ہے
مریضون کو تو ہی دوا دے رہا ہے

وہان کے لئے کچھ کمائی نہین ہے
مدد اک ترا آسرا دے رہا ہے

یہ دل تجھ سے فریاد کرتا ہے یارب
صدا دینے والا صدا دے رہا ہے

دوائین پیئین تندرستی کے گاہک
ترا ورد مجھکو مزا دے رہا ہے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم دے رہے ہین
خدائی کو ٹکڑا خدا دے رہا ہے

خدا کا گنہگار تو بھی ہے مضطر
تو دنیا مین ناحق سزا دے رہا ہے[۵۱]

اثر بن کے باد بہاری مین تو ہے
گلِ آرزو سب کی کیاری مین تو ہے

ترے دردِ الفت کو دل جانتا ہے
مزاجانکا بیقراری مین تو ہے

تجھی سے دلون کی ہوئی دل نوازی
ہر اک جان کی غمگساری مین تو ہے

ادھر ہر طرح سب کو امداد دی ہے
اُدھر ہر طرح پاسداری مین تو ہے

مزا ڈالدیتا ہے تو ہی ثمر مین
اثر بن کے فصلِ بہاری مین تو ہے

مری شکلین یاد کرتی ہین تجھکو
معاون مرا بیقراری مین تو ہے

گنہ تیرے اللہ بخشیگا مضطر
گناہون کی کیون شرمساری مین تو ہے

بہر جہان پردہ دار تیرے سوا کون ہے
مالکِ ذی اقتدار تیرے سوا کون ہے

۵۱ اپنے اختیارات مجسٹریٹی سے اشارہ کیا ہے۔

تیرے سوا کون ہے موجبِ فضلِ عمیم — صاحبِ رحمت بکار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے باعثِ آرامِ دہر — موجبِ امنِ دیار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے وجہِ قرارِ قلوب — صبر دِہِ جانِ زار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے باعثِ عفوِ خطا — حشر مین آمرزگار تیرے سوا کون ہے

ترے سوا کون ہے جسکو پکارین سبھی — جسکی مچی ہے پکار تیرے سوا کون ہے

مضطرِ زار و نزار ہے یہی کرتا پکار ہے
اے مرے پروردگار تیرے سوا کون ہے

الٰہی ہمیشہ تجھی کو بقا ہے — کوئی کب رہیگا کوئی کب رہا ہے

مرا حال ظاہر مرا حالِ باطن — تو ہی دیکھتا ہے تو ہی جانتا ہے

ترے سنگِ در کے لئے سر ہے میرا — تری تیغ کے واسطے یہ گلا ہے

تری قدرتین ہستیون سے ہین ظاہر — ترا رنگ ہر برگِ گل مین جدا ہے

تجھی سے تسلی ہے سبکے دلون کو — ترے خوف سے ہر کلیجا ہلا ہے

ضرورت مجھے کیا کہون کیون کسی سے — جو حالت ہے میری وہ تو دیکھتا ہے

خدا ہے خدائی کا تو ابتدا سے — ترا فضل عالم پہ بے انتہا ہے

کوئی تجھکو کعبے مین کرتا ہے سجدے — کوئی بتکدے مین تجھے پوجتا ہے

جبین پر کہین داغِ سجدہ ہین تیرے — کہین ترا ماتھون پہ قشقہ لگا ہے

کہین ترا سبحہ ہے اور دستِ زاہد — کہین ترا گردن مین رشتہ پڑا ہے

کسی نے خدا کہکے تجھہ کو پکارا
تری یاد مین جھکنے والے جھکے ہین

کسی نے تجھے رام اپنا کہا ہے
تری یاد مین تپنے والا تپا ہے

سب ارمانِ مضطر ہین تیرے حوالے
کہ یارب توہی اوسکا عقدہ کشا ہے

سچ ہے سب کی عزت ہر کار تیرے ہاتھہ ہے
وقتِ مایوسی علاجِ یاس کرتا ہے توہی
دانۂ تسبیح مین سوراخ تونے ہی کئے
ترا خنجر میری گردن دولون تیرے بسمین ہین
تیرے وعدے کی وفا بہی تیرے ہی قبضے مین ہے
اپنا جلوہ تودکہا سکتا ہے مجھکو اے خدا

آبروے داورِ دادار تیرے ہاتھہ ہے
چارۂ دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھہ ہے
آبروے رشتۂ زنار تیرے ہاتھہ ہے
میری گردن اور تیری تلوار تیرے ہاتھہ ہے
قول تیرے ہاتھہ ہے اقرار تیرے ہاتھہ ہے
میری شرمِ حسرتِ دیدار تیرے ہاتھہ ہے

صرف تیری ہی بجائے سے بجیگی اے خدا
کیون کہ جانِ مضطرِ بیمار تیری ہاتھہ ہے

سب کا یارب خیال کسکو ہے
چشمِ ظاہر سے دیکہے تجھکو
چشمِ موسیٰ بہی ہوگئی حیران
تیری ہی ذات پاک ہے حامی
اوچھپے بہید جاننے والے

کون جانے ملال کسکو ہے
اے خدا ایسے مجال کسکو ہے
تیری تابِ جمال کسکو ہے
ورنہ سب کا خیال کسکو ہے
ہمتِ عرضِ حال کسکو ہے

توہی سبکو جواب دیتا ہے — ورنہ تاب سوال کسکو ہے

توہی پوچھیگا بات مضطر کی
اور اوسکا خیال کسکو ہے

پرستش تری کبریا ہو رہی ہے — تجھی پر خدائی - فدا ہو رہی ہے
تری حسرتین سبکے دلمین بسی ہین — تری آرزو جابجا ہو رہی ہے
خدا جان کر پوجتی ہے تجھی کو — خدائی تری مبتلا ہو رہی ہے
ترے در کی مٹی نے رکھا ہے پردا — مرے درد دل کی دوا ہو رہی ہے
الٰہی مرا غنچۂ دل بچالے — مخالف چمن کی ہوا ہو رہی ہے
یہان کچھہ نہین جز گنہ میرے پلے — ترے رحم پر اکتفا ہو رہی ہے

مرے بعد کوئی نہ برتیگا مضطر
یہ رسم آجتک جو ادا ہو رہی ہے

پتھرون سے شجر اوگاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی
خارزارون مین گل کھلاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی
تونے جلوے دکھائے آڑون سے - تیرا پانی گرا پہاڑون سے
اپنے دریا توہی بہاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی
بیچ کھوتا ہے درد حرمان کا - غم مٹاتا ہے قلب انسان کا

؎ا اشارہ سالانہ محفلون سے ہے -

نخلِ حسرت مین پھل لگاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی
بے نشان کو نشان دیتا ہے - مرنے والیکو جان دیتا ہے
مُلکِ عقبیٰ سے پھیر لاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی
رنگ نیرنگ ہے زمانے کا - توہی مالک ہے دانے دانے کا
گلشنون مین بہار لاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی
نور کھوتا ہے نور والون کا - حسن لیتا ہے خوش جمالون کا
چاند کو چرخ پر گھٹاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی
درد و غم کا علاج کرتا ہے - کل جو کرنا ہے آج کرتا ہے
جانِ مضطر کو تو بچاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی

ہین گلشن مین سب پھول پالے ترے
یہ شاخون کے پتے نکالے ترے

ہمیشہ یہی نغمہ شون سے سنا
کہ گرتے نہین ہین سنبھالے ترے

وہی پھول دے گا تجھے عندلیب
کہ جس نے یہ کانٹے نکالے ترے

مری جان مجھ سے سنبھلتی نہین
مین جاتا ہون اور یہ حوالے ترے

کہان تک چلون منزلِ آرزو
تھکا مین ہون اور کوس کالے ترے

دیارِ عدم کا پتہ کچھ نہین
کہان جا بسے جانے والے ترے

وہی دے گا مضطر فغان کا صلہ
خدا خوب سنتا ہے نالے ترے

وہ ہی عفوِ قصور کرتا ہے — داغِ عصیان کو دور کرتا ہے
دل جو دہڑکے تو ہاتھ دہرتا ہے — چارۂ ناصبور کرتا ہے
پہول کی بدہیان بناتا ہے — دل کے کانٹون کو دور کرتا ہے
اپنی رحمت سے کنجِ مرقد کو — رشکِ دامانِ حور کرتا ہے
اوسکی کرنی کو پوچہتے کیا ہو — اپنی کرنی ضرور کرتا ہے
اوس سے آخر وہی ملاتا ہے — جس کسیکو وہ دور کرتا ہے
توڑ دیتا ہے شیشۂ ہستی — دل کو وہ چور چور کرتا ہے
وصلِ عقبیٰ ہے ترک دنیا کا — پاس رکہنے کو دور کرتا ہے

کسکی رہجائے گی رہی کسکی
مفت مضطر غرور کرتا ہے

میری عزت اے مرے ستار تیرے ہاتھ ہے — پردۂ توقیر کا ہر تار تیرے ہاتھ ہے
گردنِ اہلِ جفا ہوتی ہے اونچی کس لئے — کاٹ دینے کے لئے تلوار تیرے ہاتھ ہے
سب مریضون کو شفا دیتا ہے تو پروردگار — داروئے دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھ ہے
ابروئے پرخم سے قتلِ عاشقان ممکن نہ تھا — آنکھ کہتی ہے کہ یہ تلوار تیرے ہاتھ ہے
تیری دنیا مین آئے ہم تو مہمانون مین ہین — صاحبِ خانہ ہے تو گھربار تیرے ہاتھ ہے
کردیا ہے تونے ہی تسبیح کے دانون کو ایک — انتظامِ رشتۂ زنار تیرے ہاتھ ہے

ہر علاجِ قلبِ پرآزار کا تو ہے حکیم

ہر دوائے مضطرِ بیمار تیرے ہاتھ ہے

قادرِ مطلق ہے تو انجام تیرے ہاتھ ہے
کام جو چاہے کرے ہر کام تیرے ہاتھ ہے

سب کی بیداری ترے قبضے مین ہے وقتِ سحر
خوابِ راحت سبکا وقتِ شام تیری ہاتھ ہے

عزت و ذلت پہ قادر ہے تو ہی ربِّ قدیر
آبرو قبضے مین ترے نام تیرے ہاتھ ہے

تشنہ کامون کی زبانین تا بکے سوکھی رہین
اپنے پیاسون کو پلادی جام تیرے ہاتھ ہے

تیرہ بختی سے الٰہی مین اندھیری رات ہون
اور او جائے کو چراغِ شام تیرے ہاتھ ہے

پنجۂ غم سے رہائی تو ہی بخشیگا اوسے
عیشِ جانِ مضطرِ ناکام تیرے ہاتھ ہے

خدائی نے جسکو پکارا تو ہی ہے
مصیبت مین سب کا سہارا تو ہی ہے

بگاڑون مین تو نے ہی میری بنائی
مرا کام جس نے سنوارا تو ہی ہے

بھنور مین ہی قول ہے کشتیون کا
جو دوبے بحرِ غم سے کنارا تو ہی ہے

جو تجھ سے نہ جیتے وہ بندے ہین تیرے
جو بندون کو دیکر نہ ہارا تو ہی ہے

قیامت مین کچھ اور کہنا نہ مضطرؔ
یہ کہنا کہ مالک ہمارا تو ہی ہے

تو نے انسان کو بنایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

باغ ہستی مین تو ہی لایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

رنج میٹے ہین نامرادی کے - غم پہ ڈالے ہین رنگ شادی کے

خار کو پھول سے بسایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

باب عیش و نشاط کھولے ہین - تونے بانی مین رنگ گھولے ہین
رنگ دینے کو رنگ لایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
شرم زیر حجاب ڈالی ہے - تونے بوندون مین آب ڈالی ہے
تونے مٹی سے گل کھلایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
تونے پھولون مین رنگ ڈالے ہین - شاخ گل سے ثمر نکالے ہین
نعمتون کا مزا چکھایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
شکل رسم وصال ڈالی ہے - صورت طرز حال ڈالی ہے
صدمۂ ہجر سے بچایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
اپنے مضطر کی لاج رکھی ہے - عزت احتیاج رکھی ہے
تونے ایمان سے اوٹھایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
ہے وہ یکتا کمال قدرت مین - یہ خدائی اوسی پہ زیبا ہے
رنگ ڈالا ہے طرز صنعت مین - کبریائی اوسی پہ زیبا ہے
اچھے اچھون کے منہ بنائے ہین - حسن کے آئینے دکھائے ہین
جلوہ فرما ہے سب کی صورت مین - رونمائی اوسی پہ زیبا ہے
مجھکو دنیا خراب کرتی ہے - مبتلائے عذاب کرتی ہے
مین گلا کیون کرون محبت مین - بیوفائی اوسی پہ زیبا ہے
دور رہکر خیال کرتا ہے - قول عیش وصال کرتا ہے

وصل لکھتا ہے سبکی قسمت مین - یہ جدائی اوسی پہ زیبا ہے

اوسکو سب دلربا سمجھتے ہین مضطر اپنا خدا سمجھتے ہین
دلربا بنگیا ہے خلقت مین - دلربائی اوسی پہ زیبا ہے

زبان کب ترا نام لیتی نہین ہے
مزا کب تری یاد دیتی نہین ہے

یہ کہتی ہے ہر شے کہ جز تیرے یارب
کوئی مالکِ باغ گیتی نہین ہے

ترے ابرِ رحمت نے سینچا ہے سبکو
ہری کونسے گھر کی کھیتی نہین ہے

وہان سبکی قسمت جگائیگا تو ہی
یہان کسکی تقدیر جیتی نہین ہے

کرون مین صفت اوسکی کسطرح مضطر
یہان عقل کچھہ کام دیتی نہین ہے

تجھہ سے ہر قلبِ دل افگار لگا رہتا ہے
سب کے رشتون سے ترا تار لگا رہتا ہے

تیری قدرت کے نمونے ہین چمن کے تختے
ہر طرف پھول کا انبار لگا رہتا ہے

لوگ دیتے ہین تری راہ مین جانین اپنی
ہر طرف موت کا بازار لگا رہتا ہے

یون ترے در پہ لگائے ہون مین اپنا تکیہ
جیسے پشتہ پسِ دیوار لگا رہتا ہے

اہلِ اسلام ہی بندے ہین ترے ہندو بھی
سبحہ سے رشتۂ زنار لگا رہتا ہے

یون مرے دلمین نہان ہے غمِ الفت تیرا
جسطرح گل کے تلے خار لگا رہتا ہے

تیرے دیدار کی حسرت مین فلک کی جانب
رات بھر دیدۂ بیدار لگا رہتا ہے

اے خدا گردشِ قسمت سے بچانا ہم کو
گھات مین چرخ ستمگار لگا رہتا ہے

بولتا ہے توہی ہر سازِ طرب مین یارب
یون ترے ساتھہ لگے ہین ترے بندے سارے

اس شہادت کے لیئے تار لگا رہتا ہے
جیسے سایہ پسِ دیوار لگا رہتا ہے

زندگی یادِ الٰہی مین بسر کر مضطر
فکرِ دنیا مین تو بیکار لگا رہتا ہے

اوس کے جلوے کی چمک چھٹکے ہوے تارونمین ہے
اوسکی بو پھولون مین ہے اوسکی پھبن ہارون مین ہے

نازبردار اوسکی رحمت کے نہین میرے گناہ
بلکہ خود رحمت گنہ کے نازبردارون مین ہے

ایک ہی صورت ہے لیکن لاکھہ جلوے ہین عیان
ایک ہی جلوہ ہے لیکن لاکھ تکرارون مین ہے

غم کرون کسواسطے مین اپنے کھوٹے مال کا
جس کا گاہک ہون وہ خود میرے خریدارون مین ہے

حسن اوس کا رنگ بنکر سیکڑون شکلون مین ہے
رنگ اوسکا پھول بنکر لاکھ گلزارون مین ہے

عشقِ خاطر کی جھلک بن بن کے سینون مین نہان
حُسنِ صورت کی پھبن بن بن کے رخسارون مین ہے

اے خدائے پاک اوسپر بھی نگاہِ مہر کر

جانِ مضطر یہی ترے ادنیٰ دل افگارون مین ہے

تو ہی بہتر صفات والا ہے
ہان بڑی کائنات والا ہے

صفت پہیلے اپن ذات کے جھگڑے
تو فقط ایک ذات والا ہے

ہے تو ہی لم یلد و لم یولد
جاودانی ثبات والا ہے

رات نے جب کہا ہے دن والا
دن پکارا کہ رات والا ہے

سب زبانون سے یہی جاری
بات پر اپنی بات والا ہے

حال تیرے سوا کہین کس سے
تو بڑا التفات والا ہے

اوسکی رحمت سے باندھ دے مضطر
جو بہروسا نجات والا ہے

شاخ گل کو نہال کرتا ہے - واقعی باغبانِ گلشن ہے

پھول کو لالون لال کرتا ہے - تو مکینِ مکانِ گلشن ہے

بلبلون کی خلش مٹاتا ہے - ولکی چوٹون کا غم بُھلاتا ہے

زخم کا اندمال کرتا ہے - چارۂ شاہدانِ گلشن ہے

سب کے سنتا ہے نالہ وشیون - تیری جانب جھکی ہی ہر گردن

تو ہی سب کا خیال کرتا ہے - داروئے ہر جوانِ گلشن ہے

سوکھی شاخون مین پھول لاتا ہے - اپنی رحمت سے پھل لگاتا ہی

لکڑیون کو نہال کرتا ہے - ثمرۂ امتحانِ گلشن ہے

مضطر اکدن یہ پہول ٹوٹینگے - زندگانی کے ساتہہ چہوٹینگے
تو عبث کیون ملال کرتا ہے - خواب یہ داستان گلشن ہے

بڑی چیز ہے کبریائی خدا کی
خدا ہی کی ہے سب خدائی خدا کی
غم دو جہان لوٹے لیتے ہین مجہکو
غضب مین پڑا ہون دوہائی خدا کی
گرہ میری تقدیر کی کون کہولے
مگر ایک عقدہ کشائی خدا کی
ٹہکانے لگے سب وسی کی مدد سے
بنی رہنما رہنمائی خدا کی
مری مشکلین ڈہونڈتی پہر رہی ہین
قیامت مین مشکل کشائی خدا کی
قیامت کا دہڑکا جو ہو بہی تو کیون ہو
معاون ہے حاجت روائی خدا کی

بنی مین کسیدن پکارا نہ مضطر
جو بگڑی تو اب یاد آئی خدا کی

عفو سبکے قصور کرتا ہے
نار کو وہ ہی نور کرتا ہے
نام موسیٰ اوسی سے روشن ہے
شمع کو شمع طور کرتا ہے
کام دنیا وہی چلاتا ہے
اپنی کرنی ضرور کرتا ہے
شیشۂ غم کو سنگ رحمت سے
توڑ کر چور چور کرتا ہے
فیضیاب کرم زمانے مین
سب کو نزدیک و دور کرتا ہے

اوسکی رحمت سے دل لگا مضطر
کیون تمنائے حور کرتا ہے

وجہ بخشش ہے دوستی تیری
اے گل تربت رولائے گی
وہ جہنم مین جا نہین سکتا
تجہہ سے یارب جہان ہی واقف
ہے خموشی دلیل مصروفی
سو دواؤن کا کام دیتی ہے

کیون شہنڈا کرے لگی تیری
باغِ دنیا مین یہ ہنسی تیری
جس کے دیسے لگی۔ لگی تیری
ہر طرف دہوم ہے مچی تیری
بت بہی کرتے ہین بندگی تیری
یادِ ہنگام بیکسی تیری

وہ ہی کاٹے گا حشر مین مضطر
جسنے کاٹی ہے زندگی تیری

دین ہے اے خدا بڑی تیری
وہ ہی کاٹیگا جسنے کاٹی ہے
قیدِ یوسف کی طرح کاٹے گا
چشمِ مشتاق کیا نظر آیا

ہے سبہی پر نظر پڑی تیری
اے دلِ غمزدہ اڑی تیری
جانِ پر غم وہی۔ کڑی تیری
تہم گئی آج کیون۔ جہڑی تیری

مضطر آل رسول ہے تو بہی
ابتو محشر مین بن پڑی تیری

کردیئے ہین مری راتون کے سویرے تونے
سونے والے کہین ایسا نہو سوتے ہی رہین
نا امیدی مین نکالا ہے تمناؤن کو

صبحکو بہیجکے بیٹہے ہین اندہیرے تونے
اسلیئے شام پہ بہیجے ہین سویرے تونے
حوصلے یاس مین پوری کئے میرے تونے

سبکی آنکھون مین سیاہی کے لگاکر دہبے
لاکہون ایسے ہین کہ بستی مین سنبہالا اونکو
سارے بچہڑے ہوئے محشر مین ملائیگا توہی

یہ دکہایا ہی کہ مٹے ہین اندہیرے تونے
لاکہون ایسے ہین کہ جنگل مین اُویرے تونے
توبہی موتی وہ چنے گا جو بکہیرے تونے

گورِ مضطر پہ درختون کا کیا ہے سایہ
اپنی رحمت سے سدا پہول بکہیرے تونے

واہ ری کارسازیان تیری
تیری ساری عبادتین ہم سے
نازوالون کی جیتی رہین تہین
پہر جلایا ہے سبکو محشر مین
تیرے بیمار دردِ حسرت کو

ہین عجب بے نیازیان تیری
تجہہ سے بندہ نوازیان تیری
بن گئین بے نیازیان تیری
مرحبا جان نوازیان تیری
چاہیئے چارہ سازیان تیری

تیرے مضطر کے ناز کی گاہک
بن گئین بے نیازیان تیری

ثمرۂ التجا خدا ہی دے
اور کس سے تسلیان مانگون
ثمرۂ آرزو یہہ کہتا ہے
مدتین ہوگئین بہٹکتا ہون
گود پہیلی ہوئی ہے حسرت کی

بارِ نخلِ دعا خدا ہی دے
دردِ دل کی دوا خدا ہی دے
بے مزا ہون مزا خدا ہی دے
اپنی راہِ رضا خدا ہی دے
گُلِ مقصد مرا خدا ہی دے

میری کشتی بھنور مین پہرتی ہے
غیب سے ناخدا خدا ہی دے

رنج عصیان گھلائے دیتا ہے
اس مرض سے شفا خدا ہی دے

کیون کسی اور کو کہین ڈھونڈون
کاش اپنا پتا خدا ہی دے

صبر کا ذکر جب کبھی آیا
دل نے فوراً کہا خدا ہی دے

جان چھوٹے ہجوم حسرت سے
بھیڑ سے راستا خدا ہی دے

عیش ناپائدار دنیا کیا
چین روزِ جزا خدا ہی دے

مین ہون اوجڑا سا باغ دنیا مین
فصلِ گُل کی فضا خدا ہی دے

جیتے جی دیکھ لون مدینے کو
زندگی باوفا خدا ہی دے

ظلمِ دنیا کا کیا گلا شکوہ
دادِ جور و جفا خدا ہی دے

کس سے مانگون مین حل مصیبت کا
میرا حاجت روا خدا ہی دے

رنج بے انتہا اوٹھائے ہین
عیش بے انتہا خدا ہی دے

عمر گذری تمام صدمون مین
اب خوشی کا مزا خدا ہی دے

دادِ حسرت الگ لونگا
سب کا حصہ جدا خدا ہی دے

اوسکی دنیا تو دیکھ لی مین نے
اپنا شوقِ لقا خدا ہی دے

پُھنک رہا ہون فراقِ طیبہ مین
اوسکی ٹھنڈی ہوا خدا ہی دے

دینے والا نجاتِ غم مضطر
ہے خدا ہی خدا۔ خدا ہی دے

روح پھونکی تنِ بیجان مین خدایا تونے
سطحِ خاک پہ دریا کو بہایا تونے
بوئے گل کو صفتِ رنگ اوڑایا تونے
ہاتھہ لمبا ہے بہت تیری نگہبانی کا
خاک سے یونہین گردون کو بہی اوٹھا سکتا ہے
یونہین قطرون کو بہی دریا سے ملا دیتا ہے

اپنی قدرت کا تماشا یہ دکہایا تونے
کب کی بچہڑی ہوئی موجون کو ملایا تونے
باغ سے دور دماغون کو بسایا تونے
چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تونے
جسطرح آنکہہ سے آنسو کو گرایا تونے
جیسے ذرون کو ٹہکانیسے لگایا تونے

عمر کا وقت بڑی چیز تھا لیکن مضطر
اوسکو دنیا کے بکھیڑون مین گنوایا تونے

تو سمٹ کر نظرِ شوق مین آجاتا ہے
میرا رونا مری امید کو لے ڈوبے گا
نا امیدی مین توہی کام بنادے یارب
کثرتِ رنج سے مٹ جائے نہ صدمونکا فرا
جورِ گردون کا گلہ توہی مٹائے تو مٹے
عمر کیا گھٹتی ہے دنیا کے مزے گھٹتے ہین
سب مدینے کو چلے جاتے ہین جانیوالے
اے خدا جان بچا بارِ گنہ سے میری

اپنا جلوہ ہمین تِل اوٹ دکہا جاتا ہے
کہیت بویا ہے سو اشکون سے گلا جاتا ہے
حوصلہ یاس سے پس پس کے مٹا جاتا ہے
ابتو اندوہ کا پہلو بہی دبا جاتا ہے
کب کلیجے سے بھلا داغِ جفا جاتا ہے
جان کیا جاتی ہے دنیا کا مزا جاتا ہے
اوسکی حسرت کو نہ پوچھو جو رہا جاتا ہے
مفت دنیا مین مجھے عیب لگا جاتا ہے

موت ایامِ جوانی کی بُری ہوتی ہے

مضطرؔ افسوس بُرے وقت اوٹھا جاتا ہے

اے خدا سب نے پکارا دمِ اظہار تجھے
سازمین یاد کیا کرتے ہین سب تار تجھے

تیری مخلوق نے باندھی ہے معاصی پہ کمر
جب سے پایا ہے گناہون کا خریدار تجھے

تو تو پردے مین ہمیشہ سے چھپا ہے لیکن
صورتِ حسن ہی لائی سرِ بازار تجھے

گو مین سوتا ہون مگر تجھ سے نہین ہون غافل
یاد کرتا ہے مرا طالعِ بیدار تجھے

کبریائی تری موزون ہے تجھی پر یارب
اے خدا تیری خدائی ہے سزاوار تجھے

مین وہ بندہ کہ پرستش ہے مرا فرضِ قدیم
تو وہ مالک کہ عبادت نہین درکار تجھے

ذوقِ نظارہ نے بدنام کیا ہے مضطرؔ
دیکھ کیا کہتی ہے دنیا سرِ بازار تجھے

گُل کو رنگِ ظہور دیتا ہے - باغبانِ دیارِ عالم ہے

صبر کا پھل ضرور دیتا ہے - نخلبندِ دیارِ عالم ہے

آفتون کا معین کاہل ہے - مثلِ حسرت مقیم ہر دل ہے

سبکو عقل و شعور دیتا ہے - دافعِ انتشارِ عالم ہے

روشنی اوسکی سب مین پھیلی ہے - آشکار اولاے لیلی ہے

شمعِ پنہان کو نور دیتا ہے - نازبردارِ کارِ عالم ہے

دین اوسکی ہے سب جگہہ یکسان - اوسکی دینے پہ عقل ہے حیران

سب کو نزدیک و دور دیتا ہے - رازقِ کل دیارِ عالم ہے

اعتبارِ جہان نہ کرنا تو مضطر اس شے کا دم نہ بھرنا تو
یہ دعائین ضرور دیتا ہے - خواب سب کاروبارِ عالم ہے

تیرے وعدے پہ لو لگائی ہے
اس کدورت کی تو صفائی ہے

مین تجھے چھوڑ کر کہان جاؤن
کیا کوئی دوسری خدائی ہے

کبریائی کا کبریا تو ہے
کبریا تیری کبریائی ہے

جلوہ پردے مین ان حسینون کا
تیری ادنیٰ سی رونمائی ہے

پھل وہی دیگا نخلِ ارمان کے
جس نے دلمین یہ جڑ جمائی ہے

رنج و درد و الم نہین مٹتے
یا رسولِ خدا دوہائی ہے

دور ہون آج تک مدینے سے
نارسائی سی نارسائی ہے

اپنا مہمان مین سمجھتا ہون
تیرے گھر سے جو موت آئی ہے

نشۂ عشق کم نہین ہوتا
تو نے کیسی مجھے پلائی ہے

دل مرا جل رہا ہے مدت سے
شمع کچھ دیر جھلملائی ہے

صبر سے کام تو لئے رہنا
جانِ مضطر غمِ جدائی ہے

سب کی حامی ہین رحمتین تیری
کارفرما ہین قدرتین تیری

تو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے
بہرِ عالم ہین نعمتین تیری

تجھکو دنیا نے ایک مانا ہے
پھر یہ ناحق ہین حجتین تیری

سبکے دل مین تری امیدین ہین
سب کی آنکھین تلاش کرتی ہین
سازبھی تجھکو یاد کرتے ہین
تیرے پیغمبرون سے پہونچی ہین
الفتین سب دلون مین تیری ہین
اس لئے مین گناہ کرتا ہون
بندگی نام ہے پرستش کا
اوس کو ھر وقت یاد کرا یدل
میرا حصہ ﷲ گناہ ہین میرے

سب کے دل مین ہین حسرتین تیری
ایسی شے ہین مروتین تیری
بجتی ہین تار مین گتین تیری
ساری دنیا کو دعوتین تیری
سب گھرون مین ہین دولتین تیری
کام آجائین رحمتین تیری
کس سے ممکن ہین طاعتین تیری
کون کاٹے مصیبتین تیری
تیرا حصہ ﷲ ہین رحمتین تیری

اک زمانہ بدل گیا مضطر
کیون نہ بدلین یہ حالتین تیری

کیا ادا ہو سپاس بندون سے
یاخدا ابتو یاد فرمالے
دے رہا ہے دوا توہی دل کی
بار عصیان ہے اور سر میرا

تو بچاتا ہے سب گزندون سے
بھر گیا دل جہان کے دھندون سے
تجھکو اُلفت ہے دردمندون سے
میری گردن نکال پھندون سے

مضطر اللہ کام آئے گا
رکھہ نہ اُمید بھائی بندون سے

ترا فضل وجہ حیات ہے - ترا لطف وجہ نجات ہے

مری جان تیرے ہی بس مین ہے - مری زندگی تری بات ہے

تو بری ہے عیب زوال سے تو جدا ہے نقص جمال سے

نہ مٹے وہ تیرا ہی نام ہے - نہ گھٹے وہ تیری ہی ذات ہے

ترے رنگ قدرت خاص مین کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

کبھی شب کے پہلو مین صبح ہے - کبھی دن کے پہلو مین رات ہے

توہی اپنا حسن جمال ہے توہی اپنا رنگ کمال ہے

توہی اپنی طرز نمود ہے - توہی اپنی شان ثبات ہے

چلو طیبہ مضطر بیوطن - کہ یہی ہے حاصل زندگی

یہ وہین بسر ہو تو خوب ہے - یہ جو چند دن کی حیات ہے

ترا ناز سب کی اداؤن مین ہے

تری شان - کل دلرباؤن مین ہے

ملے تیرے گھر سے مرادون کے پہل

اثر تیرے گھر کا دعاؤن مین ہے

توہی پار کرتا ہے بیڑے تمام

توہی اک خدا نا خداؤن مین ہے

کشش تو نے ڈالی ہے فریاد مین

ترا درد سبکی صداؤن مین ہے

نہین بجز غم مین کوئی آشنا

فقط ایک تو آشناؤن مین ہے

غنی اپنے محتاج بندون مین تو

شہنشاہ اپنے گداؤن مین ہے

نوا سنج صد شکر کیونکر نہ ہو

کہ مضطر ترے بے نواؤن مین ہے

ہے پرستش کا ہر حال سزاوار توہی
عرصۂ دہر مین تونے ہی عطا کی راحت
خار ہر پھول سے رکھتا ہے جدا گلشن مین
توہی لیتا ہے خبر شافیِ مطلق سب کی
چاہِ غم سے توہی بخشیگا نجات اے خالق
دل سے بارِ غم و اندوہ بھی ٹالا تو نے

ہے خدائیکا بہر کیف مددگار توہی
عرصۂ حشر مین بخشیگا گنہگار توہی
پھول ہر شاخ سے کرتا ہے نمودار توہی
سبکو دیتا ہے دوائے دل بیمار توہی
کیونکہ یوسف کو بھی لایا سر بازار توہی
بارِ عصیان سے بھی کردیگا سبکبار توہی

تجھہ سے ہر حال مین مضطر کو ہے امید نجات
ہے خبر گیر جہان داورِ دادار توہی

زیر بارِ کرم خدائی ہے
پھل نے پائی ہین لذتین تیری
توہی برسائے تب برستی ہے
مالک الملک ہے توہی یارب
خضر رستا بتاتے ہین سبکو
سارے جلوون کی تہ مین ای مالک

سب نے ہر شے تجھی سے پائی ہے
گل مین یہ بو تجھی سے آئی ہے
وہ گھٹا جو فلک پہ چھائی ہے
تو خدا ہے۔ تری خدائی ہے
یہ بھی تیری ہی رہنمائی ہے
تیرا انداز رونمائی ہے

اب بڑی آفتون مین ہے مضطر
یا رسولِ خدا دوہائی ہے

حسن پے نگار ہے - جل جلالہ وہی
رنج والم مٹا دئے - کامِ جہان بنا دئے
سب کے نصیب کی گرہ کہولدی دستِ لطف سے
اوسکو کفیل سب جہان جان رہا ہی بیگمان
خلق کی مرگ و زندگی سب ہے اوسی کی ہاتہہ مین
اوسکو بڑا خیال ہے کشمکشِ امید کا

بانیِ صدا بہار ہے - جل جلالہ وہی
خلق کا کردگار ہے - جل جلالہ وہی
عقدہ کشائے کار ہے - جل جلالہ وہی
دہر کا سازگار ہے - جل جلالہ وہی
صاحبِ اختیار ہے - جل جلالہ وہی
دافعِ انتظار ہے - جل جلالہ وہی

مضطرِ بینوا ترے رنج وہی مٹائیگا
حامیِ جملہ کار ہے - جل جلالہ وہی

خلقتِ بیشمار کا رزق رسان توہی تو ہے
راحت و مغفرت تری دونون جہان مین ملگئی
بات کرون کسی سے مین میری مجال ہی نہین
راحتِ جاودان ملی تیری ہی ذاتِ پاک سے
درد کی بھیس مین دوا چاہ کے بھیس مین فرا
حسنِ دوکان زندگی تیری ہی ذات سے بڑہا

مالکِ دل توہی توہی - حاکمِ جان توہی تو ہے
عیش یہان تجہی سے ہی - لطف وہان توہی تو ہے
میری زبان توہی تو ہے - میرا بیان توہی تو ہے
لطف بدل توہی توہی - عیش بجان توہی تو ہے
عشقِ عیان توہی توہی - عشقِ نہان توہی تو ہے
مال و متاعِ دہر مین جنسِ گران توہی تو ہے

مضطرِ بیقرار کو اب تو ملا خدا سے تو
ملکِ عدم کی راہبر عمرِ روان توہی تو ہے

دوا اپنے سارے مریضون کی تو ہے
شفا ایسی حالت مین ایسون کی تو ہے

یہ غنچے چٹکتے ہین تیری ہوا مین
بیان ہے دوا درو مندون کی تو ہی
سدا بیقراری مٹاتا ہے تو ہی
ترے ہی کرم سے یہ کلیان کھلی ہین
بہروسے پہ تیرے یہ دم چل رہے ہین

بہار اس چمن کے درختون کی تو ہے
وہان آس اپنے غریبون کی تو ہے
تسلی ہمیشہ تڑپتون کی تو ہے
بہار اس گلستان کے پہولون کی تو ہے
الٰہی بڑی آس بندون کی تو ہے

بُرے وقت پر کام دے گی نہ مضطر
یہ امید رکہتا جو اپنون کی تو ہے

نوائے طرب سارے سازون مین ہے
ادا ان کے در پردہ رازون مین ہے
نیا رنگ ہے حسنِ خوبان مین تو
ترے حسنِ قدرت کا کیا پوچھنا
پرستش کے لائق ہے مندر مین تو
لگاتا ہے تو پار بیڑے سبھی

صدا کہہ رہی ہے کہ رازون مین ہے
طپش کا مزا دل گدازون مین ہے
نئی آرزو عشق بازون مین ہے
کشش سب حسینون کے نازون مین ہے
عبادت کے قابل نمازون مین ہے
توہی ناخدا سب جہازون مین ہے

خبرگیر مضطر کا کوئی نہین
فقط ایک تو دل نوازون مین ہے

مجھے آج تک جس نے پالا تو ہی ہے
دمِ لغزشِ دہر اپنی مدد سے

معاون مراحق تعالےٰ تو ہی ہے
ہزارون کو جس نے سنبھالا تو ہی ہے

امیرون کے گھر کی تو ہی روشنی ہے
غریبون کے گھر کا اوجالا تو ہی ہے

طریقِ محبت مین دل کی لگی کا
وفا نام جسنے نکالا تو ہی ہے

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھہ پر بھروسا
عموماً خبر لینے والا تو ہی ہے

تابِ نظارۂ دیدارِ خدا کسکو ہے
ایسی بیڈھب ہوسِ ہوش رُبا کسکو ہے

زندگانی مین موافق یہ ہوا کسکو ہے
بے ترے گلشنِ دنیا کا مزا کسکو ہے

دردمندون کی تمنا کا دمِ یاس خیال
اے خداوندِ جہان تیرے سوا کسکو ہے

صرف تونے دمِ زاری مرے آنسو پونچھے
اور میرا قلق آہ و بکا کسکو ہے

وہ ہی میٹے گا ترے درد والم سب مضطر
اور دنیا مین تری فکرِ دوا کس کو ہے

پڑی ہے بنائے تسلی تجھی سے
ملی بابِ مقصد کی کنجی تجھی سے

کوئی جاکے موسیٰ کی آنکھونسے پونچھے
سرِ طور دیکھی تجلی تجھی سے

تو ہی اپنی رحمت سے بخشیگا جنت
امیدین ہین دنیا کو ایسی تجھی سے

اُدھر رونقِ باغِ عقبیٰ تو ہی ہے
ادھر حُسنِ گلزارِ ہستی تجھی سے

کئے تونے ایجاد اندازِ کثرت
یہ وحدت کی ترکیب نکلی تجھی سے

مصیبت مین تو کام آتا ہے سبکی
مدد مانگی جاتی ہی جلدی تجھی سے

دُکھہ اپنا کسی سے نہ روئیگا مضطر

کہے گا مگر اپنی بیتی تجھی سے

کیون نہ تجھے خدا کہون میرا خدا تو ہی تو ہے

عالم رنج و درد مین عہدہ برآ تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ میان زندگی

خاص ہجوم یاس مین عقدہ کشا تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ میان رنگ گل

دیدۂ دل کے سامنے حسن فزا تو ہی تو ہے ؛

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ پہلون کی آڑ مین

دل کا سواد ہے تو ہی منہ کا مزا تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ فنا کے دور مین

رنگ وجود کے لئے - شان بقا تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ شبیہ حسن مین

از پئے طرز دلبری رسم ادا تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ ازل سے تا ابد

وہ جو رہیگا ہے تو ہی وہ جو رہا تو ہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ جہان مین ہر طرف

جلوہ نما تو ہی تو ہے - جلوہ نما تو ہی تو ہے

مضطر زار تابہ کے ۔ خار چمن سے چنے گا تو
ایک بڑا فدائے گل ۔ مرد خدا توہی تو ہے

الٰہی بچا گردش آسمان سے
اوٹھا سرخرو مجھکو تو اس جہان سے

مرے مدعا کو توہی جانتا ہے
مین کہتا نہین کچھہ بہی اپنی زبان سے

مجھے اپنا جلوہ دکھا دے الٰہی
جدائی کے پردے اوٹھا درمیان سے

یہ سب لینے والے ہین تو دینے والا
نہ دے تو تو پائے خدائی کہان سے

محمد کو بہیجا ہے تو نے زمین پر
اسے کون کہتا ہے کم آسمان سے

یہ حالت ہوئی ہے کہ مایوس ہو کر
دوا مانگتا ہون مین درد نہان سے

ستانے کو میرے مٹانے کو میرے
زمین مشورہ کر چکی آسمان سے

ترے باغ ہستی مین کچھہ پہل نہ پایا
فقط داغ دل لے چلا ہون یہان سے

دہان بہی تو رہنے کو جنت بنی ہے
یہان تو نے کاہیکو بہیجا وہان سے

محبت حسینون سے کرکے یہ جانا
ترے گہر کا رستا ہے کوئی بتان سے

لگا دل خدا سے دم نزع مضطر
سحر ہوگئی چونک خواب گران سے

سیکڑون قید خرابات سے بندی چہوڑے
تو نے زندان مین گنہگار نہ اپنی چہوڑے

بند اندوہ الم کاٹ کے بندے چہوڑے
یہ تو اب توہی سمجہتا ہے کہ کتنے چہوڑے

کیون کوئی رسم محبت کے طریقے چہوڑے
جن سے اللہ ملے وہ کوئی کیسے چہوڑے

حسرت دید مین سب لوگ تڑپتے چھوڑے
تیرے جلوے نے برے وقت مین پردے چھوڑے

بے صفائی لئے چھوڑے نہ کسی نے مجرم
یون گنہگار جو چھوڑے بہی تو تونے چھوڑے

دم آخر تری امداد نے پوری ڈالی
اس قضا نے تو سبھی لوگ سسکتے چھوڑے

تجھکو کس بات کا ہے دامن عصیان شکوہ
آب رحمت نے ترے کونسے دھبے چھوڑے

جان لیکر بہی اگر تونے ہمین بخش دیا
تو بہی ہم یہ ہی سمجھہ لین گے کہ سستے چھوڑے

عشق نے جان ہی چھوڑی نہ ہمین کو چھوڑا
داغ نے دل ہی نہ چھوڑے نہ کلیجے چھوڑے

رہبری رشک رقابت سے گوارا کب تھی
خضر کے ہم نے بتائے ہوئے رستے چھوڑے

جب خداء صلے محشر مین ہمین چھوڑے گا
ہم تو اوس روز یہ جانین گے کہ ایسے چھوڑے

اپنی جانب سے نکیرین کو فوراً بھیجا
تو نے مردے بہی نہ تربت مین اکیلے چھوڑے

خواب مین دیکھہ کے چونکا تو ترے جلوے نے
آنکھہ کھلنے بہی نہ پائی تہی کہ پردے چھوڑے

خارزارون ہی مین سب عمر گذاری میری
وادی عشق مین کانٹون نے نہ تلوے چھوڑے

تجھکو کیا باد فنا چھوڑیگی مضطر جنے
بھول چھوڑے کسی گلشن کو نہ پتے چھوڑے

داغ کہتا ہے نامرادی کے
غم بنائے ہین جوڑ شادی کے

اے فلک ڈر خدا سے برتر سے
یہ چلن چھوڑ بد نہادی کے

کیا دھڑا دھڑ غمون کو بیٹھا ہے
تونے ڈنکے بجا کے شادی کے

تونے گرہین لگا کے آسون کی
تار توڑے ہین نامرادی کے

گل پہ شبنم گرائی اوپر سے
لطفِ عیش وصال ہوئے ہین
خوب شہرہ ہوا محبت کا

رنگ کہیلا چمن مین شادی کے
ہم مزے چکہے بے سوادی کے
خوب ڈنکے پٹے منادی کے

خوب سمجھے ہوئے ہون مین مضطرؔ
مکر دنیا حرام زادی کے

مرے دردِ جان کی دوا دے مجھے
اگر تجھکو دنیا نہین - دل پسند
مدینے کی حسرت مین برباد ہون
الٰہی تجھے کس نے یہ رائے دی
خدا پھر جلا دیگا اے عاشقی
نہین اس زمین سے امیدِ وفا
خدا ہو - کہ بت ہو - کوئی ہو - مگر
دغا دے نہ رستے مین اے لاغری

محبت کا اپنی مزا دے مجھے
تو لا مال میرا اوٹھا دے مجھے
الٰہی ٹھکانے لگا دے مجھے
کہ مٹی کا پتلا بنا دے مجھے
تجھے بہی قسم ہے مٹا دے مجھے
جو مٹی کے نیچے دبا دے مجھے
ذرا - اپنی صورت دکہا دے مجھے
ٹہکانے سے چلکر بٹھا دے مجھے

یہ کہتی ہوئی جانِ مضطرؔ چلی
کہ ہٹ جا قضا راستا دے مجھے

اوسکی مرضی پہ ہمکو چلنا ہے
کیون کسی اور سے مدد مانگون

راستے راستے نکلنا ہے
وقت ٹل جائیگا جو ٹلنا ہے

کیون اوبلتا ہے چشمۂ شیرین
کچھ نہ پوچھو شباب کا کٹنا
زندگی اس جہانِ فانی کی
باغِ دنیا مین بے سبب آئے

چار دن کا فقط اوبلنا ہے
یہ بھی اک دوپہر کا ڈھلنا ہے
دوگھڑی دھوپ کا نکلنا ہے
پھولنا ہے یہان نہ پھلنا ہے

جانے والون کو روئین کیا مضطرؔ
یہی رستہ ہمین بھی چلنا ہے

سب کے دل کو سرور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
تو ہی آنکھون کو نور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
وقت بچھڑے ہوئے ملاتا ہے۔ کامیابی کے دن دکھاتا ہے
صبر کا پھل ضرور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
ہے بڑی دادگستری تیری۔ عزت و شان داوری تیری
دادِ اہلِ قصور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
سبکی رہبر تری عنایت ہے۔ سبکی ہادی تری ہدایت ہے
تو ہی عقل و شعور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
ہر شجر کو نہال کرتا ہے۔ پھول کو لالون لال کرتا ہے
رنگ رنگِ ظہور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے
تو نے بخشی بہار باغون کو۔ تو نے روشن کیا چراغون کو

جلوۂ شمع طور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

ہے خبر گیر اپنے مضطر کا - تجھ سے روشن ہے نام ہر گھر کا
نار کو تو ہی نور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

آج پھر بیٹھے ہین اذکار الٰہی کرنے	دور اپنے خطِ قسمت کی سیاہی کرنے
کب یہان آئے ہین ناکردہ گناہی کرنے	بخت لایا ہے سپیدی پہ سیاہی کرنے
لاگ سچی ہو تو ہے کعبۂ مقصود وہی	جس جگہہ بیٹھ گئے یادِ الٰہی کرنے
جسم آیا ہے یہان درد و مصیبت لینے	جان آئی ہے غمِ نامتناہی کرنے
نیکیان لکھتے ہین ہم نامۂ اعمال مین آج	اب فرشتون سے کہو آئین گواہی کرنے
طور تو پھونک دیا حضرتِ موسیٰ پہلے	اب کہان جاؤ گے دیدارِ الٰہی کرنے
شب سے کہدو کہ یہان صبحِ تجلی ہے عیان	اب کہین اور چلی جائے سیاہی کرنے
عیشِ مکارہ دنیا سے بچے گا کیون کر	یہ یہان آئی ہے دزدیدہ نگاہی کرنے
جان آئی تہی فقط درد و مصیبت دینے	عمر آئی تہی عدم کو ہمین راہی کرنے
اقربا تو نے زمانے مین دئے کیون یارب	تجھکو منظور تہے جب مجھسی جدا ہی کرنے

دہر کو چھوڑ کے اب سوئے عدم چل مضطر
اپنے اللہ سے اظہارِ تباہی کرنے

دلون مین تو ہی بنیادِ محبت ڈالدیتا ہے	مٹا کر ایک صورت اور صورت ڈالدیتا ہی
خداوندا اوسے ہرگز نہین کوئی بچا سکتا	وہ مٹ جاتا ہے جسپر تو مصیبت ڈالدیتا ہے

تو ہی ہے خار و خس سے طاق مرقد جھاڑنیوالا
تو ہی چادر سر تعویذ تربت ڈالدیتا ہے

کہین جلنے مین تو مرنے کی ترکیبین دکھاتا ہے
کہین مرنے مین تو جینے کی صورت ڈالدیتا ہے

نہال خشک کو گلشن مین تو سرسبز کرتا ہے
اور اوسمین پھل لگاکر پھل مین لذت ڈالدیتا ہے

تری ڈالی ہوئی تکرار ٹلے ہوتے نہین دیکھی
ذرا سی بات پر آپسمین حجت ڈالدیتا ہے

کسی کا سر کھلا رکھتا نہین میدان غربت مین
ترا دست کرم دامان رحمت ڈالدیتا ہے

تو ہی تو ہے جو اندر آنکھ کے جلوے بساتا ہے
تو ہی تو ہے جو اندر دل کے حسرت ڈالدیتا ہے

کسی سے شکوۂ رنج والم کرتے ہو کیون مضطر
وہی میٹے مصیبت جو مصیبت ڈالدیتا ہے

مین بھی چمن ہون ای خدا مجھکو بھی تو بہار دے
لذت خار غم مٹا۔ کام مرا سنوار دے

سب تو ہیلین مین منہ تکون اسکی تو لاج ہی تجھے
سرزنش خزان گھٹا۔ لذت صد بہار دے

عشق بتان بھی کرلیا۔ اب نہین کوئی آرزو
ابتو تو اپنی یاد مین عمر مری گزار دے

وہم وگمان کو دور کر اپنی لگی سے دل لگا
چشم خیال بند کر دیدۂ انتظار دے

کھائین ہین ٹھوکرین بہت اب یہ لخیر وقت ہے
اپنے کرم سے تو مجھے عزت اقتدار دے

مین ہون مریض غم ترا تو ہی مرا علاج کر
چارۂ درد دل بتا نسخۂ جان زار دے

ہین ترے فضل خاص سے نخل چمن پھلے ہوئے
میری بھی خشک شاخ کو لذت برگ بار دے

بار گنہ سے ایخدا دل ہے مرا دبا ہوا
دست کرم لگاکے تو بوجھ مرا اوتار دے

مضطر زار عمر سب کٹ گئی اضطراب مین
ابتو بحق مصطفے اتجھکو خدا قرار دے

دیتا ہے توہی صاحب انعام توہی ہے
دنیا کا مددگار شب و روز ہے توہی
اکرام ترے۔ صاحب افضال ہے توہی
تجھسے ہی نکلتے ہین امیدون کے نتیجے

اے رب جہان دافع آلام توہی ہے
عالم کا معاون سحر و شام توہی ہے
افضال ترے صاحب اکرام توہی ہے
دینے کو مگر ثمرۂ انجام توہی ہے

بیچین کو دیتا ہے توہی مایۂ تسکین
مضطر کے لئے موجب آرام توہی ہے

پھر ملایا بچھڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہے توہی
پھر بنایا بگڑنے والونکو۔ پاک پروردگار ہے توھی
تو نے بارہ برس مین دن پھیرے۔ تجھپہ قربان جان و دل میرے
پھر بسایا اوجڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہے توھی
نقش حسرت بھلا جماتا کون۔ ایسی بگڑی مین کام آتا کون
تو نے روکا اوکھڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہی توہی
کام دل سب توہی بناتا ہے۔ کام کے وقت کام آتا ہے
دی مدد تو نے اڑنیوالون کو۔ پاک پروردگار ہے توہی
جان مضطر کے کام آیا ہے۔ تو نے ہی چین سے سلایا ہے

گنجِ مرقد مین گڑانے والون کو۔ پاک پروردگار ہے تو ہی

ترے لطف کا ترے جود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری نعمتون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری مرحمت کے سوال پر کوئی کچھہ کہے بھی تو کیا کہے

تیری مکرمت کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری سلطنت کے مدار پر کوئی کچھہ کہے بھی تو کیا کہے

تیری مملکت کی حدود کا۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری جنگلون کی بہار پر کوئی کچھہ کہے بھی تو کیا کہے

تیری گلشنون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مجھے اوسنے مضطرِ غمزدہ غمِ بیکسی سے چھڑا دیا
کرمِ خدا۔ کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

دلون مین سمایا۔ خدا ہی تو ہے
نگاہون مین آیا خدا ہی تو ہے

عنایت ہے جس نے امید و نکالا نغ
دلون مین لگایا خدا ہی تو ہے

طلب کرکے دنیا سے جسنے ہمین
گھر اپنا دکھایا خدا ہی تو ہے

جو اپنی ادا۔ عنایات پر
خدائی کو بھایا خدا ہی تو ہے

مصیبت کا راحت سے بدلا دیا
جو یون کام آیا۔ خدا ہی تو ہے

بدلتا ہے تصویرِ اندوہ و یاس
پلٹ دے جو کایا خدا ہی تو ہے

مجھے جسنے مضطر پے امتحان
تڑپتا بنایا خدا ہی تو ہے

جلوہ افروز رونمائی ہے
دلکو حسرت ہے اوسکے جلوے کی
ہے وہ بیشک خدا خدائی کا
آس ہے عالم اسیری مین
حسنِ خوبان کا دیکھکر جلوہ
اوسکی امداد کام دیتی ہے

کبریا کی یہ کبریائی ہے
اس طرح خواہش صفائی ہے
سب اوسی کی تو یہ خدائی ہے
قید مین لذتِ رہائی ہے
دل پکارا تری خدائی ہے
حسن فریاد نارسائی ہے

چھوڑ دو گلشنِ جہان مضطر
یہ چمن وقفِ بے نوائی ہے

تو لاریب پروردگارِ جہان ہے
بری ہے تری ذات شرکت سے بالکل
ادا ہو سکے کس سے توصیف تیری
بقائے ابد ذاتِ باقی ہے تیری
یہ پانی کی طاقت کہان تھی کہ چلتا
یہ اکدن مٹے گی یونہین رفتہ رفتہ
گرانا نہ قعرِ جہنم مین یارب

یہ تیری زمین ہے ترا آسمان ہے
الٰہی ترا کوئی ثانی کہان ہے
نہ تابِ بیان ہے نہ تابِ زبان ہے
تو ہی تو ہے فانی یہ سارا جہان ہے
روان جب سے تونے کیا ہے روان ہے
یہ دنیا غبارِ پسِ کاروان ہے
بہت تیز رفتار عمرِ روان ہے

الٰہی مجھے استقامت عطا کر
قضا لینے والی مرا امتحان ہے

یہ عالم ہے اک خواب اور کچھہ نہین ہے
یہان ہوشیاری بھی خوابِ گران ہے

ہوا کو نہ تھا کوئی جنبش کا یارا
دوان جب سے کردی ہے تو نے دوان ہے

شفا اپنے مضطر کو دے دردِ دل سے
تو ہی چارہ کارِ دردِ نہان ہے

کفیلِ جہانی خدا ہی تو ہے
جو دے زندگانی خدا ہی تو ہے

کرم خود نشانِ خدا ہی تو تھا
کرم کی نشانی خدا ہی تو ہے

بڑی ذات ہے اوسکی بھر کرم
بڑی مہربانی خدا ہی تو ہے

خوشی اوسکے غم سے مناتا ہون مین
مری شادمانی خدا ہی تو ہے

معاون غریبون کا ہر حال مین
دمِ سرگرانی خدا ہی تو ہے

مٹا دے جو فوراً دمِ التجا
غمِ جاودانی خدا ہی تو ہے

ہری ہونگی مضطر جلی کھیتیان
کہ دینے کو پانی خدا ہی تو ہے

تیری دُھن مین ہوا کا جھونکا ہے
باغِ عالم تجھی سے پھُولا ہے

تیرا جلوہ ہے سب کی صورت مین
سب کے نقشون مین تیرا نقشا ہے

دیکھتی ہین تجھی کو سب آنکھین
سات پردون مین تیرا جلوا ہے

جب کسی سے تری جگہہ پوچھی
دل پکارا کہ مجھہ مین رہتا ہے

کھولے دیتی ہین راز یہ آنکھین
تو ہے معبود شک نہین اسمین
دو دو آنکھین گواہِ وحدت ہین

تیرا پردا بھی کوئی پردا ہے
بندگی کی دلیل بندا ہے
کیونکہ دونو مین ایک جلوا ہے

اپنے مضطر کی چارہ سازی کر
دردِ دل سے بہت تڑپتا ہے

حسن کو مایۂ صد ناز دیا کرتا ہے
تو ہی انداز کو انداز دیا کرتا ہے

ہوش مین لانے کو آواز دیا کرتا ہے
سوز والون کو تو ہی ساز دیا کرتا ہے

فرصتِ رنج در انداز دیا کرتا ہے
دینے والا مجھے آواز دیا کرتا ہے

اچھی شکلون کو تو انداز دیا کرتا ہے
ناز اس کا ہے کہ تو ناز دیا کرتا ہے

مرغ جان کو پر پرواز دیا کرتا ہے
جب بلاتا ہے تو آواز دیا کرتا ہے

تو نے ہی راز کی خاطر سے بنایا پردا
تو ہی پردے کے لئے راز دیا کرتا ہے

ساز والے تجھے تارون مین خبر دیتے ہین
سوز والون کی خبر ساز دیا کرتا ہے

دلمین رکھنے کے لئے بات بنا دی تو نے
ایسے پردون کو تو ہی راز دیا کرتا ہے

دل کبھی چپ نہین رہتا مرے چپ رہنے سے
چپکے چپکے تجھے آواز دیا کرتا ہے

رہکے چپ مجھکو ترے راز کی باتون کا پتہ
بتکدے مین بتِ طناز دیا کرتا ہے

جز ترے عالمِ عبرت مین پکارے کس کو
ترا مضطر تجھے آواز دیا کرتا ہے

فرقِ عزت کو توہی تاج عطا کرتا ہے
حسن کو رتبۂ معراج عطا کرتا ہے

چشمِ دنیا کو توہی لاج عطا کرتا ہے
کل وہ لیتا نہین جو آج عطا کرتا ہے

گل پئے گلشنِ امید توہی دیتا ہے
زر پئے دامنِ محتاج عطا کرتا ہے

کمارہی ہے یہ تری دی ہوئی روٹی دنیا
اپنی مخلوق کو تو ناج عطا کرتا ہے

جھولیان اپنے گداؤن کی نہ رکھین خالی
بادشاہون کو توہی راج عطا کرتا ہے

مرتبے تیرے ہی الطاف سے بڑھجاتے ہین
کاج والون کو مہا کاج عطا کرتا ہے

سبکی آنکھون سے بہاتا ہے غمون مین آنسو
اشک کو طاقتِ اخراج عطا کرتا ہے

تخت والون کو توہی تخت دیا کرتا ہے
تاج والون کو توہی تاج عطا کرتا ہے

آج وہ رات ہے مضطر کہ خداوندِ کریم
اپنے محبوب کو معراج عطا کرتا ہے

اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
زیر بارِ کرم زمانا ہے

اوسکو پروا نہین عبادت کی
یہ تو اک رحم کا بہانا ہے

نقشِ ہستی مٹا کے ملتا ہے
اپنا کھونا ہی اوسکا پانا ہے

ہے مددگار اپنے بندون کا
کام اوسی کا تو کام آنا ہے

راہِ عصیان سے بچکے چل مضطر
کیونکہ خالق کو منہ دکھانا ہے

تجھ پہ زیبا یہ بادشاہی ہے
سب تری مملکت الٰہی ہے

آنکھ مین رنگ بھر دیے تو نے
کچھہ سپیدی ہے کچھ سیاہی ہے

کیون ڈرون نامۂ عمل سے مین
ثبت اسپر تری گواہی ہے

تیری موجون مین چین کرتے ہین
تو خبر گیر مرغ و ماہی ہے

کون دیکھے گا وہ ہی دیکھے گا
یہ جو ایدل تری تباہی ہے

دہیان ہر دم ہے یا خدا تیرا
یاد ہر دم تری – الٰہی ہے

حشر مین وہ مٹائے گا – مضطر
کیا بڑی چیز روسیاہی ہے

نہ نظر وفا سے لگی رہے نہ نظر جفا سے لگی رہے
مین یہ چاہتا ہون کہ عمر بھر مری لو خدا سے لگی رہے

مین وہ زخمِ تیغ مراد ہون جو سدا گلے سے لگا رہا
مین وہ گردِ کوچۂ عیش ہون جو سدا ہوا سے لگی رہے

مری آرزو ہے کہ اے خدا ترے دہیان سے مین ہون جدا
تیری یاد حالتِ عیش مین دلِ مبتلا سے لگی رہے

مری آرزو تو وہ چیز ہے جسے یاس سے رہے واسطہ
مری زندگی تو وہ لاگ ہے جو سدا قضا سے لگی رہے

مری زندگی کو نہ جو جوڑ تو مجھے اب خدا ہی پہ چھوڑ تو
یہ وہ چیز ہی نہین چارہ گر جو تری دوا سے لگی رہے

یہ اخیر وقت ہے دوستو مرے حق مین تم یہ دعا کرو

یہ جو ٹوٹتی ہے لگی ہوئی یہ لگی خدا سے لگی رہے

ہو مزا جو مضطر بینوا - مری خاکِ گور پس فنا

کسی تاج سر پہ پڑی رہے - کسی نقشِ پا سے لگی رہے

چاہتا ہے جسے اوٹھاتا ہے - مالک الملک ذات ہے تیری

بات بگڑی ہوئی بناتا ہے - بات والو مین بات ہے تیری

دن کو غنچے ترے چٹکتے ہین - شب کو تارے ترے چمکتے ہین

روز سورج کو تو اوگاتا ہے - دن ہی کہتا ہے رات ہے تیری

دیکھے حسن شباب کو پیری - تو ہی کرتا ہے سب خبر گیری

سب کے سب کام دل بناتا ہے - سب کی سب کائنات ہے تیری

دہر سے بے خبر نہین رہتا - تو خدا ہے کدہر نہین رہتا

کیون نہ ہو تیرا نام داتا ہے - کیون نہ ہو ایک ذات ہے تیری

داغِ عصیان تو ہی مٹا میرے - کام بگڑی ہوئے بنا میرے

کیونکہ روتون کو تو ہنساتا ہے - ہر طرف التفات ہے تیری

بینوائی کے داغ دہوتا ہے - کام تیرے گئے سی ہوتا ہے

تیرا اقرار سب کو بہاتا ہے - بات یہ ہی کہ بات ہے تیری

ہو کے دونون جہان سے یکسو مضطر اوس سے لگا دل اپنا تو

اب کوئی دن مین تو ہی جاتا ہے زندگی بے ثبات ہے تیری

کفیلِ اہلِ جہان ہے خدائے پاک توہی — معینِ غمزدگان ہے خدائے پاک توہی

ترے ہی فضل سے راحت نصیب ہوتی ہے — طبیبِ دردِ نہان ہے خدائے پاک توہی

تسلیان ترے اکرام سے ملین سبکو — قرارِ قلبِ تپان ہے خدائے پاک توہی

تری مدد سے بھرے ہین تمام زخمِ جگر — علاجِ خستہ دلان ہے خدائے پاک توہی

بہارِ گلشنِ ہستی بنا ہے فضل ترا — سرورِ روحِ روان ہے خدائے پاک توہی

یہ دے رہی ہے شہادت نگاہِ اہلِ جہان — کہ ہر طرف سے عیان ہے خدائے پاک توہی

ہین تیرے نام پہ مضطر کے جان و دل صدقے

کہ مالکِ دل و جان ہے خدائے پاک توہی

رنگِ صد نقش توہی معنیِ تصویر مین ہے — کارپردازِ قضا پردۂ تقدیر مین ہے

ہر اثر تیری ہی رحمت سے دعاؤن کو ملا — ہر دعا تیرے ہی افضال سے تاثیر مین ہے

ہاتھ واقف ہین جو لذت تری امداد مین ہے — پاؤن واقف ہین جو کھٹکا تری زنجیر مین ہے

کب کسی ناخنِ تدبیر سے کھل سکتی ہے — تیری ڈالی جو گرہ رشتۂ تقدیر مین ہے

تہا محبت مین نمک پاشِ جراحت توہی — زخمِ دل میرے پکارے کہ توہی تیر مین ہے

دل مین کرتا ہے توہی شوقِ شہادت پیدا — جان دینے کا مزا خنجر و شمشیر مین ہے

اوسکی سرکار سے مایوس نہ ہو اے مضطر

تجھکو مل جائیگا جو کچھ تری تقدیر مین ہے

الٰہی تو نے لطفِ عیش غمخواری مین رکھا ہے
دلون کو کر کے پیدا ناز برداری مین رکھا ہے
چمن کی آرزو کنج قفس مین بند کی تو نے
رہائی کا مزا رسم گرفتاری مین رکھا ہے
ملائے ہین جفا کے جُز بہی رسم مہربانی مین
طریقہ دلبری کا طرزِ دلداری مین رکھا ہے
نشانِ مغفرت مِل جائے گا اِس سے قیامت مین
بھروسا تیری رحمت کا گنہگاری مین رکھا ہے
علاجِ دردمندان ہے تری حکمت کا کیا کہنا
کہ پہلو تندرستی کا بہی بیماری مین رکہا ہے
کیا ہے نامِ الفت تو نے شمع حسن سے روشن
محبت کا بہی اِک طُرہ طرحداری مین رکہا ہے
مزا کچھ بہی نہ آئے گا گنہگارون کو دوزخ مین
سوا آتش کے اور کیا خاک بیچاری مین رکہا ہے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
جو آسانی کا پہلو تو نے دشواری مین رکہا ہے
مین کب مضطر طریقِ ترکِ اُلفت جان سکتا ہون

کہ اوس جلوے نے مجھکو ناز برداری مین رکھا ہے۔

جلوہ فرما تو ہی ہر جلوہ گہہ نازمین ہے
تیرے جلوے سے خدائی بہی بڑی نازمین ہے
تیری دنیا ترے انداز سے اندازمین ہے
تار بجتا ہے تو آواز تری آتی ہے
تو نے فریادمین کی رحم کی صورت پیدا
لئے بہرتی ہین پرندون کو ہوائین تیری
پردے والے کبہی پردے مین نہ رہتے لیکن
اک ترا رنگ ہی جلوت کدہ رنگ مین ہے

تیرے انداز کا انداز ہر انداز مین ہے
تیرے انداز سے یہ بہی اوسی اندازمین ہے
ناز اسواسطے کرتی ہے کہ تو نازمین ہے
اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو سازمین ہے
درد کا کیف لرزتی ہوئی آوازمین ہے
تو ہی اُڑ سکنے کی طاقت پر پروازمین ہے
فقط اس بات کا چھپنا ہے کہ تو رازمین ہے
اک ترا ناز ہی خلوت کدہ نازمین ہے

کیا سدا تو نے خدا ہی کو پکارا مضطر
دردمندی کا جو لہجہ تری آوازمین ہے

آفتین تو نے سر سے ٹالی ہین۔ تری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
حسرتین دل کی سب نکالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
خوفِ روزِ نشور کھویا ہے۔ داغِ عصیان دلون سے دہویا ہے
عزتین خلق کی بچالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
تو نے بخشے گناہ عالم کے۔ کہودئے داغ حسرت وغم کے
بگڑی باتین سبھی بنالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

سب کو دادِ مراد دیتا ہے - دردمندی کی داد دیتا ہے

اک غریبون کے ہاتہہ خالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

تیرے الطاف کام آئے ہین - سارے خنگل ترے لبائے ہین

تونے جانین تنون مین ڈالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

بات پوچھی ہے دردِ فرقت مین - لی ہے تونے خبر مصیبت مین

حالتین رنج مین سنبھالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

جانِ مضطر پہ ہے ترا احسان - تونے بخشے ہین عیش کے سامان
دل کی پھانسین سبھی نکالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ہر طرح جان کا لینا ترے امکان مین ہے
گفتگو کرنے کی طاقت تو ہی انسان مین ہے
ابتو ارمان بہی میرا ترے ارمان مین ہے
حسن چہرون مین ہے اور طرزِ ادا شان مین ہے
تیرا جلوہ تو محبت کی ہر اک شان مین ہے
سبکی گردن پہ تری تیغ دہری رہتی ہے
جلوہ تیرا ہے کہ ہر شے مین نمودار ہے تو
اپنی رگ رگ مین تجھے مین نے نبار کہا ہے

اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو جان مین ہے
جسم دیتا ہے گواہی کہ تو ہی جان مین ہے
کیونکہ تو جان ہے اور جان مری جان مین ہے
جان خود بہی یہی کہتی ہے کہ تو جان مین ہے
غم تو ہی دل مین ہے اور درد تو ہی جان مین ہے
تیری چاہت کا ہی اک تار گریبان مین ہے
شان تیری ہے کہ تو سب سے بڑا شان مین ہے
جان اسواسطے لیلی ہے کہ تو جان مین ہے

مضطرِ خستہ جگر راہِ خدا مین مٹ جا

یون اگر جان کا دینا ترے امکان مین ہے

توہی بندون کو پیار کرتا ہے
چارۂ قلبِ زار کرتا ہے
ہین غضب بیقراریان اوسکی
جس کو تو بیقرار کرتا ہے
کردے میری بہی حالتین تبدیل
تو خزان کو بہار کرتا ہے
وہ گدا تخت وتاج پاتا ہے
جسکو تو شہریار کرتا ہے

تو تو مضطر مرے گا طیبہ مین
کیون تلاشِ مزار کرتا ہے

سارے رشتون کو توڑ دیتا ہے
اپنی مرضی پر چہوڑ دیتا ہے
سہل ہے دل کا جوڑنا تجہکو
کیونکہ شیشے کو جوڑ دیتا ہے
تیرے کانٹے ہین پہول سے اچہے
توہی چہالون کو پہوڑ دیتا ہے
تجہسے تن کر جہان چلا کوئی
اوسکی گردن مڑور دیتا ہے

دل اوٹھا لے جہان سے مضطر
یہ بُرے وقت چہوڑ دیتا ہے

سبکی حالت کا دیکہنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

رنج وکلفت کا دیکہنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

دل کی حالت سنبہالنے والا - دل کے کانٹے نکالنے والا

دل کی حسرت کا دیکہنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

رنجِ ہجران کو ٹالنے والا - وصل کا ڈول ڈالنے والا
دردِ فرقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

منہ کسی سے نہ پھیرنے والا - مٹ گئے پر اوبھرنے والا
کنجِ تربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

دردمندون کا چاہنے والا - میری تیری نباہنے والا
جوشِ رقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

خوابِ غفلت مین ٹھیلنے والا - نازِ دنیا کے جھیلنے والا
حالِ غربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

سر کی آئی کو ٹالنے والا - سارے عالم کو پالنے والا
ہر مصیبت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

دو کو دس کر کے چھوڑنے والا - ایک سے دو کو جوڑنے والا
رنگِ کثرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

سب کو دنیا مین ڈالنے والا - نامِ آدم نکالنے والا
اپنی وحدت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

بوجھ سر سے اوتارنے والا - نقشِ حسرت اوبھارنے والا
اپنی قدرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

جانِ مضطر کا پالنے والا - دُھول مین پھول ڈالنے والا

اوسکی حالت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک توہی ہی

وہ دیتا ہے فوراً معافی خطا کی — اگر ہے تو بس دیر ہے التجا کی
محبت مین سارا تپک کا مزا ہے — ضرورت نہین زخمِ دل کو دوا کی
یہ دنیا نمونہ ہے طرزِ ستم کا — خدائی ہے تصویر رسمِ جفا کی
بہروسہ کرے سانس کا کوئی کیونکر — یہ ایسی ہے جیسے کہ جنبش ہوا کی
وہی دادِ جوشِ جنون مجھکو دیگا — خدا دیکھتا ہے مری سینہ چاکی
ذرا حال شمعِ سحر سے تو پوچھو — جو سوزِ محبت اسے شب بہر جلا کی

محبت مین یون جان دینا کہ مضطر
اوٹھے ہر طرف سے صدا مرحبا کی

یادِ حق آٹھ پہر اے دلِ ناشاد رہے — تاکہ مرنے پہ یہی نام تجھے یاد رہے
دل وہی دل ہے کہ جس دل مین تری یاد رہے — ہے وہی گھر جو ترے ذکر سے آباد رہے
خاک گلگشتِ چمن سے کوئی دل شاد رہے — چاندنی رات اندہیرے مین کسی یاد رہے
اون کو کیا قدر زمانے کی جو برباد رہے — یا الٰہی تری دنیا اونہین کیون یاد رہے
اے خدا دے مجھے توفیقِ عبادت اپنی — ایسا کر دے کہ مجھے ایک توہی یاد رہے
اون سے کانٹون کی خلش پوچھے کوئی جا کر — گل جو وقفِ ستمِ گلشنِ ایجاد رہے
بیخودی اس لئے لیلی ہے کہ بوجون تجھکو — بہول اسواسطے ڈالی ہے کہ تو یاد رہے
ہر گھڑی یاد کیا کنجِ قفس مین تجھکو — ہم تو ایامِ اسیری مین بہی آزاد رہے

ہندوون نے بھی بھوے سی نکالی صورت
دل مرا تیرے بھروسے پہ مگن رہتا ہے

بُت کو اسواسطے پوجا کہ خدا یاد رہے
کیا ضرورت ہے کہ آمادہ فریاد رہے

مین چلا سوئے عدم چھوڑ کے دنیا مضطر
ایسے عالم مین رہون گا کہ جو آباد رہے

خدا تو ہے سب کا خدائی ہے تیری
ضرورت بھی کیا جو پکارین کسی کو
یہ ہر مال اپنا پرایا ترا ہے
سیاہی مین ڈالی ہے تو نے سفیدی
بڑی سی بڑی چیز یہ کہہ رہی ہے

تو ہے کبریا کبریائی ہے تیری
ترا نام سچا دوہائی ہے تیری
یہ ہر چیز اپنی پرائی ہے تیری
کدورت کو حاصل صفائی ہے تیری
بڑا تو ہے سب سے بڑائی ہے تیری

خدا کوئی سامان کر دے گا مضطر
بڑی چیز یہہ بینوائی ہے تیری

رسولون سے بھی تو نے سجدے کرائے
سدا تو نے اپنے ہی رستے چلائے
اندھیرے اوجالے کا مالک تو ہی ہے
ہزارون کو راحت سے تو نے سُلایا
یہان داغ دل بے مٹائے مٹے ہین
کمی تیرے دینے مین پڑتی نہین ہے

سبھی نے ترے سامنے سر جھکائے
اودھر سے تو بھیجے اودھر سے بلائے
ہمیشہ ہمین چاند سورج دکھائے
ہزارون سے راتون کو تارے گنائے
ترا بحر رحمت بہا بے بہا سے
آلہی تری دی ہوئی کون کھائے

ترے اضطرابِ محبت نے یارب
ہزاروں ہی مجھ جیسے مضطر بنائے

دردمندوں کے کلیجوں کی دوا ہے توہی
بیگمان مالکِ اربابِ وفا ہے توہی
کثرتِ عیش مین جینے کا مزا ہے توہی
رنج اسواسطے اچھا کہ توہی راحت ہے
پھول پتے سے عیان ہے تری قدرت یارب
اوس طرف اپنی خدائیکا توہی مالک ہے

مرضِ حسرت و حرمان کی شفا ہے توہی
جس سے پوچھو یہی کہدے کہ خدا ہی توہی
موسمِ گل کی گلستان مین ہوا ہے توہی
درد اسواسطے بہتر کہ دوا ہے توہی
رنگ کی طرح سے پانی مین ملا ہے توہی
اس طرف اپنی خدائی کا خدا ہے توہی

دیکھتا کچھ نہین مضطر ترے جلوے کے سوا
اوسکی مشتاق نگاہون مین بسا ہے توہی

التجائین قبول کرتا ہے
دن کی صورت توہی دکھاتا ہے
توہی غم کو خوشی بناتا ہے
تو گھٹانے کو شورشِ عصیان
دل کے کانٹے نکال لیتا ہے
دفع توہی خیالِ عالم سے

محنتِ دل وصول کرتا ہے
مختصر شب کا طول کرتا ہے
دل کے کانٹے کو پھول کرتا ہے
اپنی رحمت شمول کرتا ہے
تو علاجِ ملول کرتا ہے
رسمِ طاعت کی بھول کرتا ہے

کارِ عالم کو کیا بقا مضطر

تو یہ سب کچھ فضول کرتا ہے

زمانہ مجھے کیا سے کیا جانتا ہے
اگر دل کی حالت خدا جانتا ہے

مرا گھر اوسی کے بنائے بنے گا
جو بندون کی بگڑی بنا جانتا ہے

مرے غم کی حالت مرے دل کی حسرت
خدا دیکھتا ہے خدا جانتا ہے

تسلی ہمیشہ کو دیدے گا اکدن
مرا دردِ دل خود دوا جانتا ہے

ترے غم مین جسکو مزا آگیا ہے
وہ ہر عیش کو بے مزا جانتا ہے

خدائی خدا کو جو چاہے سو کہہ دے
خدائی کی باتین خدا جانتا ہے

مدینے مین ارمان نکلینگے مضطر
چل اوس تک جو حسرت مٹا جانتا ہے

خدائی کو اپنی تو ہی پالتا ہے
درختون مین دانا تو ہی ڈالتا ہے

ہین سب چپ مقیمانِ شہرِ خموشان
خدا ہی۔ فقط بولتا چالتا ہے

اگر دلپہ بیتے تو وہ ہی دوا دے
اگر سر پہ آئے تو وہ ٹالتا ہے

وہی بے طلب سبکو دیتا ہے روزی
زبردستیون سبکے گھر گھالتا ہے

عجب کیا مرا دم بچا لے جو مضطر
خدا جان جب پیٹ مین ڈالتا ہے

تو ہی سب انتقام لیتا ہے
عدل سے اپنے کام لیتا ہے

تو ہی جاتے کا روکنے والا
تو ہی گرتے کو تھام لیتا ہے

قابل شکر ہے زبان اوسکی
رات دن ہے تری نظر سب پر

جو ترا دل سے نام لیتا ہے
تو خبر صبح و شام لیتا ہے

عفو عصیان کے واسطے مضطر
راتدن تیرا نام لیتا ہے

واجبی انتقام لیتا ہے
جو ہے وہ تیری یاد کرتا ہے
ایسے بیمار کو بچاتا ہے
کام والون کو گھر بٹھاتا ہے

تو تو گرتے کو تھام لیتا ہے
جو ہے وہ تیرا نام لیتا ہے
وہ جو مشکل سے شام لیتا ہے
اور نکمون سے کام لیتا ہے

تیرا غمخوار کون ہے مضطر
مفت لوگون کے نام لیتا ہے

قادرِ بے مثال ہے جل جلالہٗ وہی
کاہشِ دل کا ٹٹنا۔ امرِ اہم نہین اوسے
اوسکے کرم کی موجمین۔ سارے گناہ بہہ گئے
جل جلالہٗ وہی۔ خنجرِ غم کی روک ہے
پوچھتا سبکی بات ہے جانتا سبکی گھات ہے
اوسکے کرم سے زندگی۔ عیش مین تیر ہو گئی

مالکِ لایزال ہے جل جلالہٗ وہی
دافعِ ہر ملال ہے۔ جل جلالہٗ وہی
حاکمِ ذوالجلال ہے۔ جل جلالہٗ وہی
تیغِ ستم کی ڈھال ہے۔ جل جلالہٗ وہی
دیکھتا سب کا حال ہے۔ جل جلالہٗ وہی
صاحبِ صد نوال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

مضطر بینوا ترے۔ زخمِ جگر بہریگا وہ

صاحبِ اندمال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

پرستش کے ارمان پورے کرائے
محمدؐ کے جلوے کو درجے دکھائے

یہ دنیا فقط کھیل ہے چند روزہ
مٹانے کو تونے گھروندے بنائے

توہی ہے کہ شامونکی صبحین دکھائین
توہی ہے کہ موسم سے موسم ملائے

کلی تونے شاخون کے اوپر لگائی
دیے تونے طاقون کے اندر جلائے

بنایا۔ مٹایا۔ بنایا
ترے کام یارب سمجھہ مین نہ آئے

کدورت کی دم بھر مین صورت مٹائی
صفائی کے دم بھر مین نقشے جمائے

خدا ایسی مضطر کو توفیق دے تو
کہ طیبہ مین پہونچے تو واپس نہ آئے

تری شوکتِ بادشاہی بڑی ہے
تری ذات بیشک الٰہی بڑی ہے

مرے دل کو تو بحرِ غم سے بچالے
کہ کشتی ہے چھوٹی تباہی بڑی ہے

مین کیا عذر محشر مین تجھہ سے کرونگا
گناہون پہ تیری گواہی بڑی ہے

ترا ابرِ رحمت یہی کہہ رہا ہے
نہین مجھہ سے کوئی سیاہی بڑی ہے

گناہون کا غم تیرا مضطر کرے کیون
عنایت تری یا الٰہی بڑی ہے

سبھی تونے سامان مہیا کیے
جو پیدا نہین تھے وہ پیدا کیے

ترے شاہد ذات ہین الخدا
جو بیٹھے ہین پردون مین پردا کیے

خودی کب مٹی بے ارادی بھلا
خدا کب ملا بے تمنا کیے

الٰہی تری دین کا کیا حساب
تجھے ڈہونڈنے کیلیے چل بسے
بہت خوش اوٹھینگے وہ محشر کیدن

روان تو نے مٹی پہ دریا کیے
جو تربت مین سوتے ہین پیدا کیے
ترا ہجر فرقت جو جھیلا کیے

خدا کو تو مضطر نہ پایا - مگر
خدا کی خدائی کو دیکھا کیے

ذاتِ پاک خدا کا کیا کہنا - نقشبندِ دیار ہستی ہے
یہ اوسکی ہوا ہے جنبش مین - اوسکی بدلی ہے جو برستی ہے
اوسکا جلوہ کہان نہین پیدا - غور سے دیکھ اے دل شیدا
دیکھنے کو نظر کی حاجت ہے - چشمِ نمناک کیون ترستی ہے
کھیتیون کو وہی اوگاتا ہے - باغ مین پھول پھل لگاتا ہے
اوسکے بادل کے کالے ٹکڑون سے - نعمتِ جاودان برستی ہے
گو کہ دارِ محن ہے یہ دنیا - جز فنا اسمین کچھہ نہین رکھا
تاہم اسکو برا نہ سمجھو تم - کیونکہ یہ بہی خدا کی بستی ہے
دیکھتا ہون جو بت کی صورت کو - سوچتا ہون خدا کی قدرت کو
چاہتا ہون بتون کو مین لیکن - دل مرا حق پرستی ہے
موت انجامِ زندگانی ہے - ہر نشان وقفِ بے نشانی ہے
ہر ہنسی کی دلیل رونا ہے - ہر بلندی کے ساتھہ پستی ہے

میکدہ ہو تری محبت کا - اوسمین ساغر ہو جوشِ حسرت کا
دور دورہ ہو کیفِ وحدت کا - ہے تو یون لطفِ مے پرستی ہر
ایک ہی کو دکہا دیا جلوا - ایک ہی سے کلام کر بیٹھا
سبکو ہے رشکِ دیدۂ موسیٰ ساری دنیا تجھے ترستی ہے
بسکہ مضطر مین اوسکا پیاسا ہون - کیفِ عشقِ خدا مین اوٹھا ہون
اسلئے آبشارِ رحمت سے - میری تربت پہ مے برستی ہے
تخمِ امید توہی بوتا ہے - تجھ پہ زیبا یہ باغبانی ہے
تیرے چاہے سے کام ہوتا ہے - ہر طرف تیری مہربانی ہے
رنجِ خاطر کو دور کرتا ہے - پاسِ راحت ضرور کرتا ہے
غم کے دفتر توہی ڈبوتا ہے - تیرے قبضے مین شادمانی ہے
بے ثباتی وجودِ عالم ہے - مٹنے والی نمودِ عالم ہے
اسمین آباد کون ہوتا ہے - تیری دنیا تو جائے فانی ہے
تیرا گلشن ہے گلشنِ ہستی - توہی مالک ہے یہ تیری بستی
توہی خارِ دوام کہوتا ہے - مالکِ تختۂ جہانی ہے
نخلِ ارمان توہی اوگاتا ہے اوسکے ثمرے توہی دکہاتا ہے
تیرے کرنے سے کام ہوتا ہے - ساری کامونکا توہی بانی ہے
سختیان تو مٹا تباہی کی - شرم رکھ میری عذر خواہی کی

دلِ مرا زار زار روتا ہے - آرزو مندِ مہربانی ہے

مضطر اللہ پر نظر رکھہ تو - کچھہ توکل کا بھی مزا چکھہ تو
مفت کیون بیقرار ہوتا ہے - ثمرۂ رنج شادمانی ہے

داغ دل تیرے سوا کون مٹا سکتا ہے
توہی بگڑی ہوئی تقدیر بنا سکتا ہے

اپنا جلوہ مجھے آنکھون سے دکھا سکتا ہے
تو جو چاہے تو نگاہون مین سما سکتا ہے

جس طرح دشت کے دامن کو دیا ہے سبزہ
یونہین اوجڑی ہوئی بستی بھی بسا سکتا ہے

مہر روشن سے نکالی ہین شعاعین تو نے
ماہ کامل مین توہی داغ لگا سکتا ہے

تیری طاقت ہے کہ زندے کو بنا دے مردہ
تیری قدرت ہے کہ مردے کو جلا سکتا ہے

جس طرح حضرتِ آدم کا بنایا جوڑا
یونہین تو خار سے پھولون کو اوگا سکتا ہے

تو اگر چشم کرم میرے گناہون پہ کرے
ایک آنسو سے جہنم کو بجھا سکتا ہے

ہم ترا مال ہین دنیا مین جو چاہے رکھے
اور جو چاہے کہ نہ رکھے تو بلا سکتا ہے

مضطر اس درجہ گناہون سے پریشان کیون ہے
اپنے مالک سے کہان بھاگ کے جا سکتا ہے

سبھی تو نے سامان فراہم کئے
شجر رونق باغ عالم کئے

غمون مین گرائے کی آنسو جو تھے
مہیا پئے چشم پُرنم کئے

مٹایا غمون کا دلون سی ہجوم
جو صدمی پڑے تھے وہ سب کم کئے

بچایا ہزارون کو شمشیر سے
ہزارون تہِ تیغ بیدم کئے

سبھی داغِ دل کی دوا تو نے کی
غمی مین خوشی تو نے ہنسنے کو دی

سبھی زخم ممنون مرہم کئے
خوشی دیکے سامانِ ماتم کئے

ادا شکر مضطر سے کیا ہو سکے
کہ تو نے تو احسان ہر دم کئے

منفعل ہونا گناہون سے ضروری بات ہے
پور پڑجائے اگر اس سے تو پوری بات ہے

قول سچا ہے خدا کا اور سب باتین ہین جھوٹ
اوسکی پوری بات ہے سبکی ادہوری بات ہے

عیش یکساعت کی بھی فرصت نہین دیتا مجھے
یہ بھی کوئی اے غمِ ایام دوری بات ہے

یونہین جیتے جی مدینے کو ہے جانا لازمی
جس طرح اک روز مرجانا ضروری بات ہے

بھیج سکتا ہے مجھے جنت مین جیتے جی بھی تو
جان لینا کونسی ایسی ضروری بات ہے

بیکسی مین دیدیا سارے عزیزون نے جواب
صبر کیونکر ہو کہ وجہ ناصبوری بات ہے

لے چلا آخر مدینے کو دلِ الفت پسند
کیون نہ ہو صد آفرین پورونکی پوری بات ہے

آدمی کو چاہئے جو کچھ کہے پورا کرے
وہ زبان گونگی بھلی جسکی ادہوری بات ہے

روضۂ حضرت پہ چلکر مضطر اپنی جان دے
جیتے جی یہ کام کرنا بھی ضروری بات ہے

راستہ عشق و محبت کا نکالا تو نے
درد کا لطف مری جان مین ڈالا تو نے

جب گرا کوئی تو گرتے کو سنبھالا تو نے
رہرو راہ کو لغزش مین نہ ڈالا تو نے

پرتوِ خانۂ تاریک مین ڈالا تو نے
کر دیا گوشۂ مرقد مین اوجالا تو نے

مرگیا وہ جسے جینے پہ بڑا ناز ہوا
گر پڑا وہ جسے فوراً نہ سنبھالا تو نے

چاند بھی ایک نمونہ ہے تری قدرت کا
کردیا شب کے اندھیرے مین اوجالا تو نے

طرزِ دلکش مری صورت مین نمایان کردی
حسنِ دلکش مری تصویر مین ڈالا تو نے

یہ تو تقدیر کے کانٹے ہین جو لگ جاتے ہین
ورنہ پھوڑا نہ کبھی ایک بھی چھالا تو نے

اوسکو فوراً ہی ترے دستِ قضا نے جھیلا
باغ سے توڑ کے جو پھول اوچھالا تو نے

تیرے اکرام کا کیا شکر ادا ہو یارب
دامنِ ناز مین مضطر کو ہے پالا تو نے

عیش مین کاٹ دیے وقت ہمارے تو نے
دن مصیبت کے بھی راحت سے گزارے تو نے

تو نے ہی دل سے مٹایا قلق و رنج کا داغ
سر سے بارِ غم و اندوہ اوتارے تو نے

بھولے بھٹکون کو بیابان مین بتایا رستا
دیدیے عالمِ غربت مین سہارے تو نے

موت کا نام حیاتِ ابدی رکھا ہے
سب وہ زندہ ہین محبت مین جو مارے تو نے

دامنِ خاک کو پھولون سے نمائش بخشی
جڑ دیے دامنِ گردون پہ ستارے تو نے

ہمنے خود اپنے ہی ہاتھون سے اوٹھائے پردے
ورنہ کھولے نہ کبھی عیب ہمارے تو نے

جب ضرورت ہوئی مجھکو تو تجھے یاد کیا
کامِ خاطر مرے بگڑے تو سنوارے تو نے

تیرے اکرام کا سینے پہ ہے سکہ بیٹھا
داغ دل میٹ دیے ہین مرے سارے تو نے

یادِ خالق مین اب آگے کو بسر کر مضطر
دن وہ گنتی مین نہین ہین جو گزارے تو نے

مرے داغِ عصیان مٹادے آلہی
معافی کا ٹیکا لگادے آلہی

ترے آسرے پر سسکتے ہین ہردم
مریضانِ غم کو شفا دے آلہی

قفس مین بسر ہوگئی عمر اتنی
مجھے بھی چمن کی ہوا دے آلہی

مری بیخودی نے مجھے کھودیا ہے
توہی مجھکو میرا پتا دے آلہی

تڑپتا ہون مجھکو تسلی عطا کر
مین مرتا ہون مجھکو دوا دے آلہی

مٹا میرے دل سے خلش خارِ غم کی
مرادون کے پھل کا مزا دے آلہی

ابھی تک نہ قسمت سے پہونچا مدینے
مقدر مجھے دوسرا دے آلہی

گھرا ہون ہجومِ غم و آرزو مین
نکلنے کا تو راستا دے آلہی

جدہر آنکھہ ڈالون تجھی کو مین دیکھون
یہ غفلت کے پردے اوٹھادے آلہی

شفاعت محمدؐ کی دیدار اپنا
یہ روزِ جزا تو جزا دے آلہی

پریشان و برباد پھرتا ہے مضطر
ٹھکانے سے اوسکو لگادے آلہی

آدمی کو بیخطا بھی شغلِ زاری چاہیے
خاک کے پتلے کو ہردم خاکساری چاہیے

سبکو نافرمانیِ خالق سے ڈرنا ہے ضرور
تازمانِ مرگ توبہ لب پہ جاری چاہیے

ایک ادنیٰ سی خطا پر حشر آدم کیا ہوا
ہرگھڑی ذکرِ پناہِ قہرِ باری چاہیے

ہے تمامی دردمندون کا یہی فریادرس
اوسکے آگے التجا کے ساتھ زاری چاہیے

شکلِ دریا کیا اوبلنا قطرۂ ناچیز کا
ذرہ بیقدر بنکر خاکساری چاہیے

جب زبان پائی تو ہر دم چاہیے عذرِ گناہ
وقفِ احکامِ خداوندی زمانہ ہو تمام
بوجھ عصیان کا اگر رکھا تو غافل کیا کیا

اوسنے جب آنکھین لگادی ہین تو زاری چاہیے
صرفِ یادِ کبریائی عمر ساری چاہیے
بارِ احسانِ خدا گردن پہ بھاری چاہیے

اِس تڑپنے لوٹنے پر رحم کھاتا ہے وہی
مضطر اوسکی آرزو مین بیقراری چاہیے

تو ہی مالکِ شب و روز ہے - ترا دن ہے اور تری رات ہے
جو ہوا کرے ترا کام ہے - جو بنی رہے تری بات ہے
ترے آسرے پہ مٹا تھا مین - ترے آسرے پہ اوٹھا ہون مین
صفِ حشر آج ہے ایخدا - مری آبرو ترے ہاتھ ہے
جو ہوئے ہین سب کے مکان پر - وہ ترے کیے ہوئے ذکر ہین
جو چڑھی ہے سبکی زبان پر - وہ تری کہی ہوئی بات ہے
مرے دل کا حالِ تباہ ہے - مری جان وقفِ گناہ ہے
ترے ہاتھ میرا نباہ ہے - ترے ہاتھ میری نجات ہے

تجھے دیگا مضطر بینوا سبھی لطفِ عیش ترا خدا
ترے دل کو چین نہ ہو کبھی یہ تو سب کے کہنے کی بات ہے

علاجِ غمِ جان گسل جانتا ہے
یہ ملنا بچھڑنا تجھی سے ہے نکلا

خدا ہے تو ہی حالِ دل جانتا ہے
جدا ہو کے بندون سے مل جانتا ہے

جو گذری ہے مجھہ پر وہ کس سے کہون مین
ترے علم مین ہہید نار و ہوا کے
عجب چیز ہونکی ہے جسمون مین تو نے
اوسیکو مرا دل بنا دے الٰہی

جو بیتی ہے مجھہ پر وہ دل جانتا ہے
تو ماہیتِ آب و گل جانتا ہے
نہ تن جانتا ہے۔ نہ دل جانتا ہے
جو غنچہ ہواؤن سے کھل جاتا ہے

مجھے تندرستی کی مضطر خبر کیا
دوا کا مزا دردِ دل جانتا ہے

سب کا وارث ہے توہی اور سب کا والی ہے توہی
جس نے باغِ عیش کی بنیاد ڈالی ہے تو ہی
دل کو حاصل ثمرۂ راحت ہے تیری یاد مین
موجبِ آرائشِ بزمِ خیالی ہے تو ہی
حاکمِ عالم ہے۔ عالم تیرا ممنونِ کرم
مالکِ دنیا ہے۔ دنیا جس نے پالی ہے تو ہی
تو نے رکھا پہول کے دامن کو کانٹون سے جُدا
پھانس جس نے قلبِ بلبل کی نکالی ہے تو ہی
سب کی اک دن ابتدا ہے سب کی اک دن انتہا
اے خدا ے پاک اِن عیبون سے خالی ہے تو ہی
ہے بھروسہ سبکو تیرا رحمتِ پروردگار

روزِ محشر سب کی حامی بننے والی ہے تو ہی

صدمۂ عصیان دلون سے جس نے میٹا ہے وہ تو

آفتِ عصیان سرون سے جس نے ٹالی ہے تو ہی

کی ہے بے مان باپ کے بچون کی تو نے پرورش

وارثِ مطلق کفیلِ خرد سالی ہے تو ہی

حشر مین تو نے ہی رکھا پردۂ عصیانِ کار

جس نے بگڑی بات مضطر کی بنالی ہے تو ہی

رنگ تشہیرِ عزت تون مین ہے

اپنا پرتو ہے سب کی رنگت مین

امتیازاتِ رنگِ قدرت ہے

لطفِ بیداری زمانہ ہے

رنگِ کثرت ہے عین وحدت مین

نامرادی ہے تیری عین مراد

دیکھا جاتا ہے سب نشانون مین

اپنی پہچان کے لئے یارب

حسنِ عزت کا شہر تونمین ہے

اپنا اندازِ صور تون مین ہے

ساری بہو تونکی رنگتونمین ہے

لذتِ خواب تربتون مین ہے

طرزِ وحدت کی نسبتون مین ہے

لطفِ انجام حسرتون مین ہے

نام تیرا سبھی پتون مین ہے

اختلافاتِ صورتون مین ہے

اپنے مضطر کی لے خبر یارب

دیکھ وہ کیسی حالتون مین ہے

ترا نامِ پاک وکیل ہے - تو ہی سب جہان کا کفیل ہے
ترے سارے بندے ہین بیگمان - تو ہی سب کا ربِّ جلیل ہے
مرا آب چشمۂ آرزو - مری حسرتین ہی پیا کرین
پئے تشنہ کامِ مفارقت - ترے نام کی یہ سبیل ہے
ترے لطفِ پاک کا مستحق - مجھے میرے بخت نے کردیا
مین ہوا گناہون مین مبتلا - یہ ترے کرم کی دلیل ہے
ترے کارخانۂ دہر سے - یہ ملا ہے حصۂ جانستان
کہ جو دل مین رنج کی پھانس ہے - تو جگر مین درد کی کیل ہے
تجھے مفت مضطرِ بینوا - غمِ روزِ حشر ہے اس قدر
بڑی ذات تیری شفیع ہے - بڑی ذات تیری کفیل ہے

مریضون کو تو ہی دوا دے رہا ہے
خبر لے رہا ہے شفا دے رہا ہے
حسینون کو طرزِ ادا دے رہا ہے
ترا رنگِ قدرت مزا دے رہا ہے
چمن زارِ دنیا کا مالک ہے تو ہی
بہارون کو لطفِ فضا دے رہا ہے
ترے دین کا کیا ٹھکانا ہے یارب
سزاون کے بدلے جزا دے رہا ہے
گلون کو کھلاتا ہے شاخون مین تو ہی
نہالون کو کیا کیا ہوا دے رہا ہے
تری آس سب کو سنبھالے ہے یارب
ترا آسرا آسرا دے رہا ہے
کھٹک دل کی مٹنے کی قابل نہین ہے
ترا دردِ الفت مزا دے رہا ہے

بڑا لطف بخشا ہے رسم محبت
تجھے سب زمانہ دعا دی رہا ہے

مزے عیش وراحت کے دنیا مین مضطر
مین کیونکر نہ لون جب خدا دے رہا ہے

واقعی ڈرنے کی شے ہی شان قہاری تری
جان لینے کیلئے تلوار ہے کاری تری

پرسش عصیان ہے یارب تو ہمین محفوظ رکھہ
حشر مین لائی ہے امید طرفداری تری

اپنا جلوہ راہ چلتے تو نے ہی دکھلا دیا
حضرت موسیٰ نے کب کی تھی طلبگاری تری

دو دو چیزین ہین ہمارے پاس تیری یاد کو
آنکھ مین آنسو ہین تیرے دل کو بیماری تری

دل مین تھوڑا سا تعلق ہو تو آتا ہے مزا
تندرستی سے کہین اچھی ہے بیماری تری

تجھکو خالق جانکر پوجا ہے سب نے ہر طرح
کی تری مخلوق ہی نے نازبرداری تری

وجہ بخشش اہتمام یادرب ہو جائے گا
حشر مین کام آئیگی مضطر یہ تیاری تری[1]

کیا زبان وصف ترا اور ادا دار کرے
کسکی طاقت کہ تری مدح کے اذکار کرے

کام اڑجائے تو نکلے تری امداد سے کام
سبکی ٹوٹی ہوئی کشتی کو توہی پار کرے

ہے نظر وہ جو ترا جلوۂ وحدت دیکھے
ہے زبان وہ جو تری ذات کا اقرار کرے

کسکو معلوم ہے پوشیدہ مرض کی حالت
وہ توہی ہے کہ دوائے دل بیمار کرے

جسکو چاہے قلق و رنج سے آزادی دے
جسکو چاہے غم عصیان سی سبکبار کرے

[1] اشارہ اہتمام محافل لفشر سے ہے جو سالانہ ہوا کرتی ہین -

فیصلہ حجتِ آلام کا ہوتا ہے ابھی
تیرے محبوب پہ عاشق ہے خدائی تیری

دل سے گر کوئی ترے نام کی تکرار کرے
اوسپہ جانین ہین تصدق جسے تو پیار کرے

غرقِ بحرِ غم و اندوہ ہے مضطر تیرا
پار تب جاکے پڑے گی کہ تو ہی پار کرے

اپنی حکمت کی ادا راز مین ڈالی تونے
دلربائی کی کشش ناز مین ڈالی تونے

اپنی آواز کی لے ساز مین ڈالی تونے
بات پر دیکھی بڑے راز مین ڈالی تونے

خوبیٔ حسن ہر اک ناز مین ڈالی تونے
بڑے انداز سے انداز مین ڈالی تونے

دردمندی کی صدا ساز مین ڈالی تونے
کیا لگاوٹ ہے جو آواز مین ڈالی تونے

اک نیا رنگ ہر اک ناز مین تونے ڈالا
اک نئی بات ہر انداز مین ڈالی تونے

بات کو جلوۂ صد ذکر سے شہرت بخشی
اور کبھی پردۂ صد راز مین ڈالی تونے

اپنے ہی ناز سے سب ناز کئی ہین پیدا
شان انداز سے انداز مین ڈالی تونے

رحم کے دل کی گرہ کھول کے رکھہ دیتی ہی
جو صدا درد کی آواز مین ڈالی تونے

سب کے دل کھینچنے مقصود تھے اپنی ہی طرف
یہ سبب تھا کہ کشش ناز مین ڈالی تونے

بات ہی سنتے ہین تیری تجھے دیکھا کس نے
ہے اوہی راز مین جس راز مین ڈالی تونے

تیرے جلوے پہ وہ پہلے ہی مٹا بیٹھا تھا
جان کیون مضطرِ جانباز مین ڈالی تونے

تری آرزو کام آنے کو ہے
تمنا تری سب زمانے کو ہے

مٹا دل کی حسرت کو یارب توہی
مجھے حسرتِ دل مٹانیکو ہے

الٰہی مرے دل پہ پانی چھڑک
یہ سوزِ نہان جی جلانیکو ہے

مرا دم نکلنے کو ہے الحذر
یہ شمعِ سحر جھلملانیکو ہے

الٰہی مقدر کو تو آزما
مقدر مجھے آزمانیکو ہے

مجھے اپنی رحمت سے توہی سنبھال
وہ رشتہ ہون جو ٹوٹ جانیکو ہے

بھروسا بقا کا ہے مضطرؔ فضول
کہ اکدن فنا کُل زمانے کو ہے

موسمِ گل تجھی سے ہی فصلِ خزان تجھی سی ہے
عشق وہان تجھی سے تھا لاگ یہان تجھی سی ہے

ہے یہ تجھی سے لی ہوئی ہی یہ تری ہی دی ہوئی
میری زبان تجھی سے ہی میرا بیان تجھی سی ہے

عیشِ ازل کی صبح کو کیفِ خوشی تجھی سی تھا
شامِ ابد کی رات مین خوابِ گران تجھی سی ہے

توہی ہے رونقِ زمن - توہی ہی زینتِ چمن
عیشِ مکین تجھی سے ہی حُسنِ مکان تجھی سے ہے

تونے ہی سازِ زندگی - مجکو دیئے ہین الحذر
سب کے یہان کسی سے ہو میرے یہان تجھی سی ہے

خالقِ جملہ خلق ہے - اسمین نہین ہی شک ذرا
ساری جہان مین ہی توہی - سارا جہان تجھی سی ہے

جانِ حزین تجھی سے ہی مضطرِؔ زار زار کی
مضطرِؔ زار زار کا - قلبِ تپان تجھی سی ہے

تیری قدرت ہی سی گلشن مین فضا رہتی ہی
رات دن چین سے پھولون مین ہوا رہتی ہے

میرے دل مین گلِ اُمید کھٹکتے کیون ہین
خلشِ خار تو پھولون سے جدا رہتی ہے

اس طرح ہے مرے مالک کو مری دل کا خیال
وہ مروّت جو برے وقت مین دیتی ہے مدد
جو رہ عشقِ الٰہی مین فنا ہوتے ہین
بسکہ ہین شانِ الٰہی کے نمونے یہ لوگ

جسطرح درد کی فکر نہین دوا رہتی ہے
یادگارِ نظر اہل وفا رہتی ہے
اونہین مٹ کر بہی وہی بوے وفا رہتی ہے
مرتے مرتے بہی حسینون مین ادا رہتی ہے

اب کہو کس سے وہ امید کرے دنیا مین
جان کم بخت۔ بہی مضطر سے خفا رہتی ہے

وہ ستار ساری خطاون کا ہے
مرادون کے دامن اوسی نے بہرے
اوسی نے تو رکہا طلب کا وقار
مرا کیا بنا لینگے امراضِ غم
زمانے سے اے دل محبت نہ کر

وہ رد کرنیوالا بلاؤن کا ہے
وہ پہل دینے والا دعاؤن کا ہے
اوسی سے بہرم التجاؤن کا ہے
کہ وہ دینے والا دواؤن کا ہے
یہ رہنما بڑے بیوفاؤن کا ہے

وہی دیگا مضطر کو صبر و قرار
شہنشاہ اپنے گداؤن کا ہے

سچ ہے قدرت تری نرالی ہے
کر کے شاداب سوکہی شاخون کو
تیری رحمت نے حشر مین یارب
جب مین آیا تو ہاتہ خالی تہا

تو نے مٹی مین جان ڈالی ہے
تو نے کوپل ہری نکالی ہے
بات بگڑی ہوئی بنالی ہے
جب مین اوٹہا تو ہاتہ خالی ہے

اسمین کیا دل لگا کے ہم بیٹہین
میری آفت بہی ٹال دی یارب

کیونکہ بزم جہان خیالی ہے
تو نے آئی سبہی کی ٹالی ہے

کیون ہے جینے کا آسرا مضطر
یہ تو اک امر احتمالی ہے

صحرا مین غریبون کا نگہبان وہی ہے
بیشک مرا مالک مرا ایمان وہی ہے

مشکل جو کرے وقت پہ آسان وہی ہے
مین اوسکا گدا ہون مرا سلطان وہی ہے

راحت کا غم و درد مین سامان وہی ہے
عیسیٰ کے تکلم کے لئے روح وہی ہتا

یہ جان ہے کیا چیز مری جان وہی ہے
موسیٰ کی نگاہونکے لئے شان وہی ہے

امداد ہے درکار برے وقت مین اوسکی
رکہتا ہے وہی پردۂ ناموس زمانہ

کرنے کو برے وقت مین احسان وہی ہے
سینے کو خدائی کا گریبان وہی ہے

جو اپنی خدائی کی نگاہون مین سمایا
میرے دلِ مضطر کا بہی ارمان وہی ہے

داروئے درد دلِ بیمار ترے ہاتھ ہے
عرصۂ محشر مین سب کی بات پوچھیگا تو ہی

تو ہے مالک چارۂ آزار ترے ہاتھ ہے
دل جلون کی گرمیِ بازار ترے ہاتھ ہے

ہان تو ہی بخشیگا مجکو اپنے لطفِ خاص سے
غنچۂ دل کو خداوندا کہلائیگا تو ہی

اے مرے مالک ترا اقرار ترے ہاتھ ہے
خوبیٔ رنگ گلِ گلزار ترے ہاتھ ہے

کون پوچھیگا بھلا میدانِ محشر مین مجھے

میری عزت داورِ دادار ترے ہاتھ ہے

سب نے اپنے سر تری راہ رضا مین رکھہ دئے
جسکو چاہے کاٹ دی تلوار تیرے ہاتھ ہے

اپنے مضطر کی بہی یارب لاج رکھیگا توہی
اوسکے دل کا زخم وا مندار تیرے ہاتھ ہے

سب سے بہتر پناہ تیری ہے
دل فزا رسم و راہ تیری ہے

زینت باغ دہر ہے تجھہ سے
طلعت مہر و ماہ تیری ہے

سبکی نظرین اوسی پہ پڑتی ہین
جس پہ یارب نگاہ تیری ہے

چاہ والون مین حُسن ہے تیرا
حسن والون کو چاہ تیری ہے

تیرے پہندے دلون پہ پڑتے ہین
سبکی زلف سیاہ تیری ہے

تیرے عاصی غنیمت ہین بالکل
آس وقت گناہ تیری ہے

مضطر اللہ اسکو میٹے گا
یہ جو حالت تباہ تیری ہے

تری دید حُسن و جمال کی کوئی آنکھہ تاب نہ لا سکی
جو اوٹھی تو اوٹھکے نہ پھر سکی - جو گئی تو جاکے نہ آ سکی

نہ تو مین مٹا نہ ہوس مٹی - نہ تو یون ہوا نہ تو وون ہوا
مری آرزو بہی یونہین رہی - کہ نہ مٹ سکی نہ مٹا سکی

مری بیکسی کو تو دیکھنا - شب غم مین کچھہ بہی نہ ہو سکا
نہ مین اوسکا ہاتھ ہٹا سکا - نہ وہ میرا ہاتھ ہٹا سکی

وہ وہین رہا یہ یہین رہی - یہ یہین رہی وہ وہین رہا

نہ خدا خدائی سے مِل سکا - نہ خودی خدائی مین آسکی

دیا ساتھ مضطرِ بینوا - نہ اخیر وقت یہ عمر نے

نہ ہمین کچھ اس کا بنا سکے - نہ یہ کچھ ہمارا بنا سکی

دیر کیا لگتی ہے دیتے گُل مقصود تجھے
سب کے سر جھکنے لگے جان کے مسجود تجھے
آجتک کوئی نہ سمجھا کبھی محدود تجھے
تیرے ملنے کا نہ ملنے سے پتا چلتا ہے
پردہ کہتا ہے تجھے رازِ نہفتہ یارب
جلوتِ عام مین آنکھین تجھے کہتی ہین مقیم
جب کبھی میری خرابی کی بنا پڑتی ہے
جب سے مین تھک کے تری راہ مین آبیٹھا ہون

ہر زبان عقدہ کشا کہتی ہے معبود تجھے
کیون کہ رشتۂ رگ گردن سے ہے معبود تجھے
غائبانہ بھی کہا کرتے ہین موجود تجھے
کہہ رہا ہے یہ نہ ہونا ترا موجود تجھے
جلوہ کہتا ہے ترا شاہد و مشہود تجھے
خلوتِ خاص مین دل کہتے ہین موجود تجھے
یاد کرتی ہے وہین صورتِ بہبود تجھے
ڈھونڈھتے ہین مرے بدلے مرے مقصود تجھے

ہے رویہ یہی دُنیا کا جو آیا سو گیا
مضطرِ اس بات کا کیون ہی غم بیسود تجھے

عذرِ عصیان قبول کرتا ہے
دل کی پھانسین نکالتا ہے تو
کامیابی کے باب کھولے ہین

دارو ئے ہر ملول کرتا ہے
تو ہی کانٹون کو پھول کرتا ہے
تو دعائین قبول کرتا ہے

ہر چمن کی بہار ہے تجھ سے
کاٹتا ہے شبِ مصیبت تو
سب کو دیتا ہے دادِ غم تو ہی

تو ہی غنچون کو پھول کرتا ہے
مختصر تو ہی طول کرتا ہے
سب کی محنت وصول کرتا ہے

فکرِ عقبیٰ مین کر بسر مضطر
رنجِ دنیا فضول کرتا ہے

زیب تجھ پر یہ غیب دانی ہے
آتشِ غم سے تیری جلتا ہے
کوئی پوچھے تری زمینون سے
کون کس کی زبان پکڑے گا
یہ ہوا ہے تری ہوا کن مین
تو کسی پر ستم نہین کرتا
تو ہی بخشے تو بخشدے یارب
روح اک تیرا حکم ہے ورنہ

ہر طرف تیری حکمرانی ہے
وہ کلیجا جو پانی پانی ہے
جو ترا دورِ آسمانی ہے
سب کے منہ اور تری کہانی ہے
تیری موجون مین تیرا پانی ہے
تو تو مہر و وفا کا بانی ہے
میری محنت تو دھول دھانی ہے
آدمی ایک بوند پانی ہے

مضطر اب کچھ وہان کی فکر ین کر
چند روزہ یہ زندگانی ہے

اگ کو کر دیا چمن۔ رحمتِ کردگار نے
سبزۂ تر نے کر دیا۔ سبز طراز دشت کو

دورِ خزان کا جو پڑا۔ لوٹ لیا بہار نے
عیبِ خزان چھپا لیا۔ دامنِ کوہسار نے

بجھ گئی سب لگی ہوئی - کٹ گئی سب پڑی ہوئی
کان بھرے سرود کے - اپنی صدائے ناز سے
کٹ گئی رنج کی گھڑی مٹ گئی سب اڑی پڑی
کشتی صد مراد دل خیر سے پار لگ گئی

دفتر غم بہا دئے - موجۂ آبشار نے
نغمۂ عیش چھیڑ کر ساز طرب کے تار نے
رات سرور و عیش کی - آگئی دن گزار نے
بار الم بہا دیا - آب کرم کی دھار نے

جب سے خدائے پاک پر - تکیۂ مدعا کیا
چھوڑ دین بیقراریان مضطر بیقرار نے

نہین روک کچھ بھی تری مرضیونکی
اُلوالعزم تیرے مٹائے مٹے ہین
مرے دل کی نوحون کو لوگون نے لکھا
مرے آنسوؤن کی تو ہی لاج رکھنا
وہ غم تو نے بخشے ہین یارب کہ جن سے
وسیلے قیامت مین درکار ہونگے
یہان رکھے لوگون کو چھکنے ہی دیکھا
فقط اک تری یاد ہی ایسی دیکھی

خبر لے رہا ہے مرونکی جیون کی
کہین گور تک بھی نہین نامیونکی
کتابین بنائی گئین مرثیون کی
اوتر جائیگی آبرو موتیون کی
کلیجون مین نوکین چبھین برچھیونکی
ضرورت ہے ہر ہاتھ کو انگلیونکی
چراغون مین جلتے کٹی بتیون کی
ضرورت نہین جسمین پابندیونکی

سب اکدن عدم جانے والے ہین مضطر
محبت نہ کر ایسے پردیسیون کی

یاس مین ثمرۂ تدبیر دیا کرتا ہے

آہ مظلوم مین تاثیر دیا کرتا ہے

کیا ٹھکانا ہے تری دین کا دینے والے
اپنے بھک منگون کو اکسیر دیا کرتا ہے

دیکھکر خواب ترے وصل کا جھانکی مین کنوئین
اوس سے ملنا تھا جو تعبیر دیا کرتا ہے

کیون نہ ہون اپنی تصور کا مین ممنون کرم
یہ تو مجھکو تری تصویر دیا کرتا ہے

وہ تو اللہ ہی نے قسمت کے نوشتے لکھے
ورنہ کسکو کوئی تحریر دیا کرتا ہے

بیڑیان بھی مرے پیرونمین اوسی نے ڈالین
سبکی گردن کو جو زنجیر دیا کرتا ہے

آجتک کوئی جواب اوسکو نہ لکھا ہمنے
لکھکے جو نامۂ تقدیر دیا کرتا ہے

نہین دینے کی مجھے خاک کی چٹکی بھی امیر
اوس سے مانگون گا جو اکسیر دیا کرتا ہے

آپکا ابروئے خمدار مدینے والے
مست کے ہاتھ مین شمشیر دیا کرتا ہے

کہدو عیسیٰ سے کہ کچھ سیکھ کے آئین اوس سے
جو دوائے دل دلگیر دیا کرتا ہے

دل مضطر بھی کسیدن وہ کرے گا روشن
شمع سوزان کو جو تنویر دیا کرتا ہے

خبر لے تو ہی یا الٰہی مری
ستاتی ہے مجھکو تباہی مری

تو ہی آب رحمت سے منہ میرا دھو
بہت بڑھ گئی روسیاہی مری

ہر اک سال موسم بدلتا ہے تو
یہ حالت بدل یا الٰہی مری

ترے پاس آنے کو تیار ہون
قضا کیون کرے سربراہی مری

الٰہی مین ہون تیرا ادنیٰ گدا
ترا وصل ہے بادشاہی مری

یہ محشر کا دن اور یہ باز پرس
یہان لاج رکھیے خدا ہی مری

مرے سر پہ مضطر لدے ہین گناہ
اوتارے گی کیا بے گناہی مری

چاہتا ہے جسے دم بھر مین ملا دیتا ہے
تو ہے جو گوشۂ تربت مین ہوا دیتا ہے
اپنی چاہت کا مزا اسکو چکھا دیتا ہے
مٹ کے بھی مین ترا ارمان کیا کرتا ہون
ایسی طاقت ہے تجھی کو کہ لگاتا ہے تو ہی
یہ عدم بھی ہے الٰہی تری ہستی کی دلیل

بے ٹھکانون کو ٹھکانے سے لگا دیتا ہے
شمع کی لاگ کو پردے مین بجھا دیتا ہے
درد دل تو نہین دیتا ہے دوا دیتا ہے
ذرہ ذرہ مری مٹی کا صدا دیتا ہے
ایسی قدرت ہے تجھی کو کہ بجھا دیتا ہے
یہ نہ ہونا ترے ہونے کا پتا دیتا ہے

اِس جہان مین جسے کوئی نہین دیتا مضطر
ہمنے دیکھا ہے کہ ایسے کو خدا دیتا ہے

بانیِ کُل جہان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
مالکِ ہر مکان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
ہوگا وہی جو تو کرے۔ سب یہ تری زمین ہے
حاکمِ آسمان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
وقتِ اخیر ہر دوا۔ کہہ کے یہ بے اثر ہوئی
مالکِ قلب وجان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
ہوگا وہی جو تو کرے۔ تیری نگاہ سب پہ ہے

کیا مین کہون کہان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

کوئی قضا کو روک لے - ایسی مجال ہے کسے

دافعِ دردِ جان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

مضطرِ زار کو بہلا - کون سُجھائے راستا

مالکِ کاروان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

رمزِ انجام کہہ ریا جانے
اوسکی حکمت کو کوئی کیا جانے

شاخ لطفِ ثمر کو کیا سمجھے
نکہتِ گل کو کیا صبا جانے

اوس سے پوچھو مزا محبت کا
جو کوئی لذتِ وفا جانے

انقلابون کا حال جب پوچھا
حالتین بول اوٹھین خدا جانے

لطفِ غم پوچھ جان مضطر سے
لذتِ درد مبتلا جانے

سچ ہے جو چاہتا ہی کرتا ہے
کرنے والا ہے کر گذرتا ہے

مین تو اوسکو خدا سمجھتا ہون
جو نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے

کھول دیتا ہے رنج کی گانٹھین
عیش کی جھولیون کو بھرتا ہے

خارِ الفت ہے سینہ زوری پر
دل کا چھالا عبث اوبھرتا ہے

اوسکی راہِ رضا کا کیا کہنا
کوئی جیتا ہے کوئی مرتا ہے

بحرِ اُلفت ہے اور دل میرا
دیکھین کس گھاٹ پار اُترتا ہے

ہے اوسی کا تو پہول مین جلوا — رنگ بنکر وہی نکہرتا ہے

اسکو بالکل بقا نہین مضطر
کیون تو اس زندگی پہ مرتا ہے

یا وربِ انام ہوتی ہے — لاکلامی کلام ہوتی ہے
طرزِ عیشِ قدیم پڑتی ہے — شکلِ عیشِ دوام ہوتی ہے
پہر سرورِ طرب کا وقت آیا — پہر وہی فکر جام ہوتی ہے
پہر وہی دن ہین اور وہی راتین — صورتِ اہتمام ہوتی ہے
دورِ نظمِ ثنائے باری ہے — طرزِ صد انتظام ہوتی ہے
اب کہان دَور دورِ ناکامی — ناتمامی - تمام ہوتی ہے

دن بہت کم ہے اور منزل دور
مضطر اب چل کہ شام ہوتی ہے

تجہے سب خدائی خدا جانتی ہے — تجہی کو دلی مدعا جانتی ہے
دمِ نزع دی جان کسطرح تجہہ پر — مرا حال کیا تہا قضا جانتی ہے
چمن کا اوجڑنا خزان ہی سمجہتی — گلون کا بکہرنا ہوا جانتی ہے
خدائی خدا تجہکو کہتی ہے اپنا — خودی ہی تجہی کو خدا جانتی ہے

بسا چلکے ملکِ عدم اب تو مضطر
یہ دنیا تو تجہکو برا جانتی ہے

خدا کا قہر ہی گویا بلاے آسمانی ہے
کبھی ٹالے نہین ٹلتی یہ ایسی ناگہانی ہے

جسے کہتے ہین پیری - داغِ ایامِ جوانی ہے
گلون کا رنگ سب نقشِ بہارِ زندگانی ہے

یہی جانِ حزین جو تن مین ہے اکروز جانی ہے
قضا کی رونمائی سبکا نقدِ زندگانی ہے

دلیل اکروز مٹنے کی وجودِ زندگانی ہے
کبھی اوڑنے مین مٹی ہے - کبھی بہنے مین پانی ہے

مین ایسا خوگرِ رنج والم دنیا مین آیا ہون
کہ مجھکو ہر خوشی کیساتھ رنجِ شادمانی ہے

یہان تو بوریا بستر اوٹھا کر جانیوالے ہین
وہ دنیا مین رہے جسکو غرورِ زندگانی ہے

نہ پھینکو دام مضطر - کیا ملیگا دہر فانی مین
کہ اس بازار مین جنسِ محبت کی گرانی ہے

لگائی ہے تو نے تجھی سے لگی ہے
تری آرزو حاصلِ زندگی ہے

غمِ کاوشِ دل کرون کیا ضرورت
تو ہی اسکو میٹے گا تو نے ہی دی ہے

تری راہ مین موت آئے تو جانون
کہ اب کچھ دنون کے لیئے زندگی ہے

دل و جان تصدق ہین شکلِ نبی پر
کرورون بگاڑے ہین تب یہ بنی ہے

فقط تو رہا ہے - فقط تو رہے گا
سدا کسکی رہتی ہے کسکی رہی ہے

اندھیرے مین کل بھول جانا نہ رستا
یہان چار دن کی فقط چاندنی ہے

کرون زندگی ختم یادِ خدا مین
مرے دل مین مضطر یہی اب ٹھنی ہے

جان قربان لطفِ باری ہے
کیونکہ خوبی اوسی مین ساری ہے

جب کوئی کام آکے اٹکا ہے ... ساری دنیا اوسے پکاری ہے

وہ کوئی اور ڈھونڈہ لین خالق ... اوس سے جن جن کو جان پیاری ہے

دیکھین محشر مین کیا بنتی ہے ... سر پہ بارِ گناہ بھاری ہے

وہ ہی باقی مری گذارے گا ... جسنے اتنی مری گذاری ہے

مین تسلی کا لطف کیا جانون ... میرا حصہ تو بیقراری ہے

ایک دن موت کو بھی مرنا ہے ... موت بھی زندگی سے ہاری ہے

سبکو یکسان کبھی نہین دیتا ... یہ بھی اک شان کردگاری ہے

ہو کے ہلکا یہان سے چل مضطر
گور کی پہلی رات بھاری ہے

زہے شانِ قدرتِ کبریا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
وہ کرم زمانے پہ کر دیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
نہ عطا کا اوسکی حساب ہے - نہ سخا کا اوسکی جواب ہے
جو کرم کیا بھی تو وہ کیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
غمِ جانِ بلبلِ زار کو - نظرِ کرم سے مٹا دیا
رگِ گُل سے چاکِ جگر سیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
سب اوسکے رشحۂ فیض سے - ہوئی سبز گلشنِ آرزو
شجرِ وفا کو ثمر دیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

وہی مالکِ طبقِ زمین - وہی حاکمِ فلکِ برین
ہے سُہاگنون کا وہی پیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
مرے دل نے اوسکے خیال مین شبِ عیش یونہین گزار دی
غم و درد مین وہ مزا لیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
سوے طیبہ مضطرِ زار چل - کہ وہین کی موت ہے زندگی
وہ ہے مسکنِ شہ انبیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

یہان کی نشانی کہانی سی ہے
یہ سب زندگانی کہانی سی ہے
ہماری حکایت سُنے بھی تو کون
ہماری زبانی کہانی سی ہے
مین اُفتادِ عالم کا غم کیا کرون
کہ یہ ناگہانی کہانی سی ہے
فلک یون نہ دے تو تسلی مجھے
تری مہربانی کہانی سی ہے
نہ کر حسنِ صورت پہ غافل غرور
یہ ساری جوانی کہانی سی ہے
جہان مین خوشی کا نتیجہ ہے غم
یہان شادمانی کہانی سی ہے
سُنے کون مضطر تری حالتین
یہ ساری کہانی - کہانی سی ہے

تجھہ پہ موزون یہ بادشاہی ہے
سب کا مالک تو ہی آلہی ہے
تو ہی پالے گا اپنی خلقت کو
کیونکہ رزاقِ مرغ و ماہی ہے
تیری راتون کو کیون کہون تیرہ
یہ مرے بخت کی سیاہی ہے

ہے خبر گیر اپنے بندون کا
مین وفور گنہ سے روتا ہون
کیا کرون عذر جرمِ عصیان کا

تجھکو سب کا سرِ تباہی ہے
یہ بہی اک رحمتِ الٰہی ہے
مجھہ پہ ثابت یہ بڑی گواہی ہے

ایسی حالت مین بے خبر یارب
جانِ مضطر ہے اور تباہی ہے

تو نے بندون کی بات رکھی ہے
زندگی دن ہے اور قضا شب ہے
ہاتہہ دنیا سے کہینچ بے غافل
جانے کسوقت دم نکل جائے

عزّتِ کائنات رکھی ہے
انتہا دن کی رات رکھی ہے
اسمین کیا کائنات رکھی ہے
زندگی بے ثبات رکھی ہے

جان دیکر بہی اُسنے اے مضطر
زندگی اپنے ہات رکھی ہے

مصیبت مین وہی راحت کے سب سامان کرتا ہے
وہی تو زندۂ جاوید ہے جو اوسپہ مرتا ہے
طریقِ عشق پر لاکھون طرح کے گُل کترتا ہے
دل آزاری کے کانٹون کو گلِ اُمید کرتا ہے
اوسکی یاوری سے سب کا بیڑا پار اوترتا ہے
علاجِ سوزشِ دل بوند بہر پانی سے کرتا ہے

نہ کیون ہو زیر بار منت خالق ہر اک گردن
گنہ کا بوجھ سے نیچے ڈالکر احسان دھرتا ہے

قضا سے وہ نہین مرتا جو اوسپر جان دیتا ہے
اوکھڑتی سانس کب اوسکی ہے جو دم اوسکا بھرتا ہے

جو جلتے ہین وہ دنیا مین کف افسوس ملتے ہین
جو مرتا ہے وہ کچھہ دن چین سے آرام کرتا ہے

پئے نذر خداوندی گناہون کے سوا مضطر
ترے پلّے مین کیا رکھا ہے کس برتے پہ مرتا ہے

عیش و عشرت کے گئے وقت کو پھیرا تونے
کردیا شام غریبی کا سویرا تونے

ایک ہی پردے مین پردا کیا میرا تونے
ایک چادر مین غریبون کو اوڑھا تونے

منہ کبھی لطف و عنایت سے نہ پھیرا تونے
تیرے بندے ہوئے ایسا ہمین گھیرا تونے

مرغ دل -جان چُراتا ہے قضا سے اب کیون
کیون کیا گلشن فانی مین بسیرا تونے

وہ کہین چل نہین سکتا جسے تونے روکا
وہ کہین جا نہین سکتا جسے گھیرا تونے

کاٹ دی ہین دل بیمار کی بھاری راتین
سب مریضون کو دکھایا ہی سویرا تونے

ملگیا -جو تری درگاہ سے جسنے مانگا
خالی ہاتھون کوئی محتاج نہ پھیرا تونے

یون چمکتا کبھی سورج کا یہ مقدور نہ تھا
اپنے جلوے سے مٹایا ہے اندھیرا تونے

تیری قسمت پہ ہے افسوس ہمین بھی مضطر

کہ مدینے کا کیا ایک نہ پھیرا تو نے

کفیلِ جہان بس تری ذات ہے
تیقّن کے لائق ترا قول ہے
معین و مددگار ہر حال مین
توہی شافیِ جملہ امراضِ دل
ہین عصیان بہت اور قیامت قریب
سیہ کاریون کے سبب اے خدا

مددگار بندون کا دن رات ہے
بھروسے کے قابل تری بات ہے
الٰہی فقط اک تری ذات ہے
توہی دافعِ جملہ آفات ہے
خدائی کی عزت ترے ہات ہے
مرادون بھی ایک قسم کی رات ہے

توہی جانِ مضطر کو دیگا قرار
کہ وجہ تسلی تری ذات ہے

اپنی غرض سے کیا غرض - اوسکی رضا سے کام ہے
فکرِ خودی مین کیون پڑون مجھکو خدا سے کام ہے
مجھکو ذرا بھی غم نہین کام اگر بگڑ گیا
عقدہ کشا سے ہے غرض عقدہ کشا سے کام ہے
اے گلِ گلشنِ جہان تجھہ مین وفا کی بو کہان
تیری ہوس تو وہ کرے جسکو ہوا سے کام ہے
پردہ ناز ہی ترا جلوہ چشمِ شوق ہے
دید سے کیا غرض ہمین تیری ادا سے کام ہے

چھوڑ کے الفتِ بتان ترکِ لباس کر دیا
مضطرِ بینوا مجھے اب تو خدا سے کام ہے

ترے عفو پر ترے لطف پر مرے دلکا دار و مدار ہے
تو رحیم ہے تو کریم ہے یہی سب مین تیری پکار ہے

جو ادہر کا عہدہ برآ ہے تو - تو اودہر کا عقدہ کشا ہے تو
جو یہان کا بانیِ کار ہے - تو وہان کا حامیِ کار ہے

تری ذات وجہ وجود ہے - تو ہی سب کا ربِّ ودود ہے
تری سب گلون مین نمود ہے - تری ہر چمن مین بہار ہے

چمنون کو لطفِ خلش ملا - تری نوکِ خار کی چھیڑ سے
کسی پھل کے دلمین کھٹک سی ہے کسی گل کا سینہ فگار ہے

کوئی گھر جہان مین بنائے گیا - کوئی اس سے دلکو لگائے گیا
یہ تو چند دنکا سبھاؤ ہے - یہ تو چند دن کی بہار ہے

تری آرزو ہے بسی ہوئی - تری لاگ سب سے لگی ہوئی
ترا سب دلون مین خیال ہے - تری سب لبون پہ پکار ہے

یہ مزا پڑا ہے لگاؤ کا - کہ جگر مقام ہے گھاؤ کا
ترا غم ہے مضطرِ زار کو ترے غم مین مضطرِ زار ہے

ترے حسنِ نقش و نگار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری طرزِ رنگِ بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

نمکِ جراحتِ زخمِ دل ترے ہاتھ ہی سے ملا ہمین
تری رسمِ لذتِ خار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہی سن رہا ہے فغانِ دل - تو ہی دے رہا ہے دوائے غم
ترے غم زدون کی پکار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مری رسمِ شوق و امید کا - نہ جواب ہے نہ نظیر ہے
تری شانِ قول و قرار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہے ساری خلق کو پالتا - ہے سبھی کے خار نکالتا
ترے گھر مین کثرتِ کار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو کریم ہے تری دین کا - نہین کوئی خاص معاوضہ
ترے دفترون مین اودہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

جو بہار آئی سوئے چمن - تو چٹک کے غنچے یہ کہہ اوٹھے
کہ خدا کے گھر کی بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے آبِ رحمتِ خاص کی نہ مثال ہی نہ نظیر ہے
مرے دل کے گرد و غبار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

شبِ درد و غم مین تسلیان - تو ہی دیگا مضطرِ زار کو
ترے لطف کا ترے پیار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

سبھی کے سر پُر غرور اوسنے توڑے
یہ طاقت کسے ہی کہ منہ اوس سے موڑے

کرم اوس کا ایسا کہ مردے جلائے
غضب اوس کا ایسا کہ جلیتا نہ چہوڑے

بہت بہی نہین ہے بہت اوسکی رحمت
نہین اوسکے افضال تہوڑے بہی تہوڑے

غضب اوس کا ایسا کہ پتھر ہو ٹکڑے
کرم اوس کا ایسا کہ شیشہ نہ توڑے

حریم حرم خاص گہر ہے اوسی کا
خدائی کہڑی ہے جدہر ہاتہ جوڑے

کرم اوس کا ایسا کہ رُخ تک نہ پہیرے
غضب اوس کا ایسا کہ گردن مروڑے

وہی ثمرہ آرزو دے گا مضطر
تمنا سے کہدو کہ ہمت نہ توڑے

آج پہر نام خدا منہ سے نکالا مین نے
بعد اک سال کی پہر ہوش سنبہالا مین نے[له]

پہر گلِ گلشنِ امید اوچہالا مین نے
پہول کو پاس کے کانٹون سے نکالا مین نے

جامِ کثرت کو الگ توڑ کے ڈالا مین نے
پہر پیا بادۂ وحدت کا پیالا مین نے

ہستی حق کے سمجہنے کے لئے آیا تھا
اس لئے آکے یہان ہوش سنبہالا مین نے

الحمد پہر وہی دم دے کہ مرون مین تجہہ پر
پہر چہبودے وہی کانٹا جو نکالا مین نے

اپنے آپ مین کیا پیار لبون نے فوراً
منہ سے جب نام محمدؐ کا نکالا مین نے

آتشِ غم یہ ٹہرے کی اسے تاب نہ تہی
اسلئے اشک کو آنکہون سے نکالا مین نے

الحذر یون تو زمانے مین سبھی کچہہ دیکہا
کوئی دیکہا نہ ترا دیکہنے والا مین نے

له سالانہ محفلون کی ابتدائی محفل مین ایک سال یہ غزل پڑہی گئی تہی۔

تیری نیرنگیٔ قدرت نے معاً گھول دیا
رنگ پانی مین کبھی لیکے جو ڈالا مین نے

دیدے اوس دل مین تمنا جو لئے پہرتا ہون
بہر دے میرا وہ پیالا جو نکالا مین نے

اپنے آرام مین مصروف ہین جنت والے
کوئی پایا نہ ترا چاہنے والا مین نے

گریہ عشق مین اشکون کی کمی پڑتی تہی
اس لئے پہوڑ دیا قلب کا چہالا مین نے

واہ اے مہر رسالت ترا کہنا کیا ہے
گوشۂ قبر مین پایا ہے اوجالا مین نے

جان دی اور نکیرین سے پوچہا تجہہ کو
گور مین جا کے تجہے ڈہونڈہ نکالا مین نے

ایسی موسیٰ سے رقابت تہی کہ جب تک مین جیا
سرمۂ طور کو آنکہو نمین نہ ڈالا مین نے

تو رہ الفتِ معبود مین مٹ جا اے دل
کیونکہ تجہکو ہے اسیواسطے پالا مین نے

نشۂ الفتِ خالق مین دیا دم مضطر
مرتے دم منہ سے ہٹایا نہ پیالا مین نے

تری آرزو مین ہین ارمان والے
تجہے جان دیتے ہین سب جان والے

تجہی پر فدا ہین عقیدون کے بندے
تجہی پر تصدق ہین ایمان والے

ترے سامنے دستِ حسرت پسارے
چلے خالی ہاتہون یہ سامان والے

ترا لطف کرتا ہے اون کی حفاظت
ہین بستی مین گویا بیابان والے

توہی پنجۂ یاس وغم سے چہڑا دے
ہین تارون مین اٹکے گریبان والے

ترے حکم سے چلتی پہرتی ہے دنیا
یہان جان والے نہین جان والے

نکالے گا تو حسرتِ جانِ مضطر

کہ ہنستے ہین سب اوسپہ ارمان والے

اے مرے ربّ ذی الکرم مجھکو بھی اپنی چاہ دے

سبکی نباہتا ہے تو میری بھی تو نباہ دے

کنجِ قفس مین کٹ گئی عمرِ عزیز سب مری

روے نبی کا واسطہ ابتو چمن کی راہ دے

تو نے جہان خلیل پر آگ کو کر دیا چمن

میری بھی یون لگی بجھا مجھکو بھی یون پناہ دے

شیون و شین تا بکے اب نہین کچھہ بھی انتہا

نغمۂ دل خوشی بنا لذتِ ترک آہ دے

یوسفِ بیمثال کو تو نے کنوئین مین سے لیا

اونکی بھی تو نے کاٹ دی میری بھی تو نباہ دے

حال تو ہی ہے دیکھتا راز تو ہی ہے جانتا

تو ہی گواہ سب کا ہے کون کسے گواہ دے

مدِ نظر ہے دیکھنا تیرے جمال پاک کا

مجھہ پہ بھی اب نگاہ کر مجھکو بھی اب نگاہ دے

تو ہمین جس کے ہاتھہ سے[۱] پال رہا ہے دہر مین

اوس کو بحقِ مصطفےٰ دولت و عمر و جاہ دے

[۱] یعنی سری حضور مہاراجہ مادھو راو صاحب بہادر سیندھیا عالیجاہ کو۔

ہے یہی آرزوئے دل مضطر بیقرار کی
تھوڑی سی اور رہ گئی اسکو بہی تو نباہ دے

سیکڑون بزم خرابات کے جھگڑے توڑے / تو نے خود جن کو بھرا تھا وہی شیشے توڑے
پھول گلشن کے چنے شاخ کے پتے توڑے / تو نے کھلنے بہی نہ پائے تھے وہ غنچے توڑے
یاس مین جس نے امیدونکے نہ رشتے توڑے / ایسے معبود سے رشتہ کوئی کیسے توڑے
ایخدا گوشۂ تربت مین دوہائی تیری / خاک حسرت نے مری گور کے تختے توڑے
اپنی ناکامیٔ جاوید کو اب کیا مین کہون / بیطرح کاسۂ تقدیر کے ٹکڑے توڑے
جانب ملک عدم ہاتھ پکڑ کر کھینچا / پنجۂ دست قضا نے مرے پہونچے توڑے
مجھکو جنگل نے بہی چلنے نہ دیا چار قدم / آبلون مین مری تقدیر کے کانٹے توڑے
بانٹنے کے لیئے محشر مین گنہگارون کو / ابر رحمت نے ترے سیکڑون ٹکڑے توڑے
تو نے ہی فصل کو تبدیل کیا باغ مین / رت بدلتے ہی سب اشجار کے پتے توڑے
کھانیوالون نے سدا رزق تجھی سے پایا / سب نے یارب تری درگاہ کے ٹکڑے توڑے

مضطر اوس نے ہی مٹایا ہے حسینونکا غرور
جسنے خود طور پہ منہ کھول کے پردے توڑے

آتش عشق کلیجے مین دبی رہتی ہے / تو نے جبدن سے لگادی ہے لگی رہتی ہے
کبھی روتا ہون تری یاد مین ہنستا ہون کبھی / آنکھ مین اشک ہین ہونٹون پہ ہنسی رہتی ہے
تو نے تقدیر جو دی ہے تو درستی کر دے / ایسی بگڑی مین پھنسا ہون کہ بنی رہتی ہے

اک مرا دل ہے کہ ٹھنڈک نہین پڑتی جسمین ۔۔۔ اوس بھی رات کو بھولو نہ پڑی رہتی ہے
تو تو ہر مانگنے والیکو بہت دیتا ہے ۔۔۔ لینے والی ہی سے لینے مین کمی رہتی ہے
تری اُلفت مین جو مرتا ہے وہی جیتا ہے ۔۔۔ جسکی اس ڈھب سے بگڑتی ہی بنی رہتی ہے
سارا عالم ترے عالم مین چلا جاتا ہے ۔۔۔ ساری دنیا تری دنیا مین بسی رہتی ہے
نقشِ امید کی تصویر دلون مین یارب ۔۔۔ تو نے جسدن سے جمادی ہے جمی رہتی ہے
وہ مسافر ہون کہ ہر دم ہون سفر کو تیار ۔۔۔ وہ کمر ہون جو ہمیشہ سے کسی رہتی ہے
بلبلین سب ترے گلشن پہ فدا ہین یارب ۔۔۔ شمع کی لَو تری محفل سے لگی رہتی ہے
ہون تو مین باغ مگر پھل نہین آتے مجھمین ۔۔۔ میری تقدیر سے پھولون کی کمی رہتی ہے
یاد مین تیری گذرتا ہے جو ہفتہ[۱] سارا ۔۔۔ سات دن گھر مین مرے دھوم مچی رہتی ہے
اس طرح دل مرا صدمون مین گھرا رہتا ہے ۔۔۔ جسطرح آڑ مین پتون کے کلی رہتی ہے
اپنی بگڑی کا تمھین رنج ہے ناحق مضطر ۔۔۔ دارِ فانی مین سدا کس کی بنی رہتی ہے

رضا سے تری کام چلتے رہے ۔۔۔ سب ارمانِ دنیا نکلتے رہے
تری طرزِ رحمت کا کیا پوچھنا ۔۔۔ بُرے وقت بھی سر سے ٹلتے رہے
کھلائے سے تیرے سبھی گل کھلے ۔۔۔ لگائے سے کانٹے نکلتے رہے
جنھین تو نے بخشا ہے آبِ کرم ۔۔۔ وہ چشمے ہمیشہ ابلتے رہے
غریبی مین مضطر کو سب کچھ دیا
مدد سے تری کام چلتے رہے

[۱] اشارہ اون ساتون محفلون سے ہے جو ہر سال ہوا کرتی ہین۔

ہے ثمرہ اوسیکا وفا جسکو دے
ہے لینا اوسی کا خدا جسکو دے

گلِ آرزو ہین اوسی کے لئے
تری عاشقی کی ہوا جسکو دے

وفا وہ کرے جو جفائین سہے
جفا ہے اوسیکی مزا جسکو دے

وہ حاکم ہے ترکیبِ انداز کا
وہ مالک ہے چاہے ادا جسکو دے

یہ خوبی کسی کا بھی حصہ نہین
ہے دولت خدا کی خدا جسکو دے

بڑا دینے والا ہے پروردگار
محبت کا چاہے مزا جسکو دے

کبھی عیش کا رشک مضطر نہ کر
خدا کی خوشی۔ بجھکو کیا جسکو دے

کس طرح تجھکو پکارین نہ مصیبت والے
تو بڑا صاحبِ امداد ہے قدرت والے

تو نے ہی سبکی مرادون کی بھری ہین گودین
تیرے اکرام کے محتاج ہین حاجت والے

دینے والا ہے تو ہی تیری طرف دینے کو
اپنے ہاتھون کو پسارے ہین ضرورت والے

تیرے اسرار کو ابتک نہ کسی نے جانا
تیری حکمت کو نہ سمجھا کوئی حکمت والے

اک ترا نور ہے اور لاکھ ہین شمعین روشن
اک تری شکل ہے اور لاکھ ہین صورت والے

حرمتین سبکی قیامت مین تو ہی رکھے گا
عزتین سب کی ترے ہاتھ مین عزت والے

گماوُ بندون کی کلیجون کے تو ہی بھرتا ہے
تیرے ممنونِ عنایت ہین جراحت والے

حُسن والون کے تکبر کو مٹایا تو نے
اپنی صورت لئے بیٹھے رہے صورت والے

نا امیدی مین معاون ہے بھروسا تیرا
تیری امید پہ جیتے ہین یہ حسرت والے

طرز رحمت کی یہ ہر طرز ہے گلشن والی
رنگِ قدرت کے یہ سب پھول ہین رنگت والے

بارِ عصیان سے تو مضطر کو سبکدوشی دے
اوسکی گردن پہ بہت بوجھ ہے۔ رحمت والے

نہ سنبھلے جسے تو سنبھالا نہ دے
اندھیرا رہے گر اوجالا نہ دے

اندھیرے مین ہوتا رہیگا وہ یاد
مجھے شمع تربت اوجالا نہ دے

نہ پوچھے کوئی حسن والونکی بات
محبت اگر دینے والا نہ دے

یونہین زندگانی کے گن تو لگا دون
فلک مجھکو موتی کا مالا نہ دے

فلک مجھکو دورانِ گردش مین کہہ
نصیبون کا لیکن حوالا نہ دے

یہ ممکن نہین لینے والا نہ لے
یہ ممکن نہین دینے والا نہ دے

نہین منہ کسی کا جو کچھ کہا سکے
اگر تیری رحمت نوالا نہ دے

اگر تیرے کانٹے نہ پوچھین مزاج
تپک کا مزا کوئی چھالا نہ دے

محبت کا مضطر مزا لے لیا
برا داغ ہے حق تعالا نہ دے

مرے نخلِ حسرت کو تو ہی ثمر دے
تو ہی آرزوئن کی جھولی کو بھر دے

لگائی ہے کیون دیر کام دلی مین
جو دینا ہے دیدے جو کرنا ہے کر دے

جہان تجھکو ڈھونڈھین وہین تجھکو دیکھین
الٰہی ان آنکھون کو ایسی نظر دے

محمد کی چوکھٹ پہ سر پھوڑ ڈالون
مجھے اس طرح دار دے دردِ سر دے

پس مرگ بھی میرے پہلو مین کھٹکے
مجھے خاک کوئی محمد عطا کر
تری دین بہاری ہے اور مین گدا ہون
الٰہی ترا باغ جنت بھی چھوڑا

تو اس دل کے بدلے اک ایسا جگر دے
جنھین زر کی خواہش ہے تو انکو زر دے
یہ چھوٹا سا دامن ہے اسکو تو بھر دے
مدینے پہونچ جاؤن اتنا تو کر دے

یہان ٹھوکرین مفت کھاتا ہے مضطر
اوسے اپنے کوچے مین برباد کر دے

تری الفت کا کوئی زخم جو کاری لگ جائے
کاش تلوار ترے عشق کی کاری لگجائے
تو جو چاہے تو ابھی یاس کے کانٹے ٹوٹین
جیتے جی یا تو مدینے مجھے پہونچا یارب
کاش دھیانون مین ترا دھیان ہوا چھا معلوم
الحذر بار معاصی سے مجھے کر ہلکا

سچ یہ ہے جان ٹھکانے سے ہماری لگجائے
جان ہلکی ہو کوئی گھاؤ جو بھاری لگجائے
میرے دامن سے ابھی یاد بہاری لگجائے
ہو نہ ایسا تو کوئی زخم ہی کاری لگجائے
کاش یادون مین تری یاد ہی پیاری لگجائے
عرصۂ حشر مین یہ بوجھ نہ بھاری لگجائے

انتظام سفر ملک عدم کر مضطر
کہین ایسا نہ ہو دھوکے مین سواری لگجائے

مرادون کے پیدا سبب کر دے
خدا ہے یہ طاقت اوسی کی تو ہے
جو آیا تجلی پہ اوس کا جمال

تمنا نکلنے کے ڈھب کر دے
کہ پورے مرے کام سب کر دے
فنا ایکدم سب کے سب کر دے

تصور مین اوسکے نہین بوتے
بتون نے سخن وقف رب کردئے

ہے اللہ مضطر بڑا چارہ ساز
علاج ہجوم تعب کردئے

سب زبانون نے کہا خالق علام تجھے
اس طرح یاد کیا ہے سحر و شام تجھے

ابتدا تونے ہی ڈالی ہے مرے کامونکی
مین سمجھتا ہون ہر اک کام کا انجام تجھے

جب نصیبون سے کوئی کام بگڑ جاتا ہے
یاد کرتا ہے ہمارا دل ناکام تجھے

شام نے ذکر کیا جاکے سر صبح ترا
صبح نے یاد کیا آکے سر شام تجھے

عفو اک خاص رحیمی کی صفت ہے یارب
کیون نہ مجبور کرے اسپہ ترا نام تجھے

میری حسرت بہی اوسی جذبۂ موسیٰ کی طرح
کھینچ لائے گی کسی روز لب بام تجھے

دیدے میرے دل مضطر کو تسلی یارب
دیر کیا لگتی ہے دیتے ہوئے آرام تجھے

مسدّس

الٰہی جوشش عشق نبی کا بول بالا ہے
خداوندا طریق عشق تو نے ہی نکالا ہے
فراق باب عالی نے پریشانی مین ڈالا ہے
تو ہی ثمرہ عطا کر نام تیرا حق تعالیٰ ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمان بیحد کا

جگر مین ٹیس ہے دلمین کھٹک ہے لب پہ نالا ہے
ترے دست کرم نے گرنیوالونکو سنبھالا ہے
فغان نے دردمندی کا نیا رستہ نکالا ہے
ترے برتے پہ مین نے سب سے رشتہ توڑ ڈالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمان بیحد کا

زمانہ مین ترا رنگ چمن بندی نرالا ہے
روش کی پہلوؤن سے نہر کا رستہ نکالا ہے
گل گلشن کو تو نے خار کی پہلو مین پالا ہے
شب تار غریبان چاہتی تیرا اوجالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمان بیحد کا

الٰہی مین نے جب سے ہوش دنیا مین سنبھالا ہے
زمانہ آجتک حسرت ہی حسرت مین نکالا ہے
ترے محبوب کی الفت نے مرے دلکا اوجالا ہے
مدینہ کی جدائی سے جگر کا زخم آلا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے

لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمانِ بیجد کا

چمن اُمید کا اوجڑا نہ بوٹے ہین نہ تھالا ہے
خیابانِ طرب بگڑی نہ نرگس ہے نہ لالا ہے

شجر ارمان کا ٹوٹا نہ پتے ہین نہ ڈالا ہے
زبردستی مجھے تقدیر نے کانٹون مین ڈالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمانِ بیجد کا

نصیبون سے مین ہون وہ رات جسکا رنگ کالا ہے
لبِ خاموش وہ ہون صوتِ حسرت جسکا نالا ہے

بنا ہون مین وہ قلبِ زار جسکی تہ مین چھالا ہے
فقط تیرے بہروسے اِسقدر غصہ نکالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمانِ بیجد کا

مین ہون وہ چاند جسپر گردشِ قسمت کا ہالا ہے
وہ آنسو ہون کہ جسکو آنکھہ نے باہر نکالا ہے

مین ہون وہ پھل کہ جسکو شاخ نے مٹی پہ ڈالا ہے
وہ گل ہون جسکو دستِ یاس نے برسون اوچھالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمانِ بیجد کا

وہ چشمِ عیش ہون جسمین سیہ روزی کا جالا ہے
وہ نامِ آبرو ہون جسکو لوگون نے نکالا ہے

وہ وقتِ آرزو ہون جسکو بدبختی نے ٹالا ہے
وہ شمعِ بزمِ مقصد ہون جسے عبرت نے ڈھالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمانِ بیجد کا

وہ مضطر ہون کہ جسکا رنگ بیتابی نرالا ہے
بجائے دل بغلمین برق کے ٹکڑے کو پالا ہے
چراغِ شب ہون جسمین صبحِ محشر کا اوجالا ہے
خداوندا مین بندہ ہون تو میرا حق تعالیٰ ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمان سجدہ کا

مخمس

خدا جو چاہے تو بیٹھے ہجومِ رنج وملال
خدا جو چاہے تو کاٹے زمانِ درد ونکال
خدا جو چاہے تو پورے کرے زبان کے سوال
خدا جو چاہے تو سوکھے شجر کو کردے نہال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو ٹالے بلائے رنجِ گران
خدا جو چاہے تو بھیجے دوائے دردِ نہان
خدا جو چاہے تو بیٹھے یہ کاہشِ دل وجان
خدا کے حکم مین ترمیم کی کسے ہی مجال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو مقصد یہ کامیاب کرے
خدا جو چاہے تو دونا یہ اضطراب کرے
خدا جو چاہے تو ذرے کو آفتاب کرے
خدا جو چاہے تو تبدیل کردی شکلِ ہلال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال

کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

کسے خبر تہی کہ بڑہ جائیگا وقارِ کلیم
کسے خبر تہی کہ گلشن بنے گی نارِ کلیم
کسے خبر تہی کہ پھل دیگا نخلِ کارِ کلیم
کہان پہاڑ کی آگ اور کہان خدا کا جمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

اوسی نے باغ کو رنگِ بہار بخشا ہے
صدف کو اوسنے درِ شاہوار بخشا ہے
تمام نخلِ گلستان کو بار بخشا ہے
دکہا رہا ہے وہ عالم کو اپنی شانِ کمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا نے حاکمِ ملکِ زمین کئے پیدا
خدا نے اچھون سے اچھے ہین کئے پیدا
خدا نے نقش کی خاطر نگین کئے پیدا
خدا جو چاہے سو کردے نہین کچھہ اوسکو محال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

فراق مین وہی مضطر قرار دیتا ہے
سرور وعیش مین عمرین گزار دیتا ہے
ہجوم یاس مین بگڑی سنوار دیتا ہے
ہے اپنے بندونکی ہر بات کا اوسکو خیال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدس مقطعہ

یہان سے قافلۂ عمرِ روان کا جب روانا ہو
پئے مدفن میسر شاہِ دین کا آستانا ہو
تو کیا ہو سرزمینِ گلشنِ طیبہ ٹھکانا ہو
پئے عفوِ خطاکاری تری رحمت بہانا ہو
الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

جیون جب تک مرا مسکن حضوری آستانا ہو
اوسی در پر تمام اس زندگی کا کارخانا ہو
وہین ماتھا رگڑ کر نقشِ قسمت آزمانا ہو
نہ حسرت ہو زمانے کی نہ پرحسرت زمانا ہو
الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

گنہگارون کے سر پر ابرِ رحمت شامیانا ہو
پئے زادِ سفر تیری عنایت کا خزانا ہو
یہ سارا کاروان تیرے بہروسے پر روانا ہو
سیہ کارون کا جلوہ دیکھتا سارا زمانا ہو
الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

نہالِ لطف تیرا مرغِ دل کا آشیانا ہو
میسر خاص تیرے خرمنِ رحمت کا دانا ہو

طریقِ نوحہ فریاد و شادی کا ترانا ہو
خطاکاری حصولِ اجر بخشش کا بہانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

لباسِ مغفرت طرزِ سیہ کاری کا بانا ہو
یہ فرقِ بندگی ہو اور تیرا آستانا ہو
اُمیدِ عفوِ عصیان تیرے آگے لیکے جانا ہو
ترے اکرام کے پردے مین رہکر مُنہ چھپانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

سرِ شکِ چشمِ تر سے شجرۂ مقصد اوگانا ہو
سرِ راہِ رضا تسلیم کی چادر بچھانا ہو
ثمر کیواسطے نخلِ طلب مین پہول لانا ہو
سیہ کار اک طرف ہون اکطرف سارا زمانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

سمندِ بیکسی کا تیری رحمت تازیانا ہو
یہ روحِ ناتوان مانندِ بوئے گُل روانا ہو
طلب تیری قرارِ جانِ مضطر کا بہانا ہو
نتیجہ اختتامِ زندگی کا تیرا پانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

تقریظ منجانب عالیجناب نواب مرزا سلطان احمد صاحب

قادیانی ممبر کونسل بھاولپور اسٹیٹ پنجاب

تقریظ نذر خدا

کی دل مضطر نے یہ نذر خدا
گر قبول افتد زہے عز و شرف

تنقیدی رنگ مین ہمیشہ ناظرین یا نقاد - قائل معقولات اور مضامین کی وسعت عظمت تقدس حرمت اور امتیاز کو زیر نظر یا زیر بحث رکھا کرتے ہین اور انہین امور اور انہین مقاصد سے مواد تنقید جمع ہو کر معرض بیان مین آتا ہے - اور انہین پر تقریظ کی وسعت اور جامعیت کا مدار ہوتا ہے - جہان ایسا ہو اور اپنی خوبیون کے اعتبار سے بجائے خود ایک امتیاز اور خصوصیت رکھتا ہو - وہان تنقید اور تقریظ بہی ایک خصوصیت رکھتی ہے ایسی صورت مین کچہہ ضرورت نہین ہوتی کہ نقاد کی جانب سے تقریظ یا تنقید کی موجہہ اور دلآویز بنانے مین کوئی خاص کوشش دکھلائی جائے -

ضیائے آفتاب کا کوئی اعتراف یا اظہار کرے یا نکرے سوائے کور چشم یا کور باطن کے کون شخص اوس سے انکار کرسکتا ہے - حضرت مضطر حمد خدا مین

رطب اللّسان ہون اور دلِ مضطر صدق و نیاز سے بارگاہ ایزدی مین گلدستۂ حمد پیش کرے بطور نذر کے - اور اُس مین کسی کور باطن کور چشم کو چون وچرا کا موقع مل سکے -

حضرت مضطر نے خوبی قسمت سے زمین ہی وہ لی ہے جو باعتبار اپنی عظمت اور حُرمت کے اپنی آپ ہی نظیر ہے ؎

قربان اس زمینِ سعادت سرشت کے	گویا کھُلے ہوئے ہین دریچے بہشت کے

خدا چاہتا ہے دل مضطر - اور دلِ مضطر کی کیا تمنا ہے خدائے مہربان - دلِ مضطر سے جو کچھ نکلا اور قلم مضطر نے جو کچھ لکھا وہ اثر اور صدق کے اعتبار سے حضرت مضطر کی خداشناسی روحانیت اور قدس طبیعت پر ایک زندہ شاہد اور برجستہ دلیل ہے -

حضرتِ مضطر کی سحرالبیانی اور جادو طرازی تو ملک بھر مین پہلے ہی سے ایک مسئلہ مسلّمہ ہے مصرع

ہر کہ شک آرد کافر گردد	

اس حمدِ خدا یا نذرِ خدا نے اوسپر اور بھی چار چاند لگا دئے - ذالِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ

حمد وہی مقبول ہے جو دلِ مضطر سے نکلے - کلام وہی موثر اور محترم ہے جو قلب مضطر سے صفحۂ اظہار پر نقش ہو - نذر وہی مقدس ہے جو صداقت

کیسا تھا یہ دلِ مضطر پیش حضور صمدی ہو جو کلام جو الفاظ دلِ مضطر سے نکلتے ہین وہی دوسرے دلون پر اثر کرتے ہین - دلِ مضطر کی دعائین ہمیشہ اپنی تہ مین صداقت کا مادہ رکھتی ہین **شعر**

دیدۂ دل سے نظر کی رُخِ جانان پہ اسیر	چشمِ موسیٰ سے صفائے یدِ بیضا دیکھی

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - نقادانِ سخن حضرت مضطر کے اسی دیوانِ حمدیہ کے حمدیہ کلام فصاحت نظام سے اِس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین - حضرتِ مضطر کی معجز بیانی پر اون کا کلام ہی مہر سلیمانی ہے - سچ ہے پیدائشی شاعرون کا کلام ہی اون کے امتیاز اور احترام پر ایک طبعی برہان ہوتا ہے - ہمین دیگر شاعرونکی عظمت سے بھی انکار نہین لیکن اصل اور نقل مین جو کچھہ فرق ہوتا ہے اُس سے بھی اعتراض نہین کیا جاسکتا بہ قول حضرت اکبر الہ آبادی ؎

سکہ ہے کھرا میرے سخن کا	سب نے اِسکو پرکھ لیا ہے

حضرتِ مضطر کا کلام معجز نظام ایک ٹکسالی کلام ہے - دیوان حمدیہ کی مبارک اشاعت کی وجہ سے - حضرتِ مضطر قابلِ مبارکباد ہین - اللہ کریم دونون جہان مین اس کا اجر دے - اور دلِ مضطر کا عجز و نیاز اور صداقت مقبول اور بار آور ہو (آمین) اور اسکی بدولت ہم ایسے قاصر اور خطاکار دل بھی - نعمتِ عفوِ الٰہی سے مستفیض ہون اخیر مین ہم صدق دل سے یہ دعا بھی کرتے ہین کہ جس طرح یہ حمدیہ دیوان شرف انطباع سے مزین ہو کر بہ لباسِ نذر حمدیہ مقبولِ بارگاہ ایزدی

ہوا ہے۔اسی طرح پر حضرت مضطر کا دوسرا کلام بھی جلد تر عالم شہود مین آکر سرور چشم منتظرین ہو لاریب فیہ۔جنھین کلام مضطر کے دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا ہے وہ ایک دل مضطر سے اوس کے مشتاق اور جویان ہین اگرچہ حضرت مضطر کو چندان خیال نہ ہو لیکن لیٹریری دنیا کیواسطے اون کے کلام معجز نظام کی ضرورت کا احساس مدتون سے ہو چکا ہے ٥

کے لیا مول کیا کلام کیا	کہکے مضطر مجھے غلام کیا

تقریظ منظوم از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب نواب محمد عمر خان صاحب بہادر وفا خلف الصدق عالیجناب نواب برق الدولہ بہادر رئیس دکن شاگرد رشید جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان "نذر خدا"

عجب حمد لکھی ہے اوستاد نے	نیا رنگ رنگِ وفا اس مین ہے
نہ کچھ حسن حسنِ سخن پوچھئے	نئی طرز۔طرزِ ادا اس مین ہے
نگارِ چمن کی روش کیا کہون	بہارِ چمن کی فضا اسین ہے
کھلے جاتے ہین غنچۂ دل سبھی	عجب چلتی پھرتی ہوا اس مین ہے

ذخیرہ ہے یہ وصفِ معبود کا
محبت مین جو کچھ کہا اس مین ہے

زبان و بیان دونون ہین لاجواب
زبان کا بیان کا مزا اس مین ہے

کہین اس مین ہے لب پہ آہ و فغان
کہین دل کے اندر دعا اس مین ہے

کہین کثرتِ جلوۂ معرفت
کہین وحدتِ کبریا- اس مین ہے

کہین اس مین ہے مرہمِ زخمِ دل
کہین دردِ دل کی دوا اس مین ہے

جھلکتے ہین جلوے نئی طرح کے
کوئی پردہ دارِ ردا اس مین ہے

کسی کی جھلک کی ہے اس مین جھلک
کسی کی ادا کی ادا اس مین ہے

شریعت بھی دیکھے تو کہنے لگے
طریقت - طریقت فزا اس مین ہے

طریقت جو دیکھے تو یون بول اوٹھے
حقیقت - حقیقت نما اس مین ہے

کہین انتہا ابتدا سے پڑی
کہین ابتدا انتہا اس مین ہے

یہ دیوانِ مضطر عجب چیز ہے
وفا کیا بتاؤن کہ کیا اس مین ہے

مگر بیخودی مین یہ کہنے لگون
خودی اس مین ہے اور خدا اس مین ہے

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب صاحبزادہ نواب محمد مصطفی علیخان صاحب بہادر شرر ہوم سکرٹری دربار رامپور شاگرد رشید جناب اعتبار الملک

خان بہادر حضرتِ مضطر مصنّف نذرِ خدا

خوب پہولا پھلا یہ حمد کا باغ
اِس کا ہر پھول پھل ہے قابلِ دید

طبع رنگین جناب مضطر کی
قفل تازہ خیال کی ہے کلید

یہ مرقع ہے حق شناسی کا
کیون نہو عارفانِ حق کو عید

مصرعۂ سالِ طبع ہے یہ شرر
حجّتِ معرفت ہے حمدِ حمید ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا - از نتیجہ فکر جناب منشی سیّد اعتبار حسین صاحب برترؔ خلف الصدق حضرت اعتبار الملک خان بہادر مضطر مصنّف نذرِ خدا

میرے والدین حضرتِ مضطر
میرے سر پر اونہین کا سایا ہے

صحنِ باغ ثنائے باری مین
آپ نے طرفہ گُل کھلایا ہے

گُل بہی وہ گُل کہ دیکھکر جس کو
داغ لالے نے دلپہ کھایا ہے

جس زمین مین اوٹھایا ہے قلم
سر بسر آسمان - بنایا ہے

مخزنِ علم ہزار علم وکمال
یہ لقب آپ ہی نے پایا ہے

کر دیا ہے محال کو ممکن
یعنی دیوانِ حمدِ نذرِ خدا
نذر بہی ہے یہ اور نام بہی ہے
فکرِ تاریخ جب ہوئی برتر

جو نہ ہونا تہا کر دکہایا ہے
کھلکے حسن ہنر دکھایا ہے
کچھہ عجب رنگ اس نے پایا ہے
مجہکو ہاتف نے کہہ سنایا ہے

فکر بہی اس مین کیا ہے یون کہدے
توشۂ آخرت بنایا ہے ۱۹۱۲ء

تقریظ منظوم از نتیجۂ فکر نواب منشی سیّد احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل ٹھیکیدار گوالیار گورنمنٹ از کوٹھی تحمل منزل سیپری مہتمم دیوان نذرِ خدا شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرتِ مضطر مصنّف دیوان نذر خدا

عجب دیوان لکہا ہے مرے اوستاد مضطر نے
کہین وصفِ خداوندی کا باندہا ہے سمان پورا
لگایا ہے کہین کثرت کا سبزہ طرز وحدت سے
کہین چہڑکے ہین چھینٹے پہول پر نیرنگ قدرت کے
پکارا ہے جہان اللہ کو دل تہام کر اپنا

بہری ہے بیقراری اپنے دلکی جا بجا اسمین
کہین حمد خداوندی کی باندہی ہے ہوا اسمین
دکہائی ہی کہین وحدت سے کثرت کی بنا اسمین
کہین در سا گئے توحید کی نشو و نما اسمین
نظر آتی ہے اوس موقعہ پہ امدادِ خدا اسمین

چکھائی ہین مذاقِ بیخودی کی لذتین صد ہا
وہان گرتی ہوئی حالت کو باتونین سنبھالا ہے
غرض موتی جڑے ہین تختۂ کاغذ کی سطرونین
جو جلوہ اتفاقاً طور پر موسیٰ نے دیکھا تھا
نمک پاشِ جراحت جانکر عشقِ آلٰہی کو
وصالِ عاشق و معشوق کی تفسیر لکھی ہے
نرالے رنگ سے اللہ کو اسمین پکارا ہے

خدا کی ہر خودی اسمین خودی کا ہی خدا اسمین
جہان ڈھونڈا ہے لطافِ خدا کا آسرا اسمین
نگینہ بن گیا ہے نقطۂ حمدِ خدا اسمین
ورق اُلٹو تو۔ دیکھو ہے وہی جلوہ بھرا اسمین
خود اپنے واسطے طیار کی ہے اِک دوا اسمین
کیا ہے جسجگہہ ذکر محمد مصطفا اسمین
نرالی طرز کا ہے غرضِ رنگِ مدعا اسمین

حقیقت مین یہ احقر شانِ قدرت کا خزانہ ہے
خود اسمین بیخودی اسمین خودی اسمین خدا اسمین

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید رشید الزمان صاحب اُمید قادری ردولوی خلف جناب منشی سید ناظر حسن صاحب قادری رئیس قصبہ ردولی شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذر خدا

مژدہ اے اہلِ جہان لو ہو گیا ہے جلوہ گر
یعنی ابکے چھپگیا اوستاد کا دیوانِ حمد

باہزاران عشوہ و انداز اِک ماہِ کمال
جو ہے خود اپنی نظیر اور آپ ہی اپنی مثال

کیسے کیسے پہول اسمین حمدِ حق کے ہین کہلے — وجد کر اوٹھتے ہین جنکو دیکہکر اہلِ کمال

محو ہو کر چرخ پر رہجاتے ہین قدسی سبہی — جہوم اوٹھتا ہے مثالِ مست عرشِ ذوالجلال

عابد و زاہد کے بہی باقی نہین رہتے حواس — طائرِ بسمل کا اونکا ایک ہوجاتا ہے حال

برہمن بہی توڑ کر زنّار کہہ اوٹھتا ہے حق — پہر کہان اوسکو بتانِ مہر طلعت کا خیال

عاشقونکو تو نہین رہتی ہی سدہ بدہ اور بہی — اس طرف سرگشتہ صورت او سطرف برگشتہ حال

اہلِ دنیا کے بہی دہندے ہی چہوٹ جاتی ہین تمام — کچہہ نہ سوچ اونکو معیشت کا نہ کچہہ فکرِ مآل

الغرض چہا جاتی ہے اک بیخودی سی ہر طرف — اس غضب کی ہی کچہہ اس دیوان مین حمدِ ذوالجلال

شاعری کہیے کہ اسکو ساحری یا معجزہ — بلکہ بڑہکر معجزے سے بہی تاثر کا ہی حال

قبر مین بیچین سی ہوجاتی ہی سعدی کی روح — ہو رہی ہے ضد بہارِ بوستان وقفِ مقال

ہوتا ہے سحبان بہی اوسکو دیکہہ کر خجلت مین غرق — بول اوٹھتی ہی فصاحت خود کہ مین ہون بیمثال

نکتہ دان جتنے ہین ششدر ہین مثالِ آئینہ — فخر کرتے ہین ہین جتنے شاعرِ شیرین مقال

میر اگر ہوتا تو دیتا داد اس دیوان کی — اور کہتا درد بیشک ہین یہی نازک خیال

کہتا مومن بہی کہ واقع مین ہے بندش اسکا نام — اور کہہ اوٹھتا یہ ناسخ کہیے اسکو بولچال

کیون نہو ہی یہ کلام اوس شاعرِ بیمثل کا — فخرِ کن جسپر ہے فن ہی نازکن جسپر کمال

یعنی جو اوستاد ہی والیِ ملکِ ٹونک کا — اعتبار الملک جس کا ہی خطاب بیمثال

مین نے یہ اُمیدِ سالِ طبعِ دیوان لکہدیا
کیسی دلکش بندشین ہین کیسی پیاری بولچال
۱۳۲۳ھ

ایضًا

اعتبار الملک مضطر کا چھپا دیوانِ حمد
اندنون جو ہے عزیزِ خاطرِ اہلِ سخن

اس انوکھی طرز مین لکھی ہے حمدِ کردگار
وجد کرا اوٹھتے ہین جسکو سنتے ہی اربابِ فن

سکتہ سا ہو جاتا ہے حیرت سی اک ہو جاتی ہے
منزلِ معنی کی راہین سطے ہوئی ہین وہ کٹھن

کیسی ستھری ہے زبان پاکیزہ کیسا ہے بیان
کیسی دلکش بندشین ہین طرفہ نایابِ زمن

کونسی خوبی نہین ہے اوس سراپا ناز مین
دلربائی کے بھی شیوے دلبری کے بھی چلن

سامعین رہجاتے ہین دل اپنے اپنے تھام کر
ایسے ہین اشعار اسمین دلکشِ صدر انجمن

عابد و زاہد و سالکِ کاملین و صوفیان
ہو رہے ہین اس بتِ رنگین ادا کے برہمن

شعر وہ جان سے اونکو زیادہ ہے عزیز
ہے اسی کی اونکو ہر ساعت ہر اک لحظہ لگن

زلفِ عنبر گون مضمون مین ہے نکہت اوسکی وہ
دب گئی ہے جس سے بوئے مشکِ چین مشکِ ختن

ساری گلروئے زمانہ اس حسین کے ہین غلام
ہے گلِ زیبائے رُخ کی اوسکے وہ نادر پھبن

مین نے یہ اُمیدؔ لکھا سال اسکے طبع کا
حمدِ ربّ ذوالمنن کی بیبدل ہے موج زن

۱۳۳ھ

ایضًا

مضطرِ شیرین بیان کا چھپگیا دیوانِ حمد
بارگاہِ خالقِ اکبر مین جو مقبول ہے

کیا ہی زینت بخش و دلکش اوسکی ہے بزمِ سخن
جسمین حمدِ حق کے یہ چلتے ہین اچھوتے جام مے

بادۂ عرفانِ حمدِ ایزدی ہے جوش زن
رقصِ بسمل ہو رہا ہے اک عجب انداز سے
غلغلہ برپا زمین سے تا فلک ہے اسطرح
کام ہی کرتی نہین کچھ عقل کیا کہیے اسے

متقی صوفی کہ زاہد جو ہے ساغر نوش ہے
نغمہ یا ہو بپا ہر سو ہے مثلِ شور نے
از پئے دید اوترے ہین حور و ملائک پے بہ پے
حور یا کوئی ملک یا کونسی نایاب شے

مین نے یہ امید للّٰہ رسالِ طبع دیوان لکھدیا
شعر گوئے نکتہ دان کا یہ کلامِ حمد ہے
۱۳۳۱ھ

ایضاً

اعتبار الملک مضطر کا کلامِ حمدِ حق
فکر یہ مجھکو ہوئی تاریخ اسکے طبع کی

چھپکے جسدم ہو گیا جلوہ فزا انداز سے
لکھدون نایاب ایسی جو کوئی سُنکر وہ داد دے

ناگہان آئی صدائے غیب کا نو مین امید
لکھدو۔ گلزارِ سخن مین گل کھلے ہین حمد کے
۱۳۳۰ھ

ایضاً

ہر ایک مشتاق کو ہو مژدہ دکھایا ہے اوس حسین نے جلوہ
ادا کا جسکی ہر اک ہے کشتہ ہے جسکا عالم تمام والہ
جو ماہِ زیبا و بے بہا ہے۔ نرالی جسکی اِک اک ادا ہے

جہان جسپر مٹا ہوا ہے ۔ زمانہ جس کا ہے دل سے بندہ
جو جانِ عابد ہے روحِ صوفی نثار جسپر ہے متقی بھی
نبی بھی سب جسکے ہین فدائی ملک کو بھی جو ہے ایک تحفہ
جنابِ مضطر کا یعنی دیوان ۔ ہین حمد کی جسمین دُرِ تابان
جو نکتہ والون کا ہے نمکدان چھپا ہے اب کے بصد سلیقہ
ہین اوسمین پاکیزہ صاف مضمون کہ حورِ علین ہین چشم میگون
کہ لعل و یاقوت و دُرِّ مکنون ہین اک قرینے سے اوسمین چیدہ
ہر ایک شعر اوس کا منتخب ہے ۔ فصیح جس کی عجب ادب ہے
مثال اُردو مین جسکی کب ہے ۔ لطافتون کا جو ہے جریدہ
کھلے ہین اشجارِ فکر پر کیا ۔ گُلِ معانی نفیس و یکتا
دہنک بدایع کی جسمین زیبا بلاغت اک دل ہے جنکی والہ
کمال انوکھی زبان ہے اوسکی بیان مین بھی ہے غضب کی شوخی
نرالی اک اک ہین بندشین بھی کہ جن سے ہوتی ہے روح تازہ
وہ کونسا رنگ ہے نہین جو سبھی مقاصد ہین جنکو ڈھونڈھو
نہین یہ ممکن صفت بیان ہو ۔ ہے ایسی قدرت کا وہ نمونہ
ہر ایک باتون پر اوسکی خود ہی ۔ نگاہِ انصاف داد دیگی
چلے گی کچھہ بھی نہ حاسدونکی ۔ کسی کا کچھہ بھی نہین ہے خدشہ

امید ناچیز تھا جو ششدر کہ عیسوی سال لکھوں خوشتر
پکارا ہاتف۔ نکالا مضطر نے حمد کا یہ طریق طرفہ
۱۹۱۲ء

ایضاً

چھپگیا حمدیہ دیوان اندنوں
شاخسار فکر پر مضمون کے گل
کھنچتے ہیں دل خود بخود اوسکی طرف
شاعری کوئی کہے کیونکر اسے
لایق دربار حق تحفہ ہے وہ
لکھا سال عیسوی امید نے

مضطر والا گہر کا باصفا
ہیں شگفتہ اوسمین کیا کیا دلربا
ہو رہا ہے دل سے اک عالم فدا
یہ تو کوئی واقعی ہے معجزا
نام اسی سے اوس کا ہے نذر خدا
معدن اوصاف ہے نذر خدا
۱۹۱۳ء

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید اولاد حسین صاحب سجاد ملازم محکمہ اکاونٹنٹی ریلوے پولیس ناگپور (سنٹرل پراونس) شاگرد جناب اعتبار الملک خانبہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذر خدا

خواب مین ایک بزرگ نے مجھکو
کی عطا ایک پر مزا تصنیف

دیکھکر جسکو مین ہوا حیران
ہوگئی مجھکو آشنا تصنیف

بیل بوٹے سرورق نازک
نظر آئی تھی خوشنما تصنیف

مین یہ سمجھا کہ حال شادی ہے
کسی با اقتدار کا تصنیف

کھولکر جب کتاب کو دیکھا
حمدِ خالق تھی جابجا تصنیف

نام نذرِ خدا ہے نامِ خدا
بخدا ہے وہ بے بہا تصنیف

کہین خالق کی ہے ثنا مرقوم
کہین ہے نعتِ مصطفا تصنیف

کہین اسرار عاشق و معشوق
قصۂ حُسن عشق تھا تصنیف

کہین پیغام وصل دلبر کے
کہین شکوہ فراق کا تصنیف

کہین شکرلبون کی شیرینی
مصحفِ رُخ کہین بنا تصنیف

کہین شوخیٔ دیدۂ فتّان
دم ابروے کج ادا تصنیف

کارنامون مین دست و بازو کے
کہین خونریزی حنا تصنیف

کہین اذکار زاہد و ناصح
مے و میکش کا مشغلا تصنیف

کہین افتاد - اُبھرے جوبن کی
کہین زلفون کا سلسلا تصنیف

سرو قمری کا تذکرہ مذکور
گل و بلبل کا ماجرا تصنیف

الغرض جس کا ذکر ہے اوسمین
ابتدا سے ہے انتہا تصنیف

جب مصنّف کے نام کو دیکھا
ہوگئی دل کا مدعّا تصنیف

میرے اوستاد کا وہ دیوان تھا
نادر و خوب دلربا تصنیف

شاعروں میں ہے افتخار انہیں
جو کرے فخر ہے بجا تصنیف

یادگار امیر خود اوستاد
مستند با محاورا تصنیف

ہیں یہ بعد امیر و داغ و جلال
ماہر فن فہیم با تصنیف

شاعر نامدار ہیں انکی
رنگ میں اپنے ہے جدا تصنیف

صبح کو آنکھ جب کھلی میری
چشم و دل میں گئی سما تصنیف

دن کو اوستاد کا ملا نامہ
جس کا ہر ایک لفظ تھا تصنیف

اپنے سجّاد کو کیا تھا رقم
میرا دیوان ہو گیا تصنیف

جا چکا ہے وہ طبع ہونیکو
ہو گی شایع یہ جانفزا تصنیف

فکر تاریخ تھی کہ کیا لکھوں
میں ہوں ذرہ یہ پرضیا تصنیف

مبتدی میں وہ منتہی کا کلام
میری تاریخ کیا وہ کیا تصنیف

سنکے ہاتف نے دی یہ فخر صدا
ہو چکا یہ معاملا تصنیف

حرف منقوط میں یہ لکھ ہجری
قابلِ فخر پُر مزا تصنیف
۱۳۳۱ھ

دیگر

یہ نذرِ خدا جب بنامِ خدا
پسندیدۂ مصطفا ہو گئی

ملا سال سجّاد کو عیسوی
یہ نذر رسول و خدا ہو گئی
۱۹۱۲ء

دیگر بحرف منقوطہ

ہزارون ہین دیوان یہ فرد ہے
یہ تاریخ منقوطہ ہے عیسوی

جواب اِس زمانے مین اسکا کہان
یہ تحفہ ہے نذر خدائے جہان
۱۹۱۳ع

دیگر سمت ۱۹۶۹

یہ مانا ہزارون ہین دیوانِ حمد
یہ مضمون دیکھے نہ ابتک سُنے
کہین استعارہ ہے کیا خوب ضم
فصاحت ہی صاف آپ اپنی نظیر

مگر نظم کیا اون کی ایسی ہے واہ
ہر اِک بات اسکی نرالی ہے واہ
کہین کیسی تشبیہ اچھی ہے واہ
بلاغت نہین مثل رکھتی ہے واہ

یہ تاریخ سمّت مین سجّاد لکھہ
مصنّف کی تصنیف غیبی ہے واہ
سمت ۱۹۶۹

دیگر فصلی ۱۳۲۰ سنہ بہ حرف منقوطہ

چھین لیتا ہے دل جو حسنِ کلام
آپ کہئے تو حضرتِ سجاد
حرف منقوطہ مین ملا فصلی

شیوۂ دلبری اسے کہئے
دلبر شاعری اسے کہئے
تحفۂ مضطری اسے کہئے
۱۳۲۰ ف

تاریخ دیگر ۱۳۲۲ سنہ فارسی

بہ صنعت تربیع

وہ دیوان ہوا طبع شکر خدا — کہ جس مین ہے حمد خدا بے حساب
نئی بندشین ہین نئی نظم ہے — نئی ہر غزل ہے نئی ہے کتاب
غزل مین نہین کوئی بھرتی کا شعر — مضامین اس کے ہین سب انتخاب
تصانیف مین ہے اسے امتیاز — یہ تصنیف ہے آپ اپنا جواب
عجب نام پیارا ہے اسکو ملا — کہ کہتے ہین نذر خدا شیخ وشاب
خدا نذر مقبول فرمائیگا — صلہ اس کا دینگے رسالتمآب
جو کی فکر تاریخ سجّاد نے — ہوا غیب سے اوس کو تب یہ خطاب

یہ لکھہ فارسی سال تربیع مین
بدیع و بلیغ و جلی انتخاب
۱۳۲۲ ف

تاریخ دیگر بنگلہ

۱۳۱۹ سنہ ب

کیا لکھے سجّاد اس دیوان کے وصف — بیمثال ولاجواب و بے بہا
سنہ بنگلہ مین یہ نکلا سالِ طبع — بے عدیل و بے نظیر و با ادا
۱۳۱۹ سنہ بنگلہ

قطعہ دیوانِ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی پنڈت شیوناتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر

مصنّف دیوانِ نذرِ خدا

مرے اوستاد حضرت مضطر
عالم و فاضل و فہیم و ذکی
آج ملکِ گوالیار مین بھی
کون واقف نہین ہے اِن سے آج
طبع ہوتا ہے ان کا دیوان اب
آفتابِ سپہر علم و کمال
ہے سراسر جو اِس مین مدحتِ حق
اِس سمندر کی تتاہ پائے کون
سیر ان مین سے کیجیے جس کی
ایسا اوستاد بے مثال کہان

نیک دل نیکنام بے ہمتا
ناثر و ناظم و سخن آرا
صاحبِ حج یہ ہین بفضلِ خدا
سارے عالم مین ان کا ہے شہرا
چشمۂ فیض کا یہ ہے دریا
ہوتا ہے سپہری سے جلوہ نما
شان کیونکر نہ اسکی ہو اعلیٰ
جس سے نکلے ہین سینکڑون دریا
وہی دکھلائے ایک لطف نیا
نہ سُنا ہے کہین نہ ہے دیکھا

وجد ہوتا ہے سننے والون کو
نکتہ نکتہ مین کنہ وحدتِ حق
جادۂ معرفت ہین سب سطرین
نظر آتا ہے نور مضمون مین
جودتِ طبع دیکہ کر اون کی
یادگارِ زمان ہو یہہ دیوان

کیا کلامِ لطیف ہے بخدا
نقطہ نقطہ مین رازِ قدرت کا
صفحہ ہر ایک صبحِ صدق وصفا
جلوۂ شاہدِ خیالِ خدا
ہوگیا حاسدون کا منہ پہیکا
ہو یہ شاکر کی مستجاب دعا

مستفیض اس سے سارا عالم ہو
ہو یہہ مقبولِ عام "نذرِ خدا"

دیگر قطعہ دعائیہ از نتیجہ فکر جناب منشی پنڈت شیو ناتہ صاحب
سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ
شاگردِ جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر
مصنّف دیوان نذرِ خدا

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب
اس کا مصرع ہے ہر اک جادو بہرا

اس کا ہر اک شعر رشکِ بوستان
اس کا ہر اک لفظ تیرِ دلستان

طبع زاد مضطرِ عالی جناب
فاضل و فرزانہ و یکتاے دہر
یہ وہ ہین جو سینہ ہیا سرکار ہین
ذات سے ان کی حجی کو ہے شرف
شاعری کی ان کے دم سے قدر ہے
ان کا ہر اک شعر تازہ پہول ہے
یا خدا جب تک ہین روشن ماہ و مہر
یہ رہین آباد و شاد و تندرست

نکتہ ہین و نکتہ سنج و نکتہ دان
عالمِ مشہور و اوستادِ جہان
رتبہ اعلیٰ یہ ہین باعز و شان
عدل سے ان کے رعایا شادمان
انکے دم سے تازہ ہے اُردو زبان
گلشنِ تحریر کے ہین باغبان
یا خدا جب تک ہے قایم آسمان
فیض پاے ان سے ہر پیر و جوان

شاگردِ نخستہ کو حاصل رہے
نورِ فیضِ دیدِ اوستادِ جہان

قطعہ تاریخ نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید محمد حنیف صاحب رزم بلگرامی و شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت

مضطرؔ مصنّف دیوانِ نذرِ خدا

احقر نے مجھکو خط مین لکھا ہے بافتخار
نذرِ خدا، اشاعتِ پبلک مین آگیا

اے رزمؔ مستجاب تمہاری دعا ہوئی
یہ پڑہکے میرے دلکو مسرت سوا ہوئی

اسرار جو خفی تھے وہ سب منجلی ہوئے
گر وہ نبین صلی علی کی پکار ہے
کی ہین یہ درج طبع نے گوہر فشانیان
تاریخ کی طرف دم جوش نظارگی

کیا فیضیاب دیکھکے خلق خدا ہوئی
شکر خدا قبول یہ نذرِ خدا ہوئی
گھونگٹ ہے یا عروس کوئی رونما ہوئی
مائل جواے حلیف یہ طبع رسا ہوئی

دونو الف لگا او ٹھے واہ وا رزم
دم غوب طبع اکیسی یہ نذرِ خدا ہوئی
۱۳۲۹ھ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر جناب منشی محمد عبد الحی صاحب شیدا صدیقی بدایونی شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

نذرِ خدا

افتخار الشعرا کا ہے کلام
سالِ تاریخ کہوا ے شیدا

کیون نہو زینتِ بزم توحید
گلشن جنت بزم توحید
۱۳۳۰ھ

دیگر

دیکھکر دیوان حر ے اوستادِ والا قدر کا

شوقِ دل بیتاب ہے ذوقِ نظر قربان ہے
واہ کیا بندش ہے۔ کیا مضمون ہے کیا حسنِ کلام
کیا نئی طرزِ ادا ہے کیا نرالی شان ہے
روزمرہ شوخیاں برجستگی شستہ زبان
شاعری وہ شاعری جو شاعری کی جان ہے
راز کی پردہ سرا اسے شاہدِ حُسنِ کلام
بن سنور کے آج نکلا کیا خدا کی شان ہے
جس کو آنکھیں ڈھونڈہتی تہیں جس کی تہی دل کو طلب
آج وہ پیشِ نظر ہے آج وہ مہمان ہے
اپنے اپنے طور پر سمجھے ہیں رندو پارسا
شاعری کی شاعری ایمان کا ایمان ہے
ہو کے محبوبِ خلائق ہو کے منظورِ نظر
ہو گیا نذرِ خدا یہ بہی خدا کی شان ہے
حُسنِ رنگ آمیزیٔ گلہاے مضمون کچھہ نہ پوچھہ
باغبانِ گلشنِ فردوس بہی حیران ہے
اس کے قابل مصرعہ تاریخ شیدا نے کہا
رنگِ محفل اعتبار الملک کا دیوان ہے
۱۳۱۵ھ

ایضاً

اعتبار الملک کا دیوان چھپا
کس زبان سے کیجئے اسکی صفت

فخر شاگردی کا حاصل ہے مجھے
ہین مرے اوستاد والا منزلت

فکر تھی شیدا کو سالِ طبع کی
تھا دماغ و دل سے گرمِ مشورت

عیسوی تاریخ موزون ہو گئی ؛
حمدِ ایزد مہر چرخِ معرفت
۱۹۱۲ء

ایضاً

بگڑ جائے گلستان مین ہوائے نغمۂ بلبل
جچے باغ جہان مین رنگِ خوش گفتاری مضطر

بیاضِ حسن مین ہی حسن رنگ آمیزی مضمون
سن تو شیع شیدا نے کہا گلکاری مضطر
۱۳۳۰ھ

ایضاً

کلامِ اعتبار الملک مضطر
بہار باغ عرفان جانِ توحید

کہو تم مصرعہ تاریخ شیدا
خوشا آئینۂ کتمانِ توحید
۱۹۱۲ء

ایضاً

مژدہ یا وادے تشنہ کامانِ شرابِ بیخودی
خوب جی بھر کے پیو ساقی کا اذنِ عام ہے

ہے کلامِ حضرتِ استاد بحرِ بیکران
نکتہ نکتہ اک شرابِ معرفت کا جام ہے

عیسوی مین مصرعۂ تاریخ شیدا نے کہا
مجلس افروزِ تجلی گاہِ فیضِ عام ہے
۱۹۱۲ء

ایضاً

خوشا رنگینیٔ گلہائے مضمون
زہے گلدستۂ فکرِ دلاویز

برائے مصرعۂ تاریخ شیدا
سمندِ طبع را چون کرد مہمیز

بدست آمد ز باغِ فکرِ رنگین
گلِ خوشرنگ گلزارِ طرب ریز
۱۹۱۲ء

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب حافظ نبی محمد صاحب جوہر میلاد خوان شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف نذرِ خدا

صبا یہ آج ہوا کیون بلند ہی ہوئی ہے تری
بلند یو نہ تری کیون یہ شان رفعت ہے

یہ کیون زمین پہ نہین پاؤن پاؤن چلتی تو
یہ کیسی تجھکو خوشی ہے یہ کیسی فرحت ہے

ترے دماغ نے کس گل کی آج بو پائی
تری نگاہ مین کس ماہوش کی صورت ہے

یہ کسکے جلوہ نے تجھکو کیا ہے مستانہ — یہ کس کا نور تری آنکھہ کی بصارت ہے

یہ کسکی شکل دلآویز دیکھلی تو نے — جو یہ خوشی ہے تجھے اسقدر مسرت ہے

کچھہ ایسی بادِ صبا سے جو مینے باتین کین — تو ہنسکے بولی کہ مجھپر خدا کی رحمت ہے

وہ گل نصیب ہوا مجھکو باغِ عالم مین — کہ جسکا نور فروغِ نگاہِ وحدت ہے

اوسی کے جلوہ نے مجھکو کیا ہے وارفتہ — اوسکی دید سے میری یہ غیر حالت ہے

اوسکے باغ کی پہرتی ہون مین ہوا کہاتی — اوسی کا وصل مجھے دوجہان کی دولت ہے

جنابِ حضرتِ مضطر کو دے رہی ہون دعا — اونہین کی ذات سے مجھکو ملی یہ راحت ہے

رہین خدا کرے دل شاد رہتی دنیا مین — کہ اونکے دم سے دلِ زار کو مسرت ہے

دہرا ہے نذرِ خدا نام اپنے دیوان کا — عجیب نامِ خدا آپکی طبیعت ہے

نہین ہے ایسا کوئی اور دوسرا دیوان — نظیر آپ ہی اپنا وہ فی الحقیقت ہے

ہے حرف حرف سے اوسکی خدا کی شان عیان — ورق ورق مین نمایان خدا کی قدرت ہے

نئی ادا سے نیا بانکپن دکھایا ہے — نئی ہے طرز نئے رنگ کی فصاحت ہے

عجیب بات لکھی ہے جنابِ مضطر نے — کہ اہلِ وجد کو پڑہنے ہی سے جسکے رقت ہے

لکھو یہ مصرعۂ تاریخ اس کا اے جوہر
نہین ہے نذرِ خدا یہ خدا کی رحمت ہے
١٣٣١ھ

دیگر

پیشِ نگاہِ شوق ہوا وہ کلامِ پاک — تھے جسکے ذکر پاک کے اذکار ذرہ ذرہ

جوہر یہ عرض کر تو خدا کی جناب مین
اے خالقِ سمیع و بصیر و کرم نواز

اور اس طرح سے بارگہ کبریا مین کہہ
اے مالک و کریم و جہاندار خضر رہ

اے نور بخش انجم و خورشید و ماہتاب
چمکا دے اور حُسنِ بیاضِ فروغ مہ
۱۳۳۰ھ

دیگر

شایع ہوا وہ حضرتِ اوستاد کا کلام
جوہر جو فکر سالِ اشاعت کی تھی مجھے

پہرتا تھا جس کے سننے کو ہر شخص کو بکو
اور تھی گُلِ مراد کی ہر سمت جستجو

یکبارگی یہ ہاتفِ غیبی سے کان مین
آئی ندا کہ غنچۂ اُمید و آرزو
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب عبد الغنی صاحب ملازم رجمنٹ ترپ ہفتم گوالیار گورنمنٹ۔ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنفؔ

دیوان نذرِ خدا

ڈہونڈہنے والی تری نذرِ خدا
اب زمانے کی جستجو نکلی

ہر طرف تیری بات چیت چھڑی
تری چاہت گلی گلی مین ہوئی
تری خواہش تری طلبگاری
سبکے دلکی کلی کھلی تجھسے
تجھسے جسمِ غنی مین جان پڑی

ہر طرف تیری گفت گو نکلی
تیری اُمید کو بکو نکلی
دونون عالم مین چارسو نکلی
تیری اُلفت کی سب مین بو نکلی
آرزو تیری آرزو نکلی

اسے ورے نذرِ حق تری تاریخ
دل مضطر کی آرزو نکلی
۱۳۲۲ھ

دیگر

طالبو دوڑو خریدو جلد لو
کیون نہ یہ مقبول خاص و عام ہو
فکر جب تاریخ کی مجھکو ہوئی

حضرتِ مضطر کا ہے دیوان چھپا
نام اس دیوان کا ہے نذرِ خدا
غیب سے اوسوقت آئی یہ ندا

اب غنی دل کو تسلّی ہوگئی
اب علاجِ قلب مضطر ہوگیا
۱۳۲۲ھ

دیگر

ہوئی نذرِ خدا سے جسکو کچھ دلبستگی حاصل

اوسکے واسطے بیشک بہارِ باغ جنت ہے

غنی اِس فکر مین تہا یں کہ سالِ طبع کیا لکھون

پکارا ہاتفِ غیبی چراغِ صبح راحت ہے
۱۹۱۲ء

دیگر

چہپگیا دیوان مرے اوستاد کا
کیون نہ ہو محبوبِ دل محبوبِ طبع

مصرعہ تاریخ یہہ لکھو غنی
نورِ چشمِ خلق اورمرغوبِ طبع
۱۳۳۰ھ
۱۳۳۰ھ

دیگر

نذرِ خدا تو واقعی شمعِ شبِ اُمید ہے
دیکھہ تیری چمک وہک نجم فلک ہین منفعل
واقعی تیرا دیکھنا نورِ نگاہ ناز ہے

نذرِ خدا تو واقعی جلتا ہوا چراغ ہے
دیکھہ کے تیری روشنی چاند کے دلپہ داغ ہے
واقعی تیری سیر مین حظِ بہار باغ ہے

قلبِ غنی کے واسطے تو ہے قرار کا سبب
جانِ غنی کے واسطے لطفِ بہار باغ ہے
۱۳۳۰ھ

دیگر

ہے تو اے نذر خدا محبوب جان محبوبِ دل
ہے تو اے نذر خدا محبوب دل محبوب جان

تازگی ہوتی ہے دونو کو ترے دیدار سے	ہے تو بیشک بر ملا محبوب دل محبوب جان
جان و دل دونو کے گھر روشن ہین تیری نور سے	تو ہے دونو کی ضیا محبوب دل محبوب جان
جان بہی تیری سہارے دل بہی تیری آسرے	جان و دل کا آسرا محبوب دل محبوب جان
مصرعۂ تاریخ طبع اسطرح لکہو غنی	کیون ہو نذر خدا محبوب دل محبوب جان

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر منشی قاسم علیخان صاحب قاسم شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرت مضطر مصنف دیوان نذرِ خدا

لکہا اور کر دیا نذرِ خدا دیوان جو مضطر نے
زمانہ مین ہوئی شہرت کہ راہِ حق کا سودا ہے
نہ کانون نے سنا ایسا نہ آنکھون نے کبہی دیکھا
نرالی طرز ہے اسکی تو مضمون بہی نرالا ہے
ہر اک مصرعہ سے جاری ہین جو نہرین آبِ رحمت کی
ہر اک صفحے سے دیکہو موجزن عرفان کا دریا ہے
اسی مضمون مین مخفی جذبِ مقناطیس کو دیکھا

اسے پڑھتے ہین جب عاشق تو دل بیطرح کہنچتا ہے
مرادِ دو جہان ملتی ہے ذکرِ حق کے کرنے سے
جسے ہوتا ہے کچہہ حاصل اسی رستے سے ہوتا ہے
ہوا اعزاز حاصل ہے یہ صدقہ حمدِ یزدان کا
زبان پر سارے عالم مین اسی دیوان کا چرچا ہے
عجب طرزِ سخن ہوتی ہے ارباب فصاحت کی
بلاغت داد دیتی ہے کہ ہر اک شعر یکتا ہے
دکہائی ہے کہین کچہہ بے ثباتی دار فانی کی
زمانہ کی بقا گویا مثالِ موج دریا ہے
کہین مضمون نرالے ہین خدا کی شانِ وحدت کے
پڑہو جب غور سے دیکہو کہ قدرت کا تماشا ہے
اوسی کی شان قدرت ہے کہ جبکی حمد لکھی ہے
اوسی کا فیض جاری ہے کہ وہ فیاض یکتا ہے
بنایا گلشنِ وحدت سے گلدستہ فصاحت کا
چمن نذر خدا کا شکر ہے کیا خوب پہولا ہے
اگر کچہہ منہ سے کہتا ہون شریعت مانع آتی ہے
سنبہلنا شوقِ دل رازِ حقیقت دیکہہ کہلتا ہے

بس اسکو یونہی رہنے دے کہ گنجینہ ہے وحدت کا
ہے قاسم مسئلہ نازک بیان چپ رہنا زیبا ہے

لکھوں تاریخ اسکی فکر جب لاحق ہوئی قاسم
تو اکر شوقِ دل سے ہاتفِ غیبی سناتا ہے

قبولِ خالقِ یکتا ہوا یہ حمد یہ مضطر کا
جو اوس نے ذوقِ دل سے حمد مین دیوان لکھا ہے

ملائک ذکرِ حق مین عرش پر یہ حمد پڑھتے ہین
خدا کی شان مین حورون کا بھی یہ ہی وظیفا ہے

دماغِ قدسیان بھی ہے معطر اس کی خوشبو سے
بہار گلشن توحید اب کہیے تو زیبا ہے

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا - از نتیجہ فکر جناب منشی عنایت علی صاحب عاشق گوالیاری شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنّف دیوان نذرِ خدا

واقعی نذرِ خدا تو نذرِ حق ہے بیگمان
واقعی تیری ادا ہے اک ادائے دلفریب

واقعی ہے شان تیری ایک شانِ لاجواب
واقعی تیرا بیان ہے ایک بیانِ لاجواب

تیری ہر ہر بات فخرِ مہ جبینانِ جہان
تیرا ہر ہر حرف رشکِ گلرخانِ لاجواب

تیرا ہر انداز اک اندازِ معشوقانہ ہے
تیری ہر اک داستان ہے داستانِ لاجواب

سامنے تیرے خجل ہین گلبدن گل پیرہن
تیرے آگے منفعل ہین شاہدانِ لاجواب

توہی کچھہ دیگا تسلّی جانِ مضطر کو مری
تو کریگا چارۂ دردِ نہانِ لاجواب

اہلِ بینش کیلئے تو ہے فضائے کوہِ طور
اہلِ دانش کیلئے تو ایک کانِ لاجواب

حضرتِ مضطر کے دستِ جود و بخشش کے سبب
مجھکو حاصل ہوگئی یہ عزّ و شانِ لاجواب

واہ رے اوستاد تمکو آفرین صد آفرین
خوب لکھّی ہے یہ تمنے داستانِ لاجواب

ہے بیانونمین تمہارا ہی بیانِ بے مثال
ہے زبانون مین تمہاری ہی زبانِ لاجواب

ہر ادا دل کھینچنے والی ہے اس دیوان کی
دل لبھانے والا اس کا ہر بیانِ لاجواب

دیکھلے اس کو تو اسکندر بھی آئینہ بنے
بھول جائے اپنی ساری داستانِ لاجواب

سن لے یہ نالے تو بُلبُل چہچہانا بھولجائے
دم بخود رہجائے سُنکر یہ فغانِ لاجواب

قلبِ مضطر کے لئے وجہِ تسلی ہے یہی
جانِ عاشق کیلئے ہے ارمغانِ لاجواب

قطعہ تاریخ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی محمد بدر الحسن صاحب بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی - المتخلص بہ بدر

نہین یہ مضامین پیراستہ
انہین تم تو حورون کی محفل کہو

اگر فکر ہے سالِ تاریخ کی
تو اے بدر خمخانۂ دل کہو ۱۳۰۱ھ

دیگر

کلامِ افتخار شاعران ای بدرؔ گر دیکھین
یقیناً فخرِ گیتی اسکو اہلِ دید کہہ نکلین
مئے وحدت کے متوالے جو دیکھین چشمِ حق بین سے
بیاضِ دیدۂ آئینۂ توحید کہہ نکلین ۱۳۰۱ف

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی واحد علی
صاحب آزاد جنرلِ مرچنٹ لشکر گوالیار

قطعہ

کتنی جلدی ہوا عزیزِ جہان
مرحبا کیا کلام مضطر ہے
فکرِ تاریخ جب ہوئی مجھکو
کہا ہاتف نے کیون مکدر ہے
فکر عقبیٰ کی ہے تو اے آزاد
توشۂ آخرت میسّر ہے

تقریظ منظوم از نتیجہ فکر عالیجناب نواب محمد خضر علی خان صاحب ناکام رئیس مراد آباد - شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذر خدا

میرے اوستاد کا دیوان چھپا ہے ناکام
جسکو سب اہل جہان "نذر خدا" کہتے ہین
جن کے دل درد محبت سے دکھے ہین برسون
وہ اسے کاہش پنہان کی دوا کہتے ہین
گرمی سوز تپ عشق کے سب جلنے والے
اسکو جنت کے گلستان کی ہوا کہتے ہین
نزع ناکامی حسرت کے سسکنے والے
بیگمان نسخہ درمان شفا کہتے ہین
جن کے دل اوٹھ گئے دنیا سے وہ سب اہل خیال
اس کو عقبیٰ کے نتیجہ کا مزا کہتے ہین

نغمۂ وحدتِ معبود سنا جاتا ہے

سب اسے عالمِ عرفان صدا کہتے ہین

جلوۂ معنئ برحق پہ نظر ہے ہم کو

ہم تو ناکام اسے شانِ خدا کہتے ہین

قطعہ من تصنیف جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرتِ مضطر اقتدار جنگ ڈسٹرکٹ جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ درجہ اول گوالیار گورنمنٹ یہ مصنّف دیوان نذر خدا

گلشنِ عالم سے مضطر جانے والے جب گئے

اونمین ایسے بہی بہت تھے جو وفا لیکر چلے

اور ایسے بہی بہت تے جو وفورِ شوق سے

جان دیکر ذوق دیدِ کبریا لیکر چلے

اور ایسے بہی بہت تھے جو بدر گاہِ خدا

اس جہان سے شکوہ جورِ قضا لیکر چلے

ان مین ایسے بہی بہت تھے جو وفورِ یاس سے

اپنی ناکامی کا غم بے انتہا لیکر چلے

کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بھی تھے
اپنی بخشش کو جو زہد و اتقا لیکر چلے
بلکہ کچھہ ایسے بھی تھے جو اپنی عمرین کاٹ کر
توشۂ طرز عبادت بر ملا لیکر چلے
کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بھی تھے
اپنے سینہ مین جو قلب حق نما لیکر چلے
اور بہت ایسے بھی تھے جو اپنے قلب زار کو
یادگار خنجر جور و جفا لیکر چلے
اون مین کچھہ ایسے بھی تھے جو اس جہان سے مرتے دم
اپنے دل مین داغ جور اقربا لیکر چلے
بلکہ کچھہ ایسے بھی تھے جو چھوٹے بچے چھوڑ کر
صدمۂ اہل و عیال بینوا لیکر چلے
اور کچھہ ایسے بھی تھے جو رسم و راہ عشق مین
دل مین پنہان داغ وصل دلربا لیکر چلے
کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بھی تھے
جو یہان سے زندگانی کا مزا لیکر چلے
اور کچھہ ایسے بھی تھے جو آتے ہی رخصت ہوئے

اس چمن سے حسرتِ نشو ونما لیکر چلے

اونمیں ایک ہم بھی تھے مضطر بادلِ زار و نزار

پوچھنے والے نے پوچھا آپ کیا لیکر چلے

ہم نے دامانِ کفن سے تب نکالی اک کتاب

اور کہا لو دیکھ لو "نذرِ خدا" لیکر چلے

باسمہ تعالیٰ

اشتہار

نیاز مصطفےٰ

شایقین کو مژدہ ہو کہ دیوان نعتیہ الموسوم بہ "نیاز مصطفےٰ"
مصنفہ جناب خان بہادر اعتبار الملک حضرت مضطر
خیر آبادی جج و مجسٹریٹ ضلع نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ زیر طبع
ہے جس کی قیمت عہ رکھی گئی ہے - شایقین کو چاہئیے کہ
درخواست خریداری دیوان ہذا بہت جلد بھیجیں ورنہ طبع
ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا - فقط -

المشتہر
سید احمد حسین احقر دہلوی جنرل ٹھیکیدار گوالیار گورنمنٹ
کوٹھی تجمل منزل سیپری علاقہ ریاست گوالیار